سلسلة المناهج الدراسية

وفاق المدارس السلفیہ میں
حجیۃ القراءات کا نصابِ تعلیم

حجیتِ قراءات

www.KitaboSunnat.com

مؤلفین

قاری محمد ابراہیم میر محمدی عفی عنہ   ڈاکٹر نبیل بن محمد ابراہیم آل اسماعیل   فضیلۃ الشیخ عبد الفتاح القاضی

مترجم و مرتب قاری محمد مصطفیٰ راسخ حفظہ اللہ

كلية القرآن الكريم والتربية الإسلامية

ادارۃ الاصلاح ٹرسٹ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

وفاق المدارس السّلفیہ میں **حجیة القراء ات** کا نصابِ تعلیم

حجیت قراءات

اور اس کی اقسام مقبولہ و مردودہ

مؤلفین

فضیلۃ الشیخ عبدالفتاح القاضی حفظہ اللہ

ڈاکٹر نبیل بن محمد ابراہیم آل اسماعیل

قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ

مترجم و مرتب

قاری محمد مصطفیٰ راسخ حفظہ اللہ

نائب مدیر مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

مدرس جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

مكانة القراءات عند المسلمين ونظرية المستشرقين والملحدين حولها

❀ عرض مرتب ---------- 9

❀ تقدیم ---------- 13

❀ مصاحف عثمانیہ کا فائدہ ---------- 17

❀ عرض مولف ---------- 21

❀ حقیقت قراءات ---------- 22

❀ قرآن مجید اور قراءات قرآنیہ کے بارے میں مستشرقین کا نقطۂ نظر ---------- 23

❀ خاص بات ---------- 24

❀ اُمت مسلمہ اور مستشرقین کے درمیان اصل اختلاف ---------- 24

❀ مصحف امام ---------- 29

❀ مصحف مدنی ---------- 30

❀ مصحف مکی ---------- 30

❀ مصحف شامی ---------- 30

❀ مصحف کوفی ---------- 30

❀ مصحف بصری ---------- 30

❀ سورۃ البقرہ ---------- 34

❀ سورۃ آل عمران ---------- 35

❀ سورۃ النساء ---------- 36

❀ سورۃ المائدہ ---------- 37

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ سورۃ الانعام ---------- 38
❀ سورۃ الاعراف ---------- 39
❀ سورۃ التوبہ ---------- 40
❀ قراءات قرآنیہ پر طعن وتشنیع ---------- 42
❀ خلاصہ کلام ---------- 45
❀ تمرین ---------- 52

ابحاث فی قراء ات القرآن الکریم

❀ سبعۃ اُحرف پر نزولِ قرآن کی احادیث مبارکہ ---------- 55
❀ ''سبعہ احرف'' سے کیا مراد ہے؟ ---------- 75
❀ پہلا قول......سبعۃ احرف بمعنی لغات ولہجات ---------- 75
❀ دوسرا قول......سبعۃ اُحرف بمعنی قراءات ---------- 76
❀ تیسرا قول......سبعہ اَحرف بمعنی اَوجۂ قراءات ---------- 77
۱......اَسماء کا اختلاف ---------- 78
❀ تذکیر وتانیث کے اختلاف کی مثالیں ---------- 79
❀ اسماء میں مبالغہ اور عدم مبالغہ کی مثال ---------- 80
۲......افعال کا اختلاف ---------- 80
۳......وجوۂ اَعراب کا اختلاف ---------- 81
۴......کمی و زِیادتی کا اختلاف ---------- 82
۵......تقدیم وتاخیر کا اِختلاف ---------- 82
۶......ایک حرف یا کلمہ کی جگہ دوسرے حرف یا کلمے کے ابدال کا اختلاف ---------- 82
۷......لہجات کا اختلاف ---------- 83
❀ سبعہ اَحرف پر نزول قرآن کی حکمت ---------- 85

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ ۱۔نزول کتاب میں ہر قوم کی زبان کی موافقت کا لحاظ رکھنا ------------------- 85
❀ ۲۔دو مختلف قراءتوں سے دو مختلف حکموں کے مابین جمع کا فائدہ -------------- 86
❀ ۳۔مجمع علیہ حکم کی وضاحت -- 87
❀ ۴۔دو ایسے مختلف شرعی حکموں کا بیان، جو ایک دوسرے کے بدل ہوں---------- 87
❀ ۵۔ تعددِ قراءات کی تعددِ اعجاز پر دلالت ----------------------------- 88
❀ ۶۔تنوع قراءات میں قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے اور اس کی تصدیق کرنے والے (محمد ﷺ) کے رسول اللہ ﷺ ہونے پر براہین قاطعہ اور دلائل صادقہ موجود ہیں -- 88
❀ اَحادیث مبارکہ سے مستنبط فوائد ------------------------------------ 91
❀ قراءاتِ سبعہ کا حروفِ سبعہ سے تعلق -------------------------------- 95
❀ موجودہ قراءاتِ عشرہ حروفِ سبعہ کا جزء ہیں، کل نہیں--------------------- 97
❀ ۱۔اَسماء کا اختلاف --- 98
❀ ۲۔افعال کا اختلاف --- 99
❀ ۳۔اعراب کا اختلاف --- 99
❀ ۴۔نقص وزیادتی کا اختلاف -- 100
❀ ۵۔تقدیم وتاخیر کا اختلاف --- 101
❀ ۶۔ابدال کلمہ کا اختلاف -- 101
❀ ۷۔اختلافِ لہجات -- 102
❀ خلاصۂ کلام --- 102
❀ قراءات ائمہ عشرہ کا تواتر اور ان کا ثبوت ---------------------------- 103
❀ بذریعہ علم قطعی ویقینی -- 103
❀ بعض اُمور کی وضاحت --- 106
❀ اِنکارِ قراءات کا حکم -- 109

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ قراءات کی صحابہ یا آئمہ کی طرف نسبت کا سبب ---------- 109
❀ ائمہ عشرہ کے اختیارات ---------- 110
❀ تمرین ---------- 114

علم قراء ات

ارتقاء، مراحل اور علوم شرعیہ پر اس کے اثرات

❀ تمہید ---------- 117
پہلی مبحث...... بنیادی تعریفات ---------- 118
ا...... قرآن مجید کی تعریف ---------- 118
❀ قرآن کی لغوی تعریف ---------- 118
❀ قرآن کی اصطلاحی تعریف ---------- 120
۲...... سبعہ احرف کی تعریف ---------- 121
❀ سبعہ احرف کی لغوی تعریف ---------- 121
❀ سبعہ احرف کی اصطلاحی تعریف ---------- 122
❀ پہلا مذہب ---------- 124
❀ دوسرا مذہب ---------- 126
❀ راجح موقف ---------- 127
❀ ائمہ سبعہ کی قراءات کا سبعہ احرف کے ساتھ تعلق ---------- 128
۳...... قراءات کی تعریف ---------- 129
❀ اصطلاحی تعریف ---------- 130
۴...... روایات کی تعریف ---------- 132
❀ لغوی تعریف ---------- 132
❀ اصطلاحی تعریف ---------- 133

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵......طرق کی تعریف ---------- 133
❀ لغوی تعریف ---------- 133
❀ اصطلاحی تعریف ---------- 133
۶......اوجہ کی تعریف ---------- 134
❀ لغوی تعریف ---------- 134
❀ اصطلاحی تعریف ---------- 134
۷......اختیار کی تعریف ---------- 135
❀ لغوی تعریف ---------- 135
❀ اصطلاحی تعریف ---------- 135
❀ امثلہ ---------- 137
❀ قراءت میں تلفیق کا حکم ---------- 138
❀ دوسری مبحث ---------- 141
❀ قراءات کی اقسام ---------- 141
۱......قبول وردّ کے اعتبار سے قراءات کی اقسام ---------- 141
۱...... **قراء ات مقبولہ** ---------- 141
❀ (۱) قراءت مقبولہ کی تعریف ---------- 141
❀ (۲) قراءت مقبولہ کے ضوابط ---------- 142
❀ (۳) قراءات مقبولہ کی انواع ---------- 144
❀ (۴) حکم ---------- 144
۲...... **قراء ات مردودہ** ---------- 145
❀ (۱) قراءت مردودہ کی تعریف ---------- 145
❀ (۲) قراءت مردودہ کے ضوابط ---------- 145

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصاحف عثمانیہ کے رسم کے مخالف قراءت کی مثال ---------------- 146
لغت عرب کے مخالف قراءت کی مثال ------------------------- 146
معنوی طور پر مردود قراءت کی مثال ------------------------- 146
❀ (۳) قراءت مردودہ کی اقسام ------------------------------ 146
❀ (۴) قراءات مردودہ کا حکم -------------------------------- 146
ا......سند کے اعتبار سے قراءات کی اقسام ----------------------- 147
ا۔قراءات متواترہ ------------------------------------- 147
۲۔قراءات مشہورہ ------------------------------------- 147
۳۔قراءات آحادیہ -------------------------------------- 148
❀ خلاصہ --- 149
٤...... **قراء ات شاذه** -------------------------------- 149
٥...... **قراء ات مدرجه** ------------------------------ 149
٦...... **قراء ات موضوعه** ----------------------------- 150
۳......معنی کے متحد اور الگ الگ ہونے کے اعتبار سے ------------------ 150
❀ قراءات کی اقسام ------------------------------------ 150
ا۔متحد المعنی قراءات ------------------------------------ 150
۲۔متعدد المعنی قراءات ---------------------------------- 151
تیسری مبحث......قراءات کا مصدر --------------------------- 153
❀ اس مذہب والوں کے قرآن وسنت سے دلائل ---------------------- 153
❀ راجح موقف -- 157
❀ تمرین -- 158

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض مرتب

قرآن مجید وہ عظیم الشان کتاب ہدایت ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالی نے اٹھا رکھی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں امت کے بے شمار اہل علم نے قرآن مجید کی خدمت کی ہے اوراس کے مختلف علوم وفنون پر اپنی شاندار کتب تصنیف فرمائی ہیں۔

اللہ تعالی نے امت محمدیہ کی آسانی کے لئے قرآن مجید کو سبعہ احرف پر نازل فرمایا ہے۔ ان پر ایمان لانا واجب اور ضروری ہے،اوران کا انکار کرنا کفر اورقرآن کا انکار کرنا ہے۔اس وقت دنیا بھر میں سبعہ احرف پر مبنی دس قراءات اوربیس روایات پڑھی پڑھائی جارہی ہیں،جن میں سے چار روایات (روایت قالون،روایت ورش،روایت دوری بصری اور روایت حفص) ایسی ہیں جو دنیا کے کسی نہ کسی حصے میں عامۃ الناس میں باقاعدہ رائج اور متداول ہیں۔عالم اسلام کے ایک بڑے حصے پر قراءت امام عاصم بروایت حفص رائج ہے، جبکہ مغرب، الجزائر، اندلس اورشمالی افریقہ میں قراءت امام نافع بروایت ورش، لیبیا، تیونس اور متعدد افریقی مما لک میں روایت قالون عن نافع ،مصر،صومالیہ،سوڈان اور حضرموت میں روایت دوری عن امام ابوعمرو بصری رائج اور متداول ہے۔قراءات قرآنیہ کے مختلف پہلوؤں پر اب تک متعدد کتب لکھی جا چکی ہیں۔ان میں سے ایک اہم ترین پہلو حجیت قراءات کا بھی ہے۔زیرنظر کتاب اسی پہلو کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہے۔

کلیۃ القرآن الکریم کے نصاب میں **"حجیۃ القراء ات"** کا مادہ شامل کئے جانے کے بعد اس بات کی شدید ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک ایسی کتاب تیار کی جائے جو اپنے فن پر مدلل ہونے ساتھ ساتھ مختصر اور نصابی تقاضوں کو بھی پورا کرنے والی ہو۔چنانچہ استاد محترم قاری محمد ابراہیم میرمحمدی صاحب حفظہ اللہ کے حکم پر وفاق المدارس السّلفیہ میں حجیت قراءات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نصاب تعلیم میں شامل تین رسائل (مکانة القراء ات عند المسلمین ونظریة المستشرقین والملحدین حولها...... از استاد محترم قاری محمد ابراہیم میر محمدی، ابحاث فی قراء ات القرآن الکریم...... از فضیلۃ الشیخ عبدالفتاح القاضی اور علم القراء ات...... از ڈاکٹر نبیل بن محمد ابراہیم) کا اردو ترجمہ کر کے انہیں بالترتیب اکٹھا شائع کیا جا رہا ہے تاکہ ملک بھر میں زیر تعلیم کلیۃ القرآن الکریم کے طلبا کے لئے اس کتاب کا حصول اور اس مادے کی تیاری آسان ہو سکے۔

یاد رہے کہ ان میں سے پہلی کتاب "مکانة القراء ات عند المسلمین و نظریة المستشرقین و الملحدین حولها" عام مسلمانوں کو غامدی جیسے فتنہ انکار قراءات کے علم برداروں اور ان کے ہم نواؤں کے پنجہ سے محفوظ رکھنے کے لیے ایک عرصہ قبل لکھی گئی تھی۔ کیونکہ انہوں نے عناداً او جہلاً اس علم کا احترام ختم کر دیا تھا۔ افادیت کے پیش نظر بعد میں اسے وفاق المدارس السّلفیہ کے نصاب میں شامل کر لیا گیا۔ اسی طرح دوسری کتاب ''ابحاث فی قراءات القرآن الکریم'' قراءات قرآنیہ کی شرعی حیثیت اور ان کی حجیت جیسی مباحث پر مشتمل ہے، جبکہ تیسری کتاب ''علم القراءات'' قراءات قرآنیہ کی مختلف اقسام پر مبنی ہے، جس میں قراءات مقبولہ اور قراءات مردودہ کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔

بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ اس خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے اور تمام طالبان علم کے میزان حسنات میں اضافے کا باعث بنائے۔ آمین

مترجم ومرتب

قاری محمد مصطفیٰ راسخ

نائب مدیر، مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

مدرس، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مكانة القراءات عند المسلمين ونظرية المستشرقين والملحدين حولها

تالیف

خادم القرآن والقراءات

قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ تعالی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تقدیم

مفتی، شیخ الحدیث والتفسیر ابوالنصر حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ تعالی

تمام تعریفات اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے امت مسلمہ کو روشن دلیل پر گامزن فرمایا ہے۔ جس کی رات اس کے دن کی مانند ہے۔ اس سے روگردانی کرنے والا ہلاکت میں پڑنے والا ہے۔ اللہ تعالی نے امت کے لئے ہدایت کا راستہ آسان اور منور فرما دیا ہے۔ خبردار وہ راستہ اللہ تعالی کی کتاب قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ کا راستہ ہے۔

اما بعد!

امت مسلمہ کی خصوصیات میں سے ایک اہم ترین خصوصیت ''اسناد'' ہے، جس کے ذریعے اس نے قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ کو حاصل کیا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتی تو ہر کوئی شخص جو جی میں آتا، کہہ دیتا۔ قرآن مجید اپنے ثبوت کے اعتبار سے سنت نبوی ﷺ سے اعلی درجے پر فائز ہے، کیونکہ یہ بالمشافہ حاصل کیا جاتا ہے اور تواتر سے ثابت ہوتا ہے۔ تمام محقق اہل علم کا اس پر اجماع ہے۔

قرآن مجید سے مراد وہ متن ہے، جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوران تدوین دو گتوں کے درمیان جمع فرمایا ہے۔ یہ کامل واکمل ہے اور اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ جو اس کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ﴾ (الحجر: ۹)

''ہم نے اس ذکر کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

چونکہ اس کتاب مبین کے محافظ خود اللہ تعالی ہیں، چنانچہ دیگر کتب سماویہ کی مانند اس میں تحریف وتغییر اور کمی وبیشی نہیں ہوسکتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قرآن مجید کے اس متن کی کئی وجوہ ہیں، جن سے اسے حاصل کیا جاتا ہے۔اللہ تعالی نے قرآن مجید کو سات حروف پر نازل فرمایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ ، كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ .))

''بلا شبہ یہ قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، تمام حروف شافی وکافی ہیں۔''

ایک روایت میں الفاظ کچھ یوں ہیں:

((فَبِاَيِّهَا قَرَءُ وْا فَقَدْ اَصَابُوْا .))

''مسلمان جس حرف کو بھی پڑھیں گے، قرآن مجید کو پالیں گے۔''

متن قرآنی کی ان وجوہ سے مراد ''وجوہ قراءات'' ہیں۔کیونکہ نبی کریم ﷺ نے صحیح حدیث مبارکہ اس کا یہی مفہوم بیان فرمایا ہے۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَقْرَاَنِیْ جِبْرِيْلُ عَلٰی حَرْفٍ ، فَلَمْ اَزَلْ اَسْتَزِيْدُهٗ وَ يَزِيْدُنِیْ حَتّٰی بَلَّغَ سَبْعَةَ اَحْرُفٍ .))

''مجھے سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے ایک حرف پر پڑھایا، میں مسلسل زیادہ طلب کرتا رہا اور زیادہ کرتے رہے، حتی کہ سات حروف تک پہنچ گئے۔''

مسلمان اہل علم ہر دور میں ان پڑھی گئی وجوہ قراءات کا اہتمام کرتے چلے آئے ہیں۔جنہیں متقدمین ''حروف'' اور متاخرین ''قراءات'' کے نام سے متصف کرتے ہیں۔ قراءکرام نے ان حروف یا قراءات کو بالمشافهة طبقة عن طبقة ، متصل سند کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے، اور نبی کریم ﷺ نے بالمشافہ جبرئیل علیہ السلام سے حاصل کیا ہے اور جبرئیل علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے حاصل کیا ہے۔ [1]

مستشرقین کا خیال ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ کتاب نہیں ہے،

[1] تقدیم الدکتور عبد العزیز القاری علی الارشاد للقلانسی: ۹، ۱۰.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اسے محمد ﷺ نے اپنے پاس سے گھڑ لیا ہے۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول نہیں ہیں بلکہ انہوں نے نبوت اور رسالت کا جھوٹا دعوی کیا ہے۔ وہ قرآن میں وہی بیان کرتے ہیں جو ان کی خواہش اور پسند ہوتی ہے۔ انہوں نے قرآن مجید میں توراۃ وانجیل سمیت سابقہ کتب سے اقتباسات لئے ہیں۔ لہٰذا دین اسلام نصرانیت ہی کی محرف شدہ شکل ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلك .)

مستشرقین نے ان گمراہ کن افکار ونظریات کو پھیلانے میں روافض اور باطنیہ جیسے گمراہ فرقوں کے عقائد سے مدد لی ہے، کیونکہ ان فرقوں کا عقیدہ ہے کہ اس وقت ہمارے پاس موجود قرآن مجید وہ قرآن نہیں ہے جو نبی کریم ﷺ پر نازل کیا گیا تھا۔ بلکہ یہ قرآن وہ ہے جسے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جمع فرمایا تھا اور اس میں سے جو چاہا ساقط کر دیا۔

امام ابوبکر محمد بن قاسم الانباری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علمائے امت ہمیشہ سے قرآن مجید کے مقام ومرتبے اور عزت وشرف کا دفاع کرتے چلے آئے ہیں۔ اب ہمارے زمانے میں آ کر یہ گمراہ شخص پیدا ہو گیا ہے جو ملت سے خارج ہے، امت پر حملہ آور ہے اور شریعت کو باطل کرنا چاہتا ہے۔ اس کا وہم ہے کہ جو مصحف سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع فرمایا تھا وہ مکمل قرآن مجید پر مشتمل نہیں تھا، کیونکہ انہوں نے اس میں سے پانچ سو حروف ساقط کر دیئے تھے۔ (حالانکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس کے درست ہونے پر اتفاق تھا)''

امام ابن الانباری رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

''یہ زندیق شخص قرآن مجید کی آیات میں کمی بیشی کر کے پڑھتا تھا، مثلا سورۃ آل عمران کی ایک آیت کو یوں پڑھتا تھا: ((وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ بِسَيْفِ عَلِيٍّ وَ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ)) (آل عمران: ۱۲۳) [1]

اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ حسین النوری الطبرسی رافضی نے ''فصل الخطاب فی

---

[1] القرطبی: ۱/ ۸۲.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
1st Proof 10-4-2017 2nd Proof 18-4-2017

اثبات تحریف کتاب رب الارباب“ نامی کتاب لکھی ہے، جس میں اس نے کتاب اللہ میں تحریف کو ثابت کی مذموم کوشش کی ہے۔

مستشرقین کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو مکمل قرآن مجید کا تو انکار نہیں کرتا ہے، لیکن قراءات متواترہ کا منکر ہے۔

مستشرقین کے ان اعتراضات کا مقصد قرآن مجید کے حوالے سے مسلمانوں کے قلوب واذہان میں شکوک وشبہات پیدا کرنا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید ہدایت کی اصل بنیاد ہے اور جب اس میں شک وشبہ پیدا ہو جائے گا تو اسلام کی بنیاد منہدم ہو جائے گی۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ مصاحف بطور مدون قانون اور ضابطے کے لکھوائے تھے تاکہ روایات میں اختلاف کے وقت ثابت شدہ اور منسوخ قراءات میں تمیز کرنے اور قرآن و غیر قرآن (یعنی تفسیر وغیرہ) میں فرق کرنے کے لئے ان (مصاحف) کی طرف رجوع کیا جا سکے۔ انہوں نے یہ مصاحف عرضہ اخیرہ کے موافق لکھوائے تھے اور انہیں منسوخ حروف اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے اپنے اپنے مصاحف میں لکھی گئی تفسیر، احکام اور اسباب نزول وغیرہ جیسی تعلیقات [1] سے خالی رکھا تھا۔ کیونکہ یہی تعلیقات اگر بعد والے لوگوں تک اسی طرح مصاحف میں لکھی ہوئی پہنچتیں (جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

---

[1] جیسا کہ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ: سیدہ عائشہ کے مصحف میں ((حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی وھی صلوۃ العصر)) لکھا ہوا تھا۔ گویا اس روایت میں (وھی صلوۃ العصر) کی زیادتی ہے، اسی طرح صحیح مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے (وصلوۃ العصر) کی زیادتی روایت کی گئی ہے۔ اورزیادتی کی یہ قسم تفسیر کے قبیل سے تعلق رکھتی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر اپنے اپنے مصاحف پر لکھ لیا کرتے تھے۔ بعض دفعہ زیادتی منسوخ حروف سے متعلق ہوتی تھی، صحیح مسلم میں سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ((حافظوا علی الصلوات وصلوۃ العصر)) آیت نازل ہوئی۔ جب تک اللہ نے چاہا ہم اسے ایسے ہی پڑھتے رہے۔ پھر اللہ تعالی نے اسے منسوخ کرتے ہوئے یہ آیت ((حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی)) نازل فرما دی۔ ایک آدمی نے پوچھا: کیا یہ نماز عصر ہے؟ میں نے کہا کہ میں تجھے بیان کر چکا ہوں کہ یہ کیسے نازل ہوئی ہے اور اسے اللہ نے کیسے منسوخ کیا ہے۔ (سنن القراء للدکتور عبد العزیز القاری: ۱۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی آسانی کے لئے حاشیہ میں لکھی تھیں) تو وہ اسے نص قرآنی سمجھ لیتے۔لیکن مستشرقین نے مصاحف کے حاشیہ پر لکھی گئی ان تعلیقات کو قراءات قرآنیہ سمجھ لیا۔(اور مصاحف عثمانیہ کو ان تعلیقات سے خالی کرنے سے یہ سمجھ لیا کہ سیدنا عثمان نے قراءات قرآنیہ کو ختم کردیا تھا۔)

مصاحف عثمانیہ کا فائدہ:

مصاحف عثمانیہ کا فائدہ یہ ہوا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سینہ در سینہ مختلف روایات آگے منتقل ہوتیں تو بعد والے ان روایات کو اپنے پاس موجود مصحف کے رسم الخط پر پیش کرتے، اگر تو مصحف کا رسم الخط اس کا احتمال رکھتا تو وہ اسے قبول کر لیتے تھے اور اگر مصحف کا رسم الخط اس کا احتمال نہ رکھتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے، اگرچہ وہ صحیح سند سے ہی کیوں نہ ان تک پہنچی ہو۔[1]

اگر کہا جائے کہ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جو مصحف لکھا تھا وہ سبعہ احرف میں سے صرف ایک حرف پر لکھا تھا۔ اور قراء کرام کا موجودہ اختلاف وہ نہیں ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول ((اِنَّ هٰـذَا الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ)) میں بیان فرمایا ہے۔قراء کرام کا اختلاف اس سے ایک جدا چیز ہے۔کیونکہ قراء کرام کا اختلاف رسم مصحف سے خارج نہیں ہوتا ہے اور مصحف صرف ایک حرف پر لکھا گیا ہے۔باقی چھ حروف ساقط کر دیئے گئے تھے اور ایک حرف پر لکھے گئے مصحف کے خط پر بالاجماع عمل جاری ہے۔“

تو اس کا جواب یہ ہے:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے سبعہ احرف میں سے چھ حروف کو چھوڑ کر صرف ایک حرف پر مصحف لکھنے کا یہ دعویٰ باطل اور ناقابل قبول ہے۔کیونکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس کام کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔اور پھر وہ کتاب اللہ کے کسی حصے کو چھوڑنے یا باطل کرنے سمیت کسی ایسی چیز کو کیسے حلال کر سکتے تھے، جسے اللہ تعالی نے حرام قرار دیا ہے۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کتابت

[1] سنن القراء للدکتور عبد العزیز القاری: ۱۷، ۱۸.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصاحف کا کام قیل و قال کا دروازہ بند کرنے کے لئے کیا تھا، تا کہ کوئی بھی شخص قرآن مجید میں کوئی غیر قرآن چیز داخل نہ کر سکے یا قرآن مجید کے الفاظ میں تغییر کو جائز نہ سمجھ بیٹھے۔ جب آپ نے یہ مصاحف لکھوا دیئے اور ان کی تلاوت کا حکم دے دیا تو کسی کے لئے کوئی باطل دعوی کرنا ممکن نہ رہا۔ اور جو ایسا کرے گا وہ خطا کار ہوگا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ھشام بن حکیم رضی اللہ عنہ پر ایک ایسے لفظ کا انکار کیا تھا، جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا تھا، حالانکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ لفظ لغت عرب میں جائز ہے۔ اگر قرآن مجید میں تغییر ناجائز نہ ہوتی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان پر انکار نہ کرتے۔ چنانچہ سیدنا عثمان نے باطل دعوے اور تبدیلی حروف کی رائے کا دروازہ بند کرنے کے لئے قرآن مجید کو ان تمام سات وجوہ پر جمع فرمایا، جن پر وہ نازل کیا گیا تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کے وقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں لکھے گئے صحف بھی سامنے رکھے جو سات حروف پر لکھے گئے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پتھروں کے ٹکڑوں، کھجور کے پتوں اور ہڈیوں کی تختیوں پر لکھے گئے قرآن کو بھی سامنے رکھا تا کہ کسی قائل کا کوئی قول اور کسی مدعی کا کوئی دعوی باقی نہ رہے۔

امام طبری رحمہ اللہ کی یہ بات کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سبعہ احرف میں سے صرف ایک حرف پر مصاحف لکھوائے تھے، اس لئے صحیح نہیں ہے کیونکہ مختلف مصاحف میں مختلف حروف لکھے ہوئے موجود ہیں۔ مثلاً بعض مصاحف میں ((وَاَوْصٰی)) لکھا ہے تو بعض میں ((وَوَصّٰی)) لکھا ہے۔ بعض میں ((وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ)) لکھا ہے تو بعض میں ((قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ)) لکھا ہے۔ بعض میں ((سَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ)) لکھا ہے تو بعض میں ((وَسَارِعُوْا)) واو کے ساتھ لکھا ہے۔ مدنی اور شامی مصاحف میں ((يَرْتَدِدْ)) لکھا ہے تو دیگر میں ((يَرْتَدَّ)) ایک دال کے ساتھ لکھا ہے۔ بعض مصاحف میں ((تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ)) لکھا ہے تو بعض میں ((مِنْ تَحْتِهَا)) لکھا ہے۔ شامی مصحف میں ((وَبِالزُّبُرِ وَ بِالْكِتَابِ)) لکھا ہے تو دیگر میں ((وَالزُّبُرِ وَالْكِتَابِ)) لکھا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

1st Proof 10-4-2017 www.KitaboSunnat.com 2nd Proof 18-4-2017

اس امر میں کوئی شک نہیں ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مکمل قرآن مجید کو تمام وجوہ کے ساتھ لکھا ہے اور اس میں سے کوئی شی بھی نہیں چھوڑی ہے۔ اور اگر وہ کوئی شی چھوڑ دیتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے موافقت نہ کرتے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا، لیکن انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے مصحف پر کوئی ایک حرف کی بھی زیادتی نہیں کی۔ [1]

میں شیخ عبدالوھاب سبکی شافعی رحمہ اللہ کے فتوی سے موافقت کرتے ہوئے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ قراءات عشرہ، متواتر ہیں اور ضروریات دین میں سے ہیں۔ انہوں نے یہ فتوی حافظ ابو الخیر محمد بن محمد الدمشقی المعروف بابن الجزری رحمہ اللہ کے سوال کے جواب میں دیا تھا۔ انہوں نے اپنے سوال میں لکھا:

سوال: ......کیا فرماتے ہیں محترم علماء کرام اور ائمہ دین بیچ اس مسئلہ کے: کیا قراءات عشرہ جو آج کل پڑھی جارہی ہیں، متواتر ہیں یا غیر متواتر ہیں؟ اگر ان قراءات عشرہ میں سے کسی حرف کے ساتھ کوئی منفرد ہو جائے تو کیا وہ متواتر ہے یا نہیں؟ اور اگر یہ متواتر ہیں تو ان سب کا یا کسی ایک حرف کا انکار کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

امام شاطبی رحمہ اللہ کی جمع کردہ قراءات سبعہ اور امام ابن الجزری رحمہ اللہ کی جمع کردہ قراءات ثلاثہ (قراءۃ ابو جعفر، قراءۃ یعقوب اور قراءۃ خلف العاشر) سب کی سب متواتر اور ضروریات دین میں سے ہیں۔ اگر کوئی ان میں سے کسی ایک حرف کے ساتھ منفرد ہوتا ہے تو وہ حرف بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ ہیں۔ کوئی جاہل ہی ان کا انکار کرسکتا ہے۔ ان کا تواتر پڑھنے والوں کی روایات پر منحصر نہیں ہے، بلکہ یہ کلمہ (اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ) پڑھنے والے ہر مسلمان کے ہاں متواتر ہیں، خواہ وہ کوئی عامی ان پڑھ شخص ہی کیوں نہ ہو، جس نے قرآن مجید کا ایک حرف بھی حفظ نہ کیا ہو۔

---

[1] جمال القراء للسخاوی: ١/ ٢٣٧، ٢٣٩.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہ ایک وسیع موضوع ہے، جس کی شرح اس مختصر مقام پر ممکن نہیں ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ دینی حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے شکوک وشبہات سے اجتناب کرے اور قراء ات قرآنیہ کے متواتر اور ضروریات دین ہونے پر پختہ یقین رکھے۔ [1]

علمائے قراء ات نے ہر دور میں پوری قوت اور مستند دلائل کے ساتھ قرآن مجید اور قراءات قرآنیہ کے دفاع کے میدان میں بڑی شاندار خدمات سرانجام دی ہیں اور وہ ہمیشہ اپنی خدمات سرانجام دیتے رہیں گے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی مقدس کتاب کا دفاع کرے اور مختلف جہات سے کتاب اللہ پر ہونے والے حملوں کے سامنے ڈٹ جائے اور کسی قسم کی بزدلی یا سستی کا مظاہرہ نہ کرے۔

قراءات قرآنیہ متواترہ کے دفاع کی ایک کڑی میرے شاگرد رشید محترم قاری المقری محمد ابراھیم میر محمدی صاحب حفظہ اللہ کا شاندار رسالہ بھی ہے۔ انہوں نے اس کا نام: ((مَكَانَةُ الْقِرَاءَ اتِ عِنْدَ الْمُسْلِمِيْنَ وَنَظَرِيَّةُ الْمُسْتَشْرِقِيْنَ وَالْمُلْحِدِيْنَ حَوْلَهَا)) رکھا ہے۔ میں عالم اسلام خصوصا پاکستان کے تمام مسلمان علماء کرام بھائیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس رسالے کو اہتمام سے پڑھیں، اس کے موضوع کو گہرائی سے دیکھیں اور اس میں بیان کردہ صحیح منہج کو اپنا لیں۔ اسی میں عمومی خیر ہے اور درست راستے کی طرف راہنمائی ہے۔

میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مولف موصوف کو اس کتاب کا بہترین بدلہ عطا فرمائے اور تمام مسلمانوں خصوصا علمائے کرام کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق دے۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا.

كتبه

خادم الكتاب والسنة

ابو النصر الحافظ ثناء الله المدنى بن عيسى خان

عَفَا الله عنهما وعافاهما

---

[1] النشر: ١/ ٤٥.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عرض مولف

تمام تعریفات اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے اپنے حبیب کی امت پر آسانی کرتے ہوئے قرآن مجید کو سات حروف پر نازل فرمایا اور قارئین ومقرئین کا ایک ایسا سلسلہ قائم کردیا جو نبی کریم ﷺ تک جا پہنچتا ہے۔اور درود وسلام ہو ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ پر، جنہوں نے اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ پیغام کو بندوں تک پہنچا دیا۔اور اللہ کی رحمت ہو آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ پر، جنہوں نے آپ ﷺ سے قرآن مجید حاصل کیا اور اسے پوری امانت داری کے ساتھ آگے نقل کردیا اور اس کی وہی تشریح جیسا کہ وہ نازل کیا گیا تھا۔

اما بعد!

آج میں آپ کے سامنے ماضی اور مستقبل میں زندگی کے نازک ترین موضوع کو پیش کرتے ہوئے سعادت محسوس کررہا ہوں، جس کا عنوان ہے:......((مكانة القراء ات عند المسلمين ونظرية المستشرقين والملحدين حولها.)) یہ رسالہ قرآن مجید اور قراء ات صیحہ محکمہ متواترہ کے حوالے سے ہر غیرت مند مومن کے لیے ایک تحفہ ہے۔اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اسے نفع مند بنائے اور اسے اپنی رضا کے لئے خالص کر لے۔آمین

خادم القرآن والقراء ات

قاری محمد ابراھیم میر محمدی حفظہ اللہ تعالی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت قراءات

اس امر میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، جیسا کہ صحیح، قطعی اور متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ قراء کرام نے قرآن مجید کی قراء ات، اس کے حروف کی روایات اور اس کے مختلف لہجات کو اپنے اساتذہ سے براہ راست سماع کے ذریعے حاصل کیا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی اسناد درجہ بدرجہ نبی کریم ﷺ تک جا پہنچتی ہیں۔ قرآن مجید کی یہ قراء ات صحیحہ معروفہ تواتر حقیقی سے ثابت ہیں اور یہ تواتر ایسا ہے جو کسی اور کتاب کو حاصل نہیں ہو سکا ہے۔ قراء کرام نے ان قراء ات کو کلام کی تمام باریکیوں اور ثقاہت کے ساتھ نقل کیا ہے۔

یہ بات تمام مسلمانوں کے علم میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کو معروف قراء ات کے ساتھ لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور انہیں ان قراء ات کے ساتھ قرآن کی تعلیم بھی دی۔ یہ قراء ات صحیح اور متواتر اسانید سے ثابت ہیں۔ [1] اور یہ بات اتنی معروف ہے کہ جو شخص علومِ قرآن اور قراء ات سے ذرا بھی شغف رکھتا ہے وہ اسے بخوبی جانتا ہے۔

---

[1] ہر قاری نے اپنے شیوخ سے ایک یا ایک سے زائد قراء ات کو سنا ہے۔ اور یہ قراء ایک دوسرے کی قراءت کا انکار نہیں کرتے۔ ماسواء اس قراءت کے کہ جس میں راوی سے خطا کا امکان ہو یا اس قراءت کے نقل کرنے والے راوی کی صداقت میں شک ہو۔ یہ معاملہ اس وقت تک تھا جب تک کہ قراء ات کی مختلف روایات کو جمع اور اکٹھا نہیں کیا گیا تھا، لیکن جب قراء ات کی مختلف اسانید اور طرق معروف ہو گئے۔ متواتر اور صحیح قراء ات، شاذہ اور منکر قراء ات علیحدہ ہو گئیں تو پھر اب ان میں سے کسی کے انکار یا اس میں شک کی گنجائش نہیں ہے اور یہ بات ہر اس شخص پر واضح ہے کہ جو اسانید کے علم، نقل و روایت کے فنون، اصولِ دین اور اصولِ فقہ سے اچھی طرح واقف ہے۔
(الکتاب والسنۃ یجب ان یکونا مصدر القوانین فی مصر: ۷۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قرآن مجید اور قراءات قرآنیہ کے بارے میں مستشرقین کا نقطۂ نظر:

مستشرقین کا خیال ہے کہ تمام علمائے اسلام اور قراء کرام جھوٹے اور افترا پرداز ہیں، جنہوں نے رسم عثمانی سے ہر وہ قراءت اور روایت نکال لی ہے، جس کا اس کے رسم سے نکلنے کا احتمال تھا۔

مستشرقین کا اولین مقصود یہ ہے کہ وہ کسی طرح اللہ کی محفوظ کتاب قرآن مجید کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کر دیں اور اللہ کے اس وعدے کو جھوٹا ثابت کر دیں جو اس نے قرآن مجید کی حفاظت کے حوالے سے اپنے ذمہ لیا ہے اور قرآن کی آیت مبارکہ ﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ﴾ (حٰم السجدۃ: ٤٢) ''باطل اس قرآن کے نہ آگے سے آ سکتا ہے نہ پیچھے سے'' کو جھٹلا دیں۔ نیز وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ جیسے ان کی کتابوں کے بارے میں ان پر مسلمانوں کی طرف سے یہ تہمت لگائی جاتی ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں کو تبدیل کر دیا ہے وہ یہی الزام مسلمانوں پر بھی ان کی کتابوں کے بارے میں لگائیں۔ [1]

---

[1] قراءات کے بارے میں مستشرقین کا نظریہ کیا ہے؟ اس کو گولڈ زیہر نے اپنی کتاب ''المذاهب الاسلاميه في تفسير القرآن'' میں واضح کیا ہے۔ جس کا عربی ترجمہ جناب استاذ الشیخ علی حسن عبدالقادر نے کیا ہے۔ گولڈ زیہر (ص ۳،۴) لکھتا ہے: یہ مختلف قراءات مصحف عثمانی کے گرد گھومتی ہیں اور یہ وہ مصحف ہے جس پر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ارادہ تھا کہ کلام اللہ کی حرکات اور اس کے مختلف استعمالات میں جو خطرہ پیدا ہو سکتا تھا اس کو دور کر دیا جائے۔ کیونکہ مسلمانوں نے قرآن کی قراءات میں بہت سستی کا مظاہرہ کیا تھا اور ان سب قراءات کو مسلمان برابری کا درجہ دیتے تھے۔ باوجودیکہ ان میں سے صرف چند ایک ایسی تھیں جن کو فرض کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو ایک ایک کلمہ اور ایک ایک حرف کی شکل میں نازل کیا تھا اور اس طرح کا کلام یعنی ایک کلمے اور حرف کے ساتھ لوحِ محفوظ میں بھی تھا اور اسی طرح مبارک فرشتہ جس قرآن کو لے کر نازل ہوا اس کے لیے لازم ہے کہ وہ ایک حرکت اور ایک ہی لفظ پر مشتمل ہو اور اس موضوع پر گولڈ نے اپنی کتاب ''تاریخ القرآن'' میں مفصل بحث کی ہے۔ وہ کہتا ہے، ان قراءات کی بڑی قسم کا اصل سبب عربی رسم الخط ہے۔ کیونکہ اس رسم الخط کی خصوصیت یہ ہے کہ ایک کلمے کا ایک ہی رسم حروف کے اوپر نیچے نقاط کے اعتبار سے مختلف حرکات کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ نحوی اعراب اور کلمے کی دوسری حرکات کے نہ ہونے کی وجہ سے عربی خط میں یہ بات ممکن ہے کہ کسی کلمہ کی مختلف حالتیں اس کے مختلف اعراب کے لحاظ سے بنا دی جائیں یہ تمام کام کتابی رسم کی تکمیلات میں حرکات واعراب کا یہ اختلاف ہی دراصل قراءات کے ظہور کا اصل سبب تھا، کیونکہ شروع میں قرآن کے نقاط اور اس کی حرکات نہیں تھیں۔ ⇦⇦⇦

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاص بات:

یہ بات عام و خاص سب پر عیاں ہے کہ قرآن مجید ہم تک قطعی الثبوت تواتر کے ذریعے نقل کیا گیا ہے، جو مصاحف میں بھی لکھا ہوا ہے۔ [1] اسی طرح قرآن مجید کی متواتر قراءات بھی قرآن کے رسم کے مطابق ہم تک قطعی الثبوت تواتر کے ذریعے منقول ہیں یا بعض قراءات ایسی بھی ہیں کہ جو اگرچہ متواتر تو نہیں ہیں، لیکن صحیح سند کے ساتھ ثقہ راویوں سے منقول ہیں اور قراء کے مابین معروف و مشہور ہیں۔ ایسی قراءات بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں کہ جن میں تواتر کی شرط پوری نہ ہورہی ہو، یہ قراءات بھی براہ راست سماعت سے ہم تک پہنچی ہیں اور ان کی ادائیگی کے مختلف طریقے اور تلفظ کی وضاحت بھی براہ راست سماعت سے منقول ہے۔ [2]

اُمت مسلمہ اور مستشرقین کے درمیان اصل اختلاف

مستشرقین کا وہم ہے کہ رسم پہلے سے ثابت شدہ تھی اور اس میں بہت سی قراءات کا احتمال تھا۔ مسلمان قراء نے اپنی خواہش اور استطاعت کے مطابق اس رسم سے قراءات نکال لیں جبکہ اُمت مسلمہ کے نزدیک قراءات اصل ہیں پھر ان قراءات کی ادائیگی کے لئے رسم

⇦⇦⇦ گولڈ زیہر، کوئی پہلا شخص نہیں ہے جس نے قرآن مجید اور علمائے قراءات کے بارے میں یہ ہرزہ سرائی کی ہو، بلکہ یہ رائے ان سے پہلے بھی مستشرقین میں معروف رہی ہے اور قرآن اور اس کی قراءات کے بارے میں مستشرقین کی جتنی قیل وقال ہے اس کا مرکز ومحور یہی نکتہ ہے۔(الکتاب والسنة یجب ان یکونا مصدر القوانین فی مصر: ۷۰، ۷۲)

[1] یہ عربی رسم الخط معروف ہے۔ اس رسم الخط کو حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تمام صحابہ کی نگرانی میں لکھا ہے۔ اس رسم الخط کے محدود اور مفصل طرق کتبِ قراءات، خاص طور پر رسم القرآن کی کتابوں میں جمع کئے گئے ہیں۔

[2] کتب تفسیر اور کتب حدیث مثلاً صحیح بخاری میں جو بعض صحابہ سے مصاحف عثمانیہ کے رسم کے خلاف چند قراءات منقول ہیں، ان میں سے جن روایات کی سند صحیح ہے وہ قراءات درحقیقت اس آیت کی تفسیر ہیں اور ان کی بطور قرآن تلاوت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ قرآن مجید کے ثبوت کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ مصاحف کے رسم کے مطابق ہو۔ یہ امر اسلام کے بدیہی امور اور ضروریات دین میں سے ہے۔(یہ بات علامہ احمد شاکر نے اپنی کتاب "الکتاب والسنة یجب ان یکونا............الخ" کے حاشیے پر لکھی ہے: ص۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنایا گیا تاکہ تمام قراءات اس رسم میں سما جائیں اور کوئی بھی قراءت باقی نہ رہے۔

مستشرقین اوران سے مرعوب بعض نام نہاد مسلمانوں کا گمان ہے کہ جس قرآن مجید کو حضرت جبرئیل آپ ﷺ پر لے کر نازل ہوئے، اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ ایک ہی حرکت اور ایک ہی لفظ کی صورت میں ہوتا۔ ❶ چونکہ شروع شروع میں رسم عثمانی میں نقطے اور حرکات نہیں تھیں۔ لہٰذا ہر قاری نے اپنی خواہش اور مرضی سے رسم عثمانی پر حرکات اور نقطے لگا لئے جو کہ بعد میں قراءات بن گئیں۔ ❷

---

❶ یہ گولڈ زیہر کا قول ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

❷ یہ گولڈکہ کا قول ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ ان دونوں کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن اور قراءات دونوں الگ الگ شے ہیں۔ قرآن وہ ہے جسے فرشتہ نے رسول ﷺ پر نازل کیا ہے، جو ایک حرکت اور ایک ہی لفظ میں تھا۔ جبکہ قراءات سے مراد وہ وجوہ ہیں جن کا لکھے ہوئے رسم عثمانی میں احتمال موجود تھا، ہر قاری اپنی استطاعت اور رائے کے مطابق ان قراءات کو مختلف شکلیں دے دیتا تھا۔ یہ قراءات اللہ کی طرف سے نازل شدہ نہیں تھیں۔ دوسرے الفاظ میں قرآن کی کچھ قراءات اصل ہیں اور کچھ فرعی ہیں۔ اصلی قراءات وہ ہیں جو اللہ کی طرف سے ایک ہی حرکت اور لفظ پر نازل ہوئیں اور فرعی قراءات، وہ احتمالی قراءات ہیں کہ جن کا احتمال رسم عثمانی کے نقاط اور حرکات سے خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا تھا۔ نیز یہ کہ قراءات اللہ کی طرف سے نازل شدہ نہیں ہیں۔

اس قسم کا قول متجددین میں سے ایک شخص کا بھی ہے جو اپنے آپ کو فکرِ اصلاحی کا نمائندہ تصور کرتا ہے اس شخص کا کہنا ہے کہ قرآن مجید کا متن ہم تک محفوظ طریقے سے پہنچا ہے، لیکن اس کی قراءات میں اختلاف ہے گویا کہ اس کے نزدیک قرآن کا متن محفوظ ہے، جبکہ قراءات قرآن کے علاوہ کوئی غیر محفوظ چیز ہیں۔

قراءات کی ایسی تقسیم کی طرف سلف وخلف میں سے کوئی بھی عالم نہیں گیا اور اس قسم کی تقسیم کی ان کے پاس عقل ونقل سے کوئی سند یا دلیل بھی موجود نہیں ہے۔ جس بات پر محققین علماء کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ جو قراءات تواتر سے ثابت ہوں، انہیں قبول کیا جائے گا اور وہ قطعی طور پر قرآن شمار ہوں گی اور جو قراءات اخبارِ آحاد سے ثابت ہوں، لیکن قراء کے ہاں معروف ہوں اور انہیں تلقی بالقبول حاصل ہو تو ایسی قراءات کو بھی قبول کیا جائے گا اور قرآن شمار کیا جائے گا اور جو اخبار آحاد سے نقل ہوں، لیکن وہ قراء میں معروف نہ ہوں یا انہیں تلقی بالقبول حاصل نہ ہو تو ایسی قراءات کو رد کر دیا جائے گا اور اس پر شذوذ کا حکم لگایا جائے گا اور انہیں بطورِ قرآن نہیں پڑھا جائے گا۔

پس فکرِ اصلاحی کے نمائندے کا یہ دعویٰ کہ قرآن اور قراءات دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں، ایک محفوظ ہے اور دوسری غیر محفوظ ہے، ایک ایسا دعویٰ ہے کہ جس کی کوئی بھی دلیل ان کے پاس موجود نہیں ہے اور نہ ہی علمائے قراءات میں سے کسی سے قراءات کی یہ تقسیم منقول ہے۔ (بلکہ علمائے قراءات کی تقسیم وہ ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مستشرقین کی اس رائے سے صرف ایک ہی مطلب نکلتا ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں یعنی صحابہ، تابعین اور ان کے بعد کے زمانے کے لوگوں نے یہ قراءات گھڑ لی ہیں اور رسم میں جن قراءات کا احتمال تھا مسلمانوں نے انہیں قرآن کا نام دے کر اپنے رسول ﷺ کی طرف منسوب کر دیا اور تمام کے تمام مسلمان اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں کہ یہ قراءات آپ سے ثابت ہیں اور انہوں نے یہ قراءات درجہ بدرجہ نسل در نسل آپ ﷺ سے حاصل کی ہیں۔

حالانکہ تمام مسلمانوں کا اس امر پر پختہ یقین ہے کہ قراءات اصل ہیں اور رسم عثمانی اس کے تابع ہے اور وہ ان قراءات کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور تمام مسلمان کے نزدیک یہ بات قطعی تواتر سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف قراءات کے ساتھ قرآن کی ادائیگی اور اس کے تلفظ کی تعلیم دی اور پڑھ کر بھی سنایا۔ مزید یہ کہ تمام قراءات حق ہیں اور اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔ اور یہ کہ تمام قراءات لغتِ عرب اور قبائلی لہجات کے مطابق ہیں۔

قرآن کو مختلف قراءات میں نازل کرنے کا مقصد اس کی حفاظت کو یقینی بنانا اور اُمت کے لئے اس کو یاد کرنے میں آسانی پیدا کرنا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان قراءات کو اللہ کے رسول سے سنا اور آپ ﷺ کو بالمشافہ پڑھ کر سنائیں اور اپنے سینوں میں محفوظ کیا۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے حکم سے جو کچھ آپ ﷺ سے سنا تھا اس کو لکھا۔ آپ ﷺ نے یہ قراءات سکھانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کہ قرآن مجید ان حروف پر نازل کیا گیا ہے پس جو حرف تمہیں آسان لگے اس کے مطابق پڑھ لو۔ پس صحابہ نے جیسے آپ ﷺ سے قرآن اور اس کی قراءات سنی تھیں ویسے ہی ان کو آگے ادا کرتے ہوئے تابعین کو سنا دیا۔ جیسے انہوں نے ادائیگی اور تلاوت کی مختلف وجوہات سے قرآن پڑھا تھا اسے بغیر کسی کمی بیشی کے آگے پہنچا دیا۔ جو کچھ بھی صحابہ نے قرآن اور اس کی قراءات کو آپ سے سنا تھا یا زبانی یاد کیا تھا اس کو انہوں نے رسم عثمانی میں جمع کرنے کی کوشش کی۔ صحابہ کی یہ جماعت وحی کی امین تھی۔ پھر ان کے بعد آنے والے ثقہ، امانت دار راویوں نے ان سے

www.KitaboSunnat.com

قرآن اوران قراءات کو واضح اور قطعی تواتر کے ساتھ نقل کیا۔

پس مستشرقین کا یہ کہنا کہ رسم پہلے ہے اور قراءات اس کے تابع ہیں، ایک گمانِ باطل ہے، جس کی کوئی دلیل ان کے پاس موجود نہیں ہے، جبکہ مسلمانوں کے نزدیک قراءات پہلے اور رسم ان قراءات کے تابع ہے، یہ اصول تاریخی حقائق سے زیادہ حقیقی اور یقینی طور پر ثابت ہے۔

نبی کریم ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا یہی یقین رہا ہے کہ رسم، قراءات کے تابع ہے کیونکہ اس کے علاوہ عقلاً بھی کوئی قول درست نہیں ہے اور نقلی دلائل بھی اس بات کے متقاضی ہیں کہ اسی قول کو درست قرار دیا جائے۔ مسلمان اہل علم اللہ کے رسول ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علماء وائمہ قراءات کے متعلق مستشرقین کی نسبت زیادہ واقفیت رکھتے ہیں کہ جنہوں نے ان تک علم دین اور قرآن کو نقل کیا ہے۔ لہٰذا وہ ان کے بارے میں جھوٹ اور افتراء پردازی کا بُرا گمان نہیں کر سکتے۔

قراءات کی کتنی ہی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب (مخطوطات) اوران کے مطابق قرآن کو پڑھنے والے بے شمار قراء دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اسنادِ قراءات کو ثقہ راویوں کے واسطے سے اللہ کے رسول ﷺ تک پہنچاتا ہے [1] اور یہ قراء اپنی صداقت، امانت اور تقویٰ میں اتنے معروف ہیں کہ ان پر کوئی طعن یا الزام نہیں لگایا جاسکتا۔

[1] جس طرح نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کے رواۃ اور ان کی اسانید ہیں، اسی طرح علم قراءات کے بھی رواۃ اور اسانید ہیں، لیکن یہ روایات اور اسانید ہمارے زمانے میں لوگوں میں اس طرح مشہور نہیں ہیں جس طرح احادیث کی روایات اور اسانید معروف ہیں۔ اوران کے لوگوں میں معروف نہ ہونے کی کئی وجوہات ہیں:

۱۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ قراءات کی اسناد کو مخصوص لوگوں کی ایک جماعت ہی جانتی ہے عوام الناس ان سے ناواقف ہیں۔ لیکن احادیث کی اسانید کو مخصوص اہل علم کے ساتھ ساتھ عوام بھی کچھ نہ کچھ جانتے ہیں۔ کیونکہ واعظین، خطباء اور دعاۃ اکثر اوقات اپنے وعظ، تقریر یا خطبے میں ان اسانید یا ان کی صحت وضعف کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں، جس سے عام عوام الناس کو احادیث کی سند کے بارے میں کچھ نہ کچھ علم حاصل ہوتا رہتا ہے، جبکہ قراءات کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ امام شاطبیؒ نے اپنی منظوم کتاب ''حرز الامانی'' اور ابن الجزریؒ نے ''طیبۃ النشر'' ⇦⇦⇦

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس مستشرقین یا ان کے خوشہ چینوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ان واضح اور روشن حقائق کے بعد بھی وہ قراءاتِ قرآنیہ کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار رہیں۔اور اگر کوئی شخص ان حقائق کے بعد بھی شکوک وشبہات کا شکار رہتا ہے تو وہ جاہل اور منہ کے بل اوندھا چلنے والا انسان ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’پس وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ فتنے کی تلاش اور ان کی حقیقت جاننے کے لئے متشابہات کی پیروی کرتے ہیں۔‘‘

اگر مستشرقین کے ان چیلوں کو...... جو اس چیز سے اعراض کرتے ہیں جس کو وہ جانتے تک نہیں ہیں اور اس چیز میں فضول بحث کرتے ہیں جو ان کی سمجھ سے بالاتر ہے...... ذرا بھی

⇦⇦⇦ میں متواتر قراءات کی اسانید اور طرق کے بغیر ان کو جمع کر دیا ہے۔ تاکہ ان کو یاد کرنے میں طلبہ کے لئے آسانی ہو اور ان کی تلاوت باعث عبادت ہو۔ پس شاطبیہ، درۃ اور طیبۃ جیسی کتابوں سے بغیر اسانید کے بھی قراءات متواترہ کا حصول تو آسان ہو گیا، لیکن قراء کی ایک بڑی جماعت اسانید قراءات سے ناواقف رہی جو کہ ابن الجزریؒ کی کتاب ’’النشر‘‘ وغیرہ میں موجود ہیں۔

۳۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں اصل شرط متخصص شیوخ سے تلقی اور اور مشافہت ہے، صرف مصحف سے قراءت پر اعتماد نہیں کیا جاتا ہے۔ یہ شرط صرف علم قراءات میں ہی پائی جاتی ہے، جبکہ دیگر علوم مثلاً حدیث وغیرہ میں تلقی عن الشیوخ کی شرط نہیں ہے۔ (بلکہ حدیث میں تلقی کی بجائے تحمل ہوتا ہے۔ تلقی اور تحمل میں بہت فرق ہے۔ تلقی میں الفاظ کی ادائیگی کے مختلف طریقے، تلفظ، لہجات، تجوید الفاظ وغیرہ شامل ہیں، جبکہ تحمل میں مجرد ایک شخص اپنے شیخ سے احادیث سن کر آگے بیان کر دیتا ہے۔) اور مقری، طالب علم کو قراءت بار بار سنا کر اس کے ذہن میں بٹھاتا اور اس کے لئے ان کی اسانید کی معرفت آسان بنا دیتا ہے اگر وہ طیبہ کے طریق سے ہوں۔

۴۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ علامہ ابن الجزریؒ کے زمانے کے بعد اسانید قراءات میں بحث موقوف ہو گئی ہے۔ چنانچہ کسی کے لئے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ’’طیبہ‘‘ کے مصادر میں سے کسی مصدر مثلاً ’’التیسیر‘‘ اور ’’المنہج‘‘ میں سے کوئی ایسی قراءت پڑھے جو اپنی سند کے ساتھ ’’النشر‘‘ میں موجود نہ ہو۔ اس کے برعکس حدیث کی اسانید میں بحث مسلسل جاری ہے۔ اب بھی متعدد ایسی احادیث موجود ہیں جن کی صحت اور ضعف کو واضح کیا جانا باقی ہے۔

اسانید کے مشہور نہ ہونے کی وجہ سے بعض جہلاء قراءات قرآنیہ میں شکوک وشبہات پیدا کرنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے اس کتاب کی حفاظت کرنے والا ہے۔ (یہ اسباب میرے استاد محترم فضیلۃ الشیخ عبدالرازق نے اپنی کتاب فتح الرحمانی شرح کنز المعانی کی تحقیق کے مقدمے میں نقل کئے ہیں۔)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقل آ جائے تو یہ جان لیں گے کہ ان کی اس رائے کا کوئی نتیجہ یا مقصد نہیں ہے۔ عقل و منطق تو اس بات کی متقاضی ہے کہ قرآن جس طرح آپ ﷺ پر نازل ہوا، اسی طرح یہ مسلمانوں سے قراءات کی مختلف وجوہات کے ساتھ آگے منتقل ہوا ہے۔

گولڈ زیہر یہودی کا یہ کہنا بھی خلافِ عقل ہے کہ ''قرآن کے لئے لازم ہے کہ وہ ایک ہی لفظ اور ایک ہی حرکت پر مشتمل ہو''۔ اور اس کا کہنا کہ ''قرآن کے پڑھنے کا ایک انداز بعد کے زمانوں میں غیر معین اور غیر معروف پڑھنے کے مختلف اندازوں میں تبدیل ہو گیا۔'' مزید یہ کہ ''قرآن ان وجوہاتِ قراءات پر نازل نہ ہوا تھا۔ مسلمانوں نے رسم کے مطابق قراءات اپنی مرضی سے ایجاد کر لیں اور یہ قراءات اللہ کے رسول ﷺ پر نازل نہیں کی گئیں اور نہ ہی ان کی صحت یا ان کے پڑھنے اور آگے پہنچانے کا حکم آپ ﷺ سے ثابت ہے۔''

گویا مستشرقین اور ان کے متبعین کے نظریہ کے مطابق یہ تمام کی تمام قراءات قرآن کے ساتھ نازل نہیں ہوئی ہیں، بلکہ قرآن ایک ہی قراءت پر نازل ہوا تھا جو کہ غیر معین تھی جسے نہ مسلمان جانتے ہیں اور نہ ہی مستشرقین۔

اللہ کی پناہ کہ معاملہ ایسا ہی ہو...... جیسا کہ مستشرقین کا کہنا ہے...... ہم اللہ کے بارے میں ایسی بات نہیں کہتے کیونکہ وہ اس سے پاک ہے اور یہ اس پر بہت بڑا بہتان ہے۔ ❶

تمام مسلمانوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جو مصاحف مختلف شہروں کی طرف بھیجے تھے، وہ چھ تھے۔ ❷

مصحف امام:

یہ وہ مصحف ہے جسے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس رکھ لیا تھا اور اسی سے امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں۔

---

❶ تهذيب من كتاب: الكتاب والسنة يجب ان يكونا مصدر القوانين فى مصر للعلامة احمد محمد شاكر: ٧٨ تا ٨١

❷ صحیح قول کے مطابق (تاريخ المصحف الشريف للشيخ عبد الفتاح القاضى: ٥٩.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصحف مدنی:

یہ وہ مصحف ہے جو اہل مدینہ کے پاس تھا۔امام نافع رحمہ اللہ اسی سے نقل کرتے ہیں۔

مصحف مکی:

یہ مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کے لئے تیار کروایا تھا۔ یہ اور اس سے پہلے دو مصاحف تینوں کو مصاحف حجازیہ اور حرمیہ بھی کہتے ہیں۔

مصحف شامی:

اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل شام کے لئے تیار کروایا تھا۔

مصحف کوفی:

اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کے لئے تیار کروایا تھا۔

مصحف بصری:

اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کے لئے تیار کروایا تھا۔ان دونوں کو مصاحف اہل عراق بھی کہا جاتا تھا۔

قرآن مجید کو مختلف مصاحف میں لکھنے کی وجہ یہ تھی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ اہل حمص، اہل دمشق، اہل کوفہ اور اہل بصرہ میں سے ہر ایک اپنی قراءت کو دوسرے کی قراءت سے بہتر قرار دیتا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا، جن کی اس وقت تعداد بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اس سارے معاملے کے بارے میں بتایا۔انہوں نے اسے بہت بڑا معاملہ سمجھا، انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کردوں تاکہ تفرقہ بازی اور اختلاف ختم ہوجائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی رائے کی تحسین فرمائی اور کہا: کیا ہی خوب رائے ہے۔

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت ابی بکر رضی اللہ عنہ میں جمع کئے گئے صحف منگوائے جو کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھے۔ آپ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مصاحف کی کتابت کا حکم دیا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان مصاحف کو عرضہ اُخیرہ کے مطابق لکھا؛ یعنی آخری بار جب اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت جبرئیلؑ کو اپنی وفات والے سال قرآن سنایا تھا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ایک مصحف مکہ، شام، کوفہ اور بصرہ بھیجا۔ ایک مصحف مدینہ والوں کے لئے رکھ لیا اور ایک مصحف اپنے پاس ذاتی تلاوت کے لئے رکھ لیا، جسے انہوں نے مصحف امام کا نام دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان تمام مصاحف کے ساتھ ایک ایک قاری بھی بھیجا، جو اس شہر والوں کو اس مصحف کے رسم کے مطابق صحیح اور متواتر قراء ات کی تعلیم دیتا تھا۔ آپ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اہل مدینہ کو مدنی مصحف کے مطابق قرآن پڑھائیں۔ عبداللہ بن السائب کو مکہ بھیجا گیا۔ مغیرہ بن ابی شہاب کو شام، ابوعبدالرحمٰن السلمی کو کوفہ اور حضرت عامر بن عبدقیس کو بصری مصحف کے ساتھ بصرہ روانہ کیا۔

ان شہروں میں اس وقت تابعین میں سے حفاظِ قرآن کریم کا ایک جم غفیر موجود تھا۔ ہر شہر کے لوگوں نے اپنے شہر کے تیار کردہ مصحف کے مطابق مذکورہ بالا قراء سے قرآن پڑھا اور اپنے شہر کے مصحف کی تمام قراء ات کو صحابہ سے نقل کیا، وہ قراء ات جو صحابہ نے آپ ﷺ سے لی تھیں۔ ❶

یہ بات اہم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف کے لکھنے اور ان کو مختلف اسلامی شہروں کی طرف بھیجنے کی جو مہم چلائی تھی اس کا مقصد قرآن کی ایک نص پر لوگوں کو اکٹھا کرنا نہیں تھا ❷ بلکہ اس سے مطلوب صرف یہ تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت شدہ متواتر قراء ات کو جمع کر دیا جائے اور جو قراء ات شروع میں امت کی آسانی کے لئے نازل کی گئی

---

❶ تنبیه الخلان الی شرح الاعلان بتکمیل مورد الظمآن: للعلامة ابراهیم بن احمد المارغنی التونسی ص: ٤٤٩، وسمیر الطالبین: للشیخ علی محمد الضباع ص: ١٦.

❷ جیسا کہ گولڈزیہر کا دعویٰ ہے دیکھیں: القراء ات فی نظر المستشرقین: للشیخ عبدالفتاح القاضی ص: ١٩.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تھیں بعد میں عرضہ اخیرہ میں منسوخ ہوگئی تھیں اور اکثر لوگ جن کو ان کے نسخ کا علم نہ تھا، کا سدِ باب کیا جائے، جو ان کو برابر پڑھتے چلے آ رہے تھے۔ مصاحف عثمانیہ کو حرکات اور نقاط سے خالی اس لئے رکھا گیا، کیونکہ مصاحف کا حرکات اور نقاط سے خالی ہونا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں اس لحاظ سے مفید تھا کہ وہ ان لوگوں کو منسوخ اور شاذہ کی بجائے متواتر قراءات پر جمع کر سکیں۔

قاضی ابوبکر بن ابو الطیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقصد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح دو تختیوں کے درمیان قرآن کو جمع کرنا نہیں تھا، بلکہ ان کا اصل مطلوب قراءات ثابتہ متواترہ پر لوگوں کو اکٹھا کرنا اور ان کو دیگر قراءات سے جدا کرنا تھا۔'' [1]

حافظ ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور صحابہ کی جماعت نے کچھ باطل حروف اور قراءات، جو غیر معروف اور غیر ثابت شدہ تھیں کو الگ کر دیا۔ یہ قراءات نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور احادیث کے روایت کی گئیں تھیں، اور اس طرح سے نقل شدہ روایات سے قرآن یا قراءات ثابت نہیں ہوتی ہیں۔'' [2]

حافظ ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح دو تختیوں میں قرآن مجید جمع کرنے کا ارادہ نہ کیا تھا، بلکہ انہوں نے تو صحابہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت معروف قراءات پر جمع کیا تھا اور ان کے علاوہ دیگر قراءات کو الگ کر دیا تھا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی اور ثابت شدہ کوئی بھی صحیح قراءت ان سے ضائع نہ ہوئی تھی۔''

---

[1] قاله فی کتابه الانتصار۔ انظر القراءات فی نظر المستشرقین ص: ۹۳.

[2] جامع البیان فی القراءات السبع، مخطوط.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوپر جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ نے جن مصاحف کی کتابت کا حکم دیا تھا، ان میں بہت زیادہ مقامات پر رسم کا اختلاف تھا، تاکہ ان مقامات پر قراء ات کا اختلاف معلوم ہو سکے۔ جیسا کہ قراء ات اور رسم القرآن کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ بلکہ رسم کا یہ اختلاف مختلف مصاحف میں بہت کم مقامات پر تھا۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

اگر حضرت عثمان نے قرآن کی ایک نص پر لوگوں کو جمع کرنے کا ارادہ کیا ہوتا، تو تمام مصاحف کو ایک ہی صورت میں لکھا جاتا اور ان میں کسی قسم کا بھی اختلاف نہ ہوتا، لیکن مصاحف عثمانیہ کی مختلف صورتوں اور متعدد کیفیات میں کتابت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک نص کے حصول کا ارادہ نہ کیا تھا بلکہ ان کا اصل مقصود لوگوں کو غیر متواتر قراء ات کے بالمقابل متواتر قراء ات پر جمع کرنا تھا۔

جب یہ بات واضح ہوگئی تو اب کسی کو بھی پروپیگنڈا کرنے والوں کی یہ بات پریشان نہ کرے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں میں قراء ات کے اختلافات محسوس کئے تو ان کو ایک مصحف پر جمع کر دیا اور وہ مصحف وہی ہے جو بلادِ مشرق میں پایا جاتا ہے (جیسا کہ بعض متجددین کہتے ہیں۔

یاد رہے کہ بلادِ مشرق، مشرق میں موجود مسلمان ممالک کو کہتے ہیں اور مسلمانوں کا بلادِ مغرب پانچ ممالک پر مشتمل ہے۔ تیونس، الجزائر، مراکش، لیبیا اور موریطانیہ) ان لوگوں کا یہ قول سلف وخلف میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں ہے اور اس قول کے قائلین کے پاس دلیل تو کجا اس سے مشابہ عقل ونقل کی بھی کوئی چیز ایسی نہیں ہے، جس کو وہ اس قول کی بنیاد بنا سکیں، بلکہ یہ من گھڑت باتوں کی طرح ایک بات ہے اور ایسے لوگوں کا قول ہے، جو قرآن، علوم قرآن اور قراء ات قرآنیہ سے بالکل جاہل اور ناواقف لوگ ہیں۔

یہاں ہم بعض ایسے مقامات ذکر کریں گے، جن میں اہل حجاز، عراق اور شام کے مصاحف میں اختلاف واقع ہوا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ البقرہ

۱۔ آیت مبارکہ ﴿وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ﴾ (البقرۃ: ۱۱۶) اہل شام کے مصاحف میں بغیر واو کے (قالوا) لکھی ہوئی ہے اور امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت بھی اسی رسم کے مطابق بغیر واو کے (قالوا) ہے، جبکہ باقی تمام مصاحف میں واؤ کے ساتھ (وقالوا) ہے اور باقی قراء کی قراءت بھی اسی رسم کے مطابق واو کے ساتھ (وقالوا) ہے۔

امام ابن عاشر الاندلسی رحمہ اللہ 'الاعلان' میں فرماتے ہیں:

((وَقَالُوا اتَّخَذَا يَحْذِفُ شَامٍ وَاوَهٗ.)) ❶

''اور شامی وَقَالُوا اتَّخَذَا کی واو کو حذف کرتے ہیں۔''

امام شاطبی رحمہ اللہ 'شاطبیہ' میں فرماتے ہیں:

((عَلِيْمٌ وَقَالُوا الْوَاوُ الْاُوْلٰى سُقُوْطُهَا.)) ❷

''عَلِيْمٌ وَقَالُوْا میں پہلی واؤ کو ابن عامر شامی رحمہ اللہ نے گرا دیا ہے۔''

۲۔ آیت مبارکہ ﴿وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ﴾ (البقرۃ: ۱۳۲) اہل مدینہ اور اہل شام کے مصاحف میں دو واؤں کے درمیان ہمزہ سے (واوصى) لکھی ہوئی ہے۔ امام ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اس آیت کو مصحف امام میں بھی اسی

---

❶ آپ کا مکمل نام عبد الواحد ابن العاشر ہے۔ آپ عالم باعمل، عابد، متعدد علوم کے ماہر، علم قراءات اور ان کی توجیہات، تفسیر، رسم، ضبط، علم الکلام، اصول فقہ، فرائض اور علوم عربیہ کو جاننے والے تھے۔ آپ نے متعدد مفید کتب تصنیف فرمائی ہیں، جن میں سے ایک یہ (الاعلان بتکمیل مورد الظمآن) بھی ہے۔ آپ ۳ ذی الحجہ ۱۰۴۰ھ کو فوت ہوئے۔ (تنبیہ الخلان علی الاعلان: ۴۴۸)

❷ آپ کا مکمل نام القاسم بن فیرہ بن خلف الشاطبی الاندلسی ہے۔ آپ علم قراءات کے بہت بڑے امام تھے۔ آپ کی معروف کتاب (الشاطبیہ) قراءات سبعہ کے میدان میں ایک دلیل کی حیثیت رکھتی ہے اور علوم قراءات کے مدارس میں داخل نصاب ہے۔ آپ ۲۸ جمادی الاول ۵۹۰ھ کو فوت ہوئے۔ (غایۃ النھایۃ لابن الجزری: ۲/ ۲۰، ھدایۃ القاری للشیخ عبد الفتاح المرصفی: ۷۰۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح دو واؤں کے ساتھ (واوصـــی)لکھا ہوا دیکھا ہے۔امام نافع رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت بھی دو واؤں کے درمیان ہمزہ سے (واوصی) ہے، جبکہ باقی تمام مصاحف میں (ووصی) بغیر ہمزہ کے لکھی ہے اور باقی قراء کی قراءت بھی اسی کے مطابق بغیر ہمزہ کے ہے۔

امام ابن عاشر الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ 'الاعلان' میں فرماتے ہیں:

((اَوْصٰی خُذَا لِلْمُدَنِیَّیْنِ وَشَامٍ .))

''مدنیین اور شامی کے لئے اوصی کو لازم پکڑ۔''

امام شاطبی رحمہ اللہ 'شاطبیہ' میں فرماتے ہیں:

((اَوْصٰی بِوَصّٰی کَمَا اعْتَلَا .))

''وصی کو اوصی کے ساتھ نافع اور شامی نے پڑھا ہے۔''

سورۃ آل عمران

۱۔ آیت مبارکہ ﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (آل عمران: ۱۳۳) اہل مکہ اور اہل عراق کے مصاحف میں (وسارعوا) سین سے قبل واؤ کے ساتھ ہے اور امام ابن کثیر مکی، امام ابو عمرو بصری، امام عاصم، امام حمزۃ اور امام کسائی رحمھم اللہ کی قراءت اسی کے مطابق واؤ کے ساتھ (وســارعــوا) ہے۔جبکہ اہل مدینہ اور اہل شام کے مصاحف میں (سارعوا) واؤ کے بغیر ہے اور امام نافع رحمہ اللہ اور امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق ہے۔

امام ابن عاشر الاندلسی رحمہ اللہ 'الاعلان' میں فرماتے ہیں:

((وَالْمَكِّ وَالْعِرَاقِ وَاوًا سَارِعُوْا .))

''مکی اور عراقی مصاحف میں (سارعوا) واؤ کے ساتھ مکتوب ہے۔''

امام شاطبی رحمہ اللہ 'شاطبیہ' میں فرماتے ہیں:

((قُلْ سَارِعُوْا لَا وَاوَ قَبْلُ كَمَا انْجَلَا .))

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

1st Proof 10-4-2017 www.KitaboSunnat.com 2nd Proof 18-4-2017

امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ اور امام نافع کے لئے (سارعوا) سے قبل واؤ نہ پڑھو۔

۲۔ آیت مبارکہ ﴿جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ﴾ (آل عمران: ۱۸٤) اہل شام کے مصاحف میں (وبالزبر و بالکتاب) دونوں کلمات سے قبل باء کی زیادتی کے ساتھ مکتوب ہے اور امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق دونوں جگہ (وبالزبر و بالکتاب) باء کے ساتھ ہے۔ جبکہ باقی تمام مصاحف میں یہ آیت باء کے بغیر (والزبر و الکتاب) مکتوب ہے اور باقی تمام قراء کرام کی قراءت بھی باء کے بغیر (والزبر و الکتاب) ہے۔

امام ابن عاشر الاندلسی رحمہ اللہ 'الاعلان' میں فرماتے ہیں:

((بِالزُّبُرِ الشَّامِيْ بِبَاءٍ شَائِعُ ۔۔۔ كَذَا الْكِتَابِ بِخِلَافِ عَنْهُمْ .)) [1]

"بالزبر میں شامی باء کے ساتھ معروف ہیں، اسی طرح بالکتاب میں بھی، ناقلین کے اختلاف کے ساتھ۔"

امام شاطبی رحمہ اللہ 'شاطبیہ' میں فرماتے ہیں:

((وَبِالزُّبُرِ الشَّامِيْ كَذَا رَسْمُهُمْ ۔۔۔ وَبِالْكِتَابِ هِشَامٌ وَاكْشِفِ الرَّسْمَ مُجْمَلًا .))

"امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ بالزبر پڑھتے ہیں، ان کا رسم بھی ایسے ہی ہے، اور ہشام نے بالکتاب پڑھا ہے، آپ مجمل رسم کو واضح کریں۔"

سورۃ النساء

۱۔ آیت مبارکہ ﴿مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ﴾ (النساء: ٦٦) اہل شام کے مصاحف میں (الا قلیلا) نصب کے ساتھ مکتوب ہے اور امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق (الا قلیلا) ہے۔ جبکہ باقی تمام مصاحف میں (الا قلیل) رفع کے ساتھ ہے اور باقی تمام قراء سبعہ کی قراء ت بھی اسی رسم الخط کے مطابق

[1] (کذا الکتاب بخلاف عنهم) سے مراد مصحف شامی سے نقل کرنے والے رواۃ ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الا قلیل) ہے۔

امام ابن عاشر الاندلسی رحمہ اللہ 'الاعلان' میں فرماتے ہیں:

((وَالشَّامِ يَنْصِبُ قَلِيْلًا مِّنْهُمْ .))

''اورامام ابن عامر شامی رحمۃ اللہ علیہ (قلیلا منہم) کو نصب دیتے ہیں۔''

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ 'شاطبیہ' میں فرماتے ہیں:

((وَرَفْعُ قَلِيْلٌ مِّنْهُمُ النَّصْبَ كُلِّلَا .))

''اورامام ابن عامر شامی رحمۃ اللہ علیہ (قلیل منہم) کے رفع کو نصب دے کر پڑھتے ہیں۔''

سورة المائدہ

۱۔ آیت مبارکہ ﴿وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ (المائدة: ۵۳) اہل مدینہ، اہل مکہ اور اہل شام کے مصاحف میں (یقول) بغیر واؤ کے مکتوب ہے اور امام نافع رحمہ اللہ، امام ابن کثیر رحمہ اللہ اور امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق (یقول) ہے۔ جبکہ اہل کوفہ اور اہل بصرہ کے مصاحف میں (ویقول) واؤ کے ساتھ مکتوب ہے اور امام ابوعمرو بصریؒ، امام عاصمؒ، امام حمزہؒ اور امام کسائی رحمہ اللہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق (ویقول) ہے۔

امام ابن عاشر الاندلسی رحمہ اللہ 'الاعلان' میں فرماتے ہیں:

((وَاوْ يَقُوْلُ لِلْعِرَاقِيِّ فَزِدْ .))

''عراقی مصحف کے لئے (یقول) کی واؤ زیادہ کردو۔''

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ 'شاطبیہ' میں فرماتے ہیں:

((وَقَبْلَ يَقُوْلُ الْوَاوُ غُصْنٌ وَرَافِعٌ سِوَى ابْنِ الْعَلَاءِ .))

''(یقول) سے پہلے واؤ ہے کوفیون اور امام ابوعمرو بصری کے لئے اور امام ابوعمرو بصری کے علاوہ تمام قراء اسے رفع دیتے ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ آیت مبارکہ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا مَنْ يَّرْتَدَّ﴾ (المائدۃ: ٥٤) اہل مدینہ اور اہل شام کے مصاحف میں (یــرتــدد) دو دالوں کے ساتھ مکتوب ہے اور امام نافع رحمہ اللہ اور امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق (یــرتدد) ہے، جبکہ باقی تمام مصاحف میں (یــرتد) ایک دال کے ساتھ مکتوب ہے اور باقی تمام قراء سبعہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق (یرتد) ہے۔

امام ابن عاشر الاندلسی رحمہ اللہ 'الاعلان' میں فرماتے ہیں:

((وَالْمَدَنِيَّانِ وَشَامٍ يَرْتَدِدْ .))

''مدنیان اور شامی (یرتدد) دو دالوں سے پڑھتے ہیں۔''

امام شاطبی رحمہ اللہ 'شاطبیہ' میں فرماتے ہیں:

((مَنْ يَرْتَدِدْ عَمَّ مُرْسَلًا---وَحَرِّكْ بِالْإِدْغَامِ لِلْغَيْرِ دَالَهُ .))

''نافع اور شامی نے (مــن یرتدد) پڑھا ہے، جبکہ دیگر کے لئے اس کی دال کا ادغام کرتے ہوئے حرکت دی گئی ہے۔''

سورۃ الانعام

۱۔ آیت مبارکہ ﴿وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ﴾ (الانعام: ٣٢) اہل شام کے مصاحف میں (ولدار) ایک لام کے ساتھ مکتوب ہے اور امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق (ولــدار) ہے۔ جبکہ باقی مصاحف میں (ولــلــدار) دو لاموں کے ساتھ مکتوب ہے اور باقی تمام قراء سبعہ کی قراءت اسی کے مطابق (وللدار) ہے۔

امام ابن عاشر الاندلسی رحمہ اللہ 'الاعلان' میں فرماتے ہیں:

((لَلدَّارُ لِلشَّامِ بِلَامٍ .))

''(ولدار) امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ کے لئے ایک لام کے ساتھ ہے۔''

امام شاطبی رحمہ اللہ 'شاطبیہ' میں فرماتے ہیں:

((وَلَلدَّارُ حَذْفَ اللَّامَ الْاُخْرَى ابْنُ عَامِرٍ---وَالْآخِرَةُ الْمَرْفُوْعُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
1st Proof 10-4-2017 2nd Proof 18-4-2017

بِالْخَفْضِ وُكِّلَا .))

’’اور (ولـلدار) کے دوسرے لام کو امام ابن عامر شامیؒ نے حذف کیا ہے، اور (الآخرہ) جو مرفوع تھا، اسے مجرور پڑھا ہے۔

سورة الاعراف

۱۔ آیت مبارکہ ﴿قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ٥﴾ (الاعراف: ۳) اہل شام کے مصاحف میں (یتـذکرون) یاء اور تاء کے ساتھ مکتوب ہے اور امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق (یتـذکرون) ہے۔ جبکہ باقی مصاحف میں (تـذکرون) میں بدون یاء صرف تاء کے ساتھ مکتوب ہے اور باقی قراء سبعہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق (تذکرون) ہے۔

امام ابن عاشر الاندلسی رحمہ اللہ 'الاعلان' میں فرماتے ہیں:

((تَذَكَّرُوْنَ الشَّامَ يَآءً قَدَّمَا .))

’’(تذکرون) سے پہلے شامی نے یاء بڑھائی ہے۔‘‘

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ 'شاطبیہ' میں فرماتے ہیں:

((وَتَـذَكَّـرُوْنَ الْغَيْبَ زِدْ قَبْلَ تَائِهٖ---كَرِيْمًا وَخَفَّ الذَّالَ كَمْ شَرَفًا عَلَا .))

’’اور (تـذکرون) کی تاء سے قبل (یاء) غیب زیادہ کر دے شامی کے لئے، اور اس کی ذال کو مخفف کر دے بلند شرف والے (شامی کے لئے)۔‘‘

۲۔ آیت مبارکہ ﴿وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ﴾ (الاعراف: ٤٣) اہل شام کے مصاحف میں (مـا کنا) بغیر واؤ کے مکتوب ہے اور امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءات بھی اسی کے مطابق (مـا کنا) ہے۔ جبکہ باقی مصاحف میں (ومـا کنا) واؤ کے ساتھ مکتوب ہے اور باقی تمام قراء سبعہ کی قراءت بھی اس کے مطابق (وما کنا) ہے۔

امام ابن عاشر الاندلسی رحمہ اللہ 'الاعلان' میں فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وَ وَاوُ مَا كُنَّا لَهُ أُبِيْنَا .))

''اور (ما کنا) کی واؤ شامی کے لئے حذف کر دی گئی ہے۔''

امام شاطبی رحمہ اللہ 'شاطبیہ' میں فرماتے ہیں:

((وَمَا الْوَاوُ دَعْ كَفٰى .))

''اور شامی کے لئے (وما کنا) کی واؤ کو چھوڑ دے۔''

۳۔ آیت مبارکہ ﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا﴾ (الاعراف: ۸۸) اہل شام کے مصاحف میں (وقـال) قاف سے پہلے واؤ کے اضافے کے ساتھ مکتوب ہے اور امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق (وقـــال) ہے۔ جبکہ باقی تمام مصاحف میں (قال) بغیر واؤ کے مکتوب ہے اور باقی تمام قراء سبعہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق (قال) ہے۔

امام ابن عاشر الاندلسی رحمہ اللہ 'الاعلان' میں فرماتے ہیں:

((بِعَكْسٍ قَالَ بَعْدَ مُفْسِدِيْنَ .))

''(مـفـسـدين) کے بعد میں آنے والے قال کا حکم (مـا کـنـا) کے برعکس ہے۔ (یعنی یہاں شامی کے لئے واؤ زائد ہے)''

امام شاطبی رحمہ اللہ 'شاطبیہ' میں فرماتے ہیں:

((ولواو زد بعد مفسدين كفوا .))

''اور (مفسدین) کے بعد واؤ کو زیادہ کر دے شامی کے لئے۔''

سورۃ التوبہ

۱۔ آیت مبارکہ ﴿تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ (التوبۃ: ۸۹) اہل مکہ کے مصاحف میں (من تحتها) حرف (من) کے اضافہ کے ساتھ مکتوب ہے اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق (مـن تـحـتـهـا) ہے، جبکہ باقی مصاحف میں حرف (مــــن) کے بغیر مکتوب ہے اور باقی تمام قراء سبعہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(تجری تحتھا الانھار) ہے۔

امام ابن عاشر الاندلسی رحمہ اللہ 'الاعلان' میں فرماتے ہیں:

((وَمِنْ مَعْ تَحْتِهَا آخِرَ تَوْبَةٍ يَعْنِ لِلْمَكِّ .))

''اور سورہ توبہ کے آخر میں (تحتھا) کے ساتھ (من) کو مکی کے لئے متعین کردے۔''

امام شاطبی رحمہ اللہ 'شاطبیہ' میں فرماتے ہیں:

((وَمِنْ تَحْتِهَا الْمَكِّيْ يَجُرُّ وَزَادَ مِنْ .))

''اور (من تحتھا) میں امام ابن کثیر مکی جر دے کر (من) کو زیادہ کرتے ہیں۔''

۲۔ آیت مبارکہ ﴿وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا﴾ (التوبۃ: ۱۰۷) اہل مدینہ اور اہل شام کے مصاحف میں (الــذیــن) بغیر واؤ کے مکتوب ہے اور امام نافع رحمہ اللہ اور امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق (الــذیــن) ہے۔ جبکہ باقی مصاحف میں (والــذین) واؤ کے ساتھ مکتوب ہے اور باقی تمام قراء سبعہ کی قراءت بھی اسی کے مطابق (والذین) ہے۔

امام ابن عاشر الاندلسی رحمہ اللہ 'الاعلان' میں فرماتے ہیں:

((وَالَّذِيْنَ بَعْدَ الْمَدَنِيْ وَالشَّامِ لَا وَاوَ بِهَا فَاسْتَبِنْ .))

''اور (والــذین) مدنی اور شامی مصحف میں واؤ کے بغیر مکتوب ہے، اس کو واضح کرلیں۔''

امام شاطبی رحمہ اللہ 'شاطبیہ' میں فرماتے ہیں:

((وَعَمَّ بِلَا وَاوَ الَّذِيْنَ .))

''اور (الذین) امام نافع اور امام شامی کے لئے بغیر واو کے ہے۔''

ہم اتنی ہی مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ یہاں ہم نے اہل حجاز، اہل عراق اور اہل شام کے مصاحف میں موجود باہمی اختلافات کے چند نمونے پیش کئے ہیں، حالانکہ کتب قراءت اور بالخصوص رسم الخط کی کتابوں میں اس قسم کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراءات قرآنیہ پرطعن وتشنیع

دشمنان اسلام اپنے تمام تر وسائل کے ساتھ اس کوشش میں مصروف ہیں کہ وہ مسلمانوں میں قرآن کریم کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کردیں اور انہیں باہمی اختلافات کا شکار کرتے ہوئے آپس میں لڑا دیں۔ دشمنان اسلام پر یہ بات بڑی اچھی طرح سے واضح ہے کہ قرآن کریم ہی دینِ اسلام کی اصل بنیاد اور صراطِ مستقیم کا سرچشمہ ہے۔ لہٰذا قرآن مجید میں شکوک وشبہات پیدا کرنا دراصل دین اسلام کو کمزور کرنا اور مسلمانوں کو اس صراط مستقیم سے ہٹا دینا ہے، جس میں کسی قسم کا کوئی ٹیڑھ یا کجی نہیں ہے۔ قابل افسوس بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں میں بھی ایک ایسا طبقہ موجود ہے، جو دشمنانِ اسلام کی ان سازشوں سے متاثر ہے اور جرمنی ویورپ میں مستشرقین کے پروان چڑھنے کے بعد قراءات قرآنیہ کے خلاف زیادہ سرگرم ہوگیا ہے۔ یہ طبقہ قراءات قرآنیہ کے بارے میں غلط نظریات بیان کرکے اسلام اور مسلمانوں کو دشمنوں سے بھی زیادہ تکلیف پہنچاتا ہے۔

جو لوگ 'فکرِ قرآنی' کی ترویج واشاعت کے دعویدار ہیں، وہ اپنے باطل نظریات زنادقہ، ملحدین اور مستشرقین جیسے دشمنانِ اسلام سے حاصل کرتے ہیں اور حیران کن، عجیب وغریب قسم کے افکار ونظریات پیش کرتے ہیں۔ انہی نام نہاد دعویداروں میں سے ایک بے دین پاکستانی شخص مسٹر غلام احمد پرویز ہے جو قرآن مجید کو حفظ کرنے اور اس کی تلاوت کرنے کا بھی قائل نہیں ہے۔ وہ اپنی اسی بات پر بضد ہے کہ ''علماء سلف وخلف قرآن کی حکمت کو نہیں سمجھ سکے اور انہوں نے اس کو دائمی شریعت بنا لیا ہے، حالانکہ اللہ تعالی کے ہاں شریعتیں مسلسل بدلتی رہتی ہیں۔

اسی طرح فکر اصلاحی کے حاملین جیسے بعض متجددین نے قرآن مجید کی قراءات متواترہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا انکار کرتے ہوئے یہ دعویٰ کر دیا کہ بلاد مشرق میں رائج روایت حفص عن عاصم کے علاوہ کوئی دوسری روایت ثابت نہیں ہے۔ ان کا اصرار ہے کہ ’’فقط روایت حفص ہی قرآن مجید کی متواتر قراءت ہے، جبکہ باقی قراءات قراء کرام کی جانب سے گھڑ لی گئی ہیں۔‘‘ یہاں تک کہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ’’قراءات سبعہ کا وحی الٰہی کے ساتھ کوئی تھوڑا بہت بھی تعلق نہیں ہے اور ان کا منکر نہ تو کافر ہوتا ہے اور نہ ہی فاسق اور نہ ہی اس کی دینداری پر کوئی انگلی اٹھائی جائے گی۔ کیونکہ قراءات دراصل مختلف قبائل کے لہجات اور ان کے اختلاف کی وجہ سے بنی ہیں۔‘‘ ❶

لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ بعض مخلص علماء نے بھی علوم قرآن وعلوم قراءات کا مطالعہ کیے بغیر مستشرقین کے باطل نظریات پر اعتماد کر کے یہ بات کہنا شروع کر دی ہے کہ ’’روایت حفص عن عاصم ہی وہ روایت ہے جسے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے باقی رکھا تھا اور یہی قرآن مجید کی صحیح قراءت ہے۔‘‘ (معاذ اللہ)

مَا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ.

عجیب بات تو یہ ہے کہ قراءات قرآنیہ میں سے کوئی ایک قراءت بھی ایسی نہیں ہے، جس پر معترضین کی جانب سے طعن نہ کیا گیا ہو، یا اس پر جرح نہ ہوئی ہو، یا اس کے بارے میں کسی قسم کا کوئی بحث مباحثہ نہ ہوا ہو۔ اور اگر ہم معترضین کی جرح وطعن کو اس کی قبولیت یا عدم قبولیت کا معیار بنالیں تو پھر کوئی بھی قراءت ثابت نہ ہوگی، چاہے وہ صحت، وثوق اور تواتر کے بلند ترین درجے پر ہی کیوں نہ ہو۔

میں آپ حضرات کے سامنے چند معاصر علماء کے وہ اعداد وشمار بیان کر رہا ہوں، جو اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ بغیر کسی استثناء کے تمام قراءات سبعہ پر طعن کیا گیا ہے اور ان میں غلطیاں نکالی گئیں۔ فضیلۃ الشیخ عضیمہ اس بات کو بیان کرنے کے لئے (القراء السبعة ونصيب كل منهم فی تلحين قراءاته) ’’قراء سبعہ اور ان کی قراءات میں سے

❶ یہ بات ڈاکٹر طہ حسین نے اپنی کتاب ’’الادب الجاهلی‘‘ میں لکھی ہے۔ دیکھیں: القراءات القرآنیه از ڈاکٹر عبدالهادی فضلی: ۸۴۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکالی جانے والی غلطیاں۔'' کے نام سے ایک عنوان قائم کرتے ہیں، پھر وہ قراء سبعہ میں سے ہر قاری کا ذکر کرتے ہوئے اس کی قراءت میں سے جس قدر غلطیاں نکالی گئیں ہیں ان کے اعداد وشمار پیش کرتے ہیں۔ان اعداد وشمار کا خلاصہ درج ذیل ہے۔(مقدمة دراسات لاسلوب القرآن الكريم ص:٣٤جزء اول، قسم اول)

۱۔ امام نافع رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۹ھ) کی قراءت:اس میں بارہ ۱۲مقامات پرغلطیوں کا دعوی کیا گیا ہے۔(المقدمة:۱/ ۳۹ ،اوراس کے مابعد)

۲۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰ھ) کی قراءت: اس میں ۹ مقامات پرغلطیوں کا دعویٰ کیا گیا ہے۔(المقدمة : ۱/ ۳۶ ،اوراس کے مابعد)

۳۔ امام ابوعمرو رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۴ھ) کی قراءت : اس میں ۷مقامات پرغلطیوں کا دعوی کیا گیا ہے۔(المقدمة : ۱/۳۸ ،اوراس کے مابعد)

۴۔ امام ابن عامر رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸ھ) کی قراءت: اس میں ۱۸مقامات پرغلطیوں کا دعوی کیا گیا ہے۔(المقدمة : ۱/ ۳٤ ،اوراس کے مابعد)

۵۔ امام عاصم رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷ھ) کی قراءت:اس میں ۷مقامات پرغلطیوں کا دعوی کیا گیا ہے۔(المقدمة : ۱/ ٤٠ ،اوراس کے مابعد)

۶۔ امام حمزۃ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی قراءت :اس میں ۱۵ مقامات پرغلطیوں کا دعوی کیا گیا ہے۔(المقدمة : ۱/ ٤٢ ،اوراس کے مابعد)

۷۔ امام کسائی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۰ھ) کی قراءت:اس میں ۱۱ مقامات پرغلطیوں کا دعوی کیا گیا ہے۔(المقدمة : ۱/ ٤١ ،اوراس کے مابعد)

یہ تو صرف قراءات سبعہ پر کئے جانے والے اعتراضات کے چند نمونے ہیں۔دیگر قراءات،خواہ وہ قراءات عشرہ ہوں،قراءات اربعہ عشر ہو یا ان کے علاوہ ہوں ان میں جو طعن کیا گیا ہے،اس کا کیا حال ہوگا۔ [1]

---

[1] نظرية النحو القرآني : للدكتور احمد مكى الانصارى : ١٤٥.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یاد رہے کہ قراءات متواترہ کا انکار زیادہ لوگ کریں یا کم لوگ کریں، اس سے قراءات کے ثبوت پر کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ محقق علامہ ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”کتنی ہی قراءات ایسی ہیں، جن کا بعض یا اکثر اہل نحو نے انکار کیا ہے، لیکن ان کا یہ انکار معتبر نہیں ہے، کیونکہ سلف صالحین میں جن ائمہ کی اقتداء کی جاتی ہے وہ سب ان قراءات کو قبول کرنے پر متفق ہیں۔“ [1]

خلاصہ کلام

ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی ایک قراءات بھی ایسی نہیں ہے جو مطلق طور پر تسلیم کی گئی ہو اور ہم اس کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہوں کہ یہی وہ مقدس قراءت ہے، جسے بلا استثناء تمام لوگ تسلیم کرتے ہیں یا اس کو قبول کرنے میں کوئی طعن، جرح یا کسی قسم کا کوئی بحث مباحثہ نہیں ہوا ہے۔

کیا قراءات قرآنیہ کا کھلم کھلا انکار کرنا شرعا جائز ہے؟ ہرگز نہیں۔

قراءات قرآنیہ ضروریات دین میں سے ہے۔ امام عبدالوهاب بن سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” قراءات سبعہ، جن کو امام شاطبی رحمہ اللہ نے اور قراءات ثلاثہ (یعنی امام ابوجعفر، امام یعقوب اور امام خلف رحمہم اللہ کی قراءات) جن کو امام ابن الجزری نے بیان کیا ہے، وہ متواتر قراءات ہیں اور دین کی بنیادی تعلیمات میں سے ہیں۔ ہر وہ قراءت جس کے ساتھ قراء عشرہ میں سے کوئی قاری منفرد ہوا ہے، وہ بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہیں۔ صرف جاہل شخص ہی ان کا انکار کرسکتا ہے۔ ان قراءات کا تواتر صرف ان قراء کرام تک ہی محدود نہیں ہے جنہوں نے ان روایات کو پڑھا ہے، بلکہ کلمہ شہادت کی گواہی دینے والے ہر مسلمان کے نزدیک متواتر ہیں۔ اگرچہ وہ شخص کوئی عامی اور جاہل ہی کیوں نہ ہو، جس نے قرآن مجید

---

[1] النشر فی القراءات العشر: ۱/ ۱۰.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاایک حرف بھی زبانی یاد نہ کیا ہو۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اللہ کے دین کو اختیار کرے اور اس بات پر پختہ یقین رکھے کہ جن قراءات کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے وہ سب متواتر ہیں اور یقینی طور پر معلوم ہیں، ظن اور شکوک وشبہات ان سے کوسوں دور ہیں۔ واللہ اعلم۔'' [1]

امام ابن عطیہ اندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' قراءات سبعہ، بلکہ عشرہ کئی زمانوں سے کئی شہروں میں رائج ہیں اور ان کے ساتھ نمازیں پڑھی جاتی ہیں، کیونکہ یہ اجماع سے ثابت ہیں۔'' [2]

علامہ ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہر وہ قراءت جو مطلق طور پر عربی زبان کے موافق ہو، مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک مصحف کے رسم کے مطابق ہو، یہ مطابقت خواہ تقدیراً ہی کیوں نہ ہو اور تواتر سے منقول ہو وہ قراءت متواترہ ہوگی جو قطعی طور پر ثابت ہے۔''

علامہ ابن جزری رحمہ اللہ کے اوپر بیان کردہ تینوں ارکان ہمارے زمانے میں پائی جانے والی قراءات عشرہ (یعنی امام ابوجعفر، امام نافع، امام ابن کثیر، امام ابوعمرو، امام یعقوب، امام ابن عامر، امام عاصم، امام حمزۃ، امام کسائی اور امام خلف رحمہم اللہ کی قراءات) میں بدرجہ اتم موجود ہیں، اور ان قراءات عشرہ کو لوگوں کی جانب سے تلقی بالقبول حاصل ہے۔ جنہیں متاخرین نے متقدمین سے حاصل کیا یہاں تک کہ وہ نسل در نسل منتقل ہوتے ہوئے ہمارے زمانے تک پہنچ گئی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک قراءت کی تلاوت باقی قراءات کی تلاوت کی مانند ہے جو قطعی طور پر ثابت ہے۔

اس کے بعد علامہ ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو قراءات آج ہم تک تواتر، صحت سند، قطعیت، اجماع، بلا اختلاف اور

---

[1] منجد المقرئین: ٥١.

[2] القراءات فی نظر المستشرقین والملحدین: ٩٣

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تلقی بالقبول کی خصوصیات کے ساتھ پہنچی ہیں، وہ قراءعشرہ اوران کے مشہور رواۃ کی قراءات ہیں۔ یہ قراءات علماء کرام کے اقوال میں بھی ملتی ہیں اورانہی قراءات پر شام، عراق، مصراور حجاز میں آج لوگ متفق ہیں۔'' ❶

پھرعلامہ ابن جزری رحمہ اللہ نے جمہور ائمہ اسلام جیسے امام ابومحمد حسن بن مسعود بغوی، امام ابوالعلاء حسن بن احمد ہمدانی، حافظ ابن الصلاح، امام ابن تیمیہ، امام سبکی رحمہ اللہ اوران کے بیٹے قاضی القضاۃ وغیرہ سے قراءات عشرہ کے تواتر کونقل کیا ہے۔ ❷

علامہ عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''جب آپ کومعلوم ہوگیا کہ قراءات عشرہ متواتر ہیں، تو یہ جاننا بھی آپ پر لازم ہے کہ ان میں سے بعض قراءات کے تواتر کوجمہور اہل علم جانتے ہیں اور بعض کے تواتر کوصرف ماہر قراء ہی جانتے ہیں، جوعلوم قراءات کے متخصص ہیں۔ عامۃ الناس ان کے تواتر سے آگاہ نہیں ہیں۔ پس پہلی قسم کی قراءات کاانکار بالاتفاق کفرشمار کیا جائے گا جبکہ دوسری قسم کی قراءات کاانکاراس وقت کفرشمار ہوگا جب دلائل واضح اورصحت قائم ہوجانے کے بعدبھی کوئی اپنے انکار پرمصر رہے۔'' ❸

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ دین اسلام قراءات متواترہ پرطعن کا انکار کرتا ہے اور ہم بعض لوگوں کوطعن کرتے ہوئے دیکھتے بھی ہیں، لہٰذا اس صورتحال میں ہمارا کیارویہ ہوناچاہیے؟

---

❶ منجد المقرئین: ١٥، ٢٣.

❷ منجد المقرئین: ٤٦ اوراس کے مابعد۔

❸ دیکھیں: شیخ عبدالفتاح القاضی کی کتاب ''القراءات فی نظر المستشرقین والملحدین: ٩٢، ٩٦، اورانہی کی کتاب '' ابحاث فی قراءات القرآن الکریم: ٢٥، ٢٧.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم کیا کریں؟

کیا قراءات قرآنیہ پر طعن کی صورت میں خاموشی جائز ہے؟

کیا ہمیں خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ناقدین قراءات کی آراء کو قبول کرلینا چاہئے یا اپنی قوت، استطاعت، دلیل اور موجود اسباب و وسائل کے ساتھ قرآن مجید کا دفاع کرنا چاہئے؟

کیا کسی غیرت مند مسلمان کے لئے یہ طرزِ عمل صحیح ہے کہ وہ اپنے دین اور مقدس کتاب پر طعن کے باوجود خاموش رہے؟ ہرگز نہیں، کبھی بھی نہیں، یہ قطعاً جائز نہیں ہے۔ قراءات قرآنیہ پر طعن کی صورت میں خاموش رہنا کسی طور بھی صحیح نہیں ہے، بلکہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ کتاب اللہ کا حتی الامکان دفاع کرے اور ادھر ادھر سے آنے والے نظریات کے سامنے نہ تو اپنی کوشش ترک کرے اور نہ ہی ان کے مقابلے میں سستی کا مظاہرہ کرے۔

بالفرض اگر ہم اس فرض کی ادائیگی کے لئے کھڑے نہیں ہوتے اور قراءات قرآنیہ پر کئے گئے طعن کو تسلیم کرلیتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم وہ قراءات کہاں سے لائیں گے کہ جس کے بارے میں تمام لوگوں کا یہ عقیدہ ہو کہ یہی وہ مقدس قراءت ہے، جو اللہ رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے؟

یہ بڑی ہی عجیب بات ہوگی کہ ہم ایک ایسی چیز کو تسلیم کرلیں جس کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات تو یہ ہے کہ بعض لوگ دفاع قراءات کی فکر کے خلاف ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ عملاً یہ سب ہو رہا ہے۔

لیکن ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

کیا ہم اس سرکش اور تباہی مچانے والے ہجوم میں کمزور اور مسکین بن کر خاموش ہوجائیں؟ ہرگز نہیں، ہم اللہ کی توفیق سے ان لوگوں کے ساتھ جہاد اور مجادلہ کریں گے اور قرآن اور قراءات متواترہ محمدیہ کا اس وقت تک دفاع کریں گے جب تک کہ ہمارے اندر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی کی رمق یا سانس باقی ہے۔

یہ چند حسرت بھرے کلمات ایک زخمی دل کی آواز ہیں۔

اس مضمون (مکانة القراء ات عند المسلمين ونظرية المستشرقين والملحدين حولها)میں میں نے جمع وترتیب کے علاوہ کوئی کام نہیں کیا ہے اور طوالت کی بجائے حتیٰ الامکان اختصار سے کام لیا ہے اور بعض ضروری امور حواشی میں درج کردیئے ہیں تاکہ طالب علم کے لئے استفادہ کرنا آسان رہے۔

اگر میں نے اپنا مقصود پورا کردیا ہے تو یہ اللہ کے توفیق اور فضل سے ہے، اور اگر اس میں کوئی کمی کوتاہی رہ گئی ہے تو میری طرف سے ہے۔

امام عماد الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”کوئی بھی انسان جب کوئی کتاب لکھتا ہے تو اگلے روز اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اگر یہ ایسے ہوتی تو زیادہ بہتر ہوتا، اگر وہ یہ اضافہ بھی کردیتا تو اچھا تھا، اگر وہ یہ چیز مقدم کردیتا تو خوبصورت ہوتا اور اگر یہ چیز چھوڑ دیتا تو زیادہ افضل ہوتا۔ یہ بہت بڑی عبرت کی بات ہے اور اس امر پر دلیل ہے کہ انسانی امور میں کمی کوتاہی رہ ہی جاتی ہے۔“

میں اپنی بات کا اختتام امام شاطبی رحمہ اللہ کے ان اشعار کے ساتھ کرتا ہوں:

وَقَدْ وَفَّقَ اللهُ الْكَرِيمُ بِمَنِّهِ
لِإِكْمَالِهَا حَسْنَاءَ مَيْمُونَةَ الْجِلَا
وَتَمَّتْ بِحَمْدِ اللهِ فِي الْخَلْقِ سَهْلَةً
مُنَزَّهَةً عَنْ مَنْطِقِ الْهُجْرِ مِقْوَلَا
وَلَيْسَ لَهَا إِلَّا ذُنُوبُ وَلِيِّهَا
فَيَا طَيِّبَ الْأَنْفَاسِ أَحْسِنْ تَأَوُّلَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَقُلْ رَحِمَ الرَّحْمٰنُ حَيًّا وَمَيِّتًا
فَتًى كَانَ لِلْإِنْصَافِ وَالْحِلْمِ مَعْقِلَا

عَسَى اللّٰهُ يُدْنِي سَعْيَهُ بِجَوَازِهِ
وَإِنْ كَانَ زَيْفًا غَيْرَ خَافٍ مُزَلَّلَا

''اور اللہ تعالی نے اپنے فضل سے اس قصیدہ کی تکمیل کی توفیق بخشی جو نہایت عمدہ اور روشنی والا ہے۔ یہ قصیدہ الحمد للہ مکمل ہوا جو اپنی تخلیق میں نہایت سہل ہے، ہر اس بات سے پاک ہے جو زبان کے اعتبار سے ناشائستہ ہو۔اس قصیدے کے لئے مماثل نہ ملنے کی وجہ اور تو کچھ نہیں مگر اس کے ناظم کے گناہ ہیں، پس اے بہترین عادت کے مالک تو کوئی اچھی توجیہ اختیار کر۔اور کہو کہ اللہ تعالی مہربان رحم فرمائے ہر اس جوان پر، خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ، جو انصاف وحلم کا قلعہ ہو۔امید ہے کہ اللہ تعالی ناظم کی مساعی کو اپنے انعام سے قریب فرمائے گا۔اگرچہ نظم واضح طور پر کھوٹی اور لغزشوں میں ڈوبی ہوئی ہے۔''

میں اللہ عزوجل کے حضور گڑگڑاتے ہوئے اپنی ہتھیلیاں بلند کرتا ہوں اور قبولیت کی امید سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن کریم اور قراءات قرآنیہ کی حفاظت فرمائے اور اپنے اس قول ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر: ۹) ''ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' کو ثابت کردے۔اور قرآن مجید کو ہمارے حق میں حجت بنائے اور اسے ہمارے خلاف حجت نہ بنائے اور ہمارے اس عمل کو شرف قبولیت بخشے اور میری اس کاوش کو میرے لئے ، میرے والدین، اساتذہ اور تمام استفادہ کرنے والوں کے لئے اس دن کے لئے ذخیرہ بنادے کہ جس دن مال اور اولاد بھی کام نہ آئیں گے،سوائے اس کے جو اللہ کے ہاں قلب سلیم لے کر آئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ، وصلی اللہ علی سیدنا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین ، وعلی آلہ وصحبہ الطاھرین ، ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کاتب

ابو مصعب محمد ابراھیم میر محمدی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تمرین

۱۔ تواتر قراءات سبعہ وعشرہ کے حوالے سے شیخ عبدالوہاب سبکی شافعی رحمہ اللہ کا کیا فتویٰ ہے؟
۲۔ قراءات قرآنیہ کے حوالے سے مستشرقین کا کیا موقف ہے؟
۳۔ قراءات قرآنیہ کے حوالے سے مستشرقین کے مؤقف کا مدلل ردّ کریں۔
۴۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے متعدد مصاحب لکھوانے کا کیا سبب تھا؟
۵۔ مصاحف عثمانیہ میں کتابت قرآن کی کیفیت اور صورت کیا تھی؟ مثالوں سے واضح کریں۔
۶۔ قراءات کی اسانید کے عدم شہرت کے اسباب قلم بند کریں؟
۷۔ اہل حجاز، اہل عراق اور اہل شام کے مصاحف میں اختلافات کی مثالیں لکھیں؟
۸۔ قراءات قرآنیہ کے حوالے سے فکر قرآنی وفکر اصلاحی کے حاملین کا موقف بیان کرتے ہوئے ان کا ردّ فرمائیں؟
۹۔ قراءات قرآنیہ پر اعتراضات کے حوالے سے مسلمانوں کا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابحاث
فی
قراءات القرآن الکریم

تالیف

فضیلۃ الشیخ عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ

شیخ معہد دمنہور الازہری
رئیس لجنۃ مراجعۃ المصاحف بالازہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سبعة أَحرف پرنزولِ قرآن کی احادیث مبارکہ

اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ سے متعدد اَحادیث مروی ہیں، ان میں سے چند اَحادیث کو ذیل میں بعض ضروری وضاحتوں کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَقْرَأَنِی جِبْرِیْلُ عَلٰی حَـرْفٍ فَرَاجَعْتُهٗ، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِیْدُهٗ وَ یَزِیْدُنِی حَتّٰی انْتَهٰی إِلٰی سَبْعَةِ أَحْرُفٍ. [أخرجه البخاری، ومسلم] ......)) ❶

’’سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام نے مجھے ایک لہجہ پر قرآن مجید کو پڑھنے کا حکم دیا، میں نے زیادہ کا مطالبہ کیا اور مسلسل زیادتی کا سوال کرتا رہا، حتیٰ کہ معاملہ سات لہجات تک جا پہنچا۔‘‘

بعض الفاظِ حدیث کی شرح:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اس حدیث میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اپنے سماع کی صراحت نہیں کی ہے، گویا انہوں نے یہ حدیث سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے عکرمة بن خالد عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن أبیّ بن کعب...... الخ کی سند سے اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔‘‘ ❷

آپ ﷺ کے قول’’ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِیْدُهٗ‘‘ کی وضاحت صحیح مسلم کی حدیث میں ہے،

❶ صحیح بخاری: ٤٩٩١. ❷ فتح الباری: ١١/ ٢٨،٢٩.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

1st Proof 10-4-2017 www.KitaboSunnat.com 2nd Proof 18-4-2017

جس کے الفاظ یہ ہیں:

((فَرَدَدْتُّ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِيْ وَ إِنَّ أُمَّتِيْ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ .)) ❶

''میں بار بار جبرئیل سے کہتا رہا کہ میری اُمت پر آسانی کیجئے، کیونکہ وہ صرف ایک لہجہ پر قرآن کریم پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی ہے۔''

دوسری حدیث:

((عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكِدْتُّ أُسَاوِرُهٗ فِي الصَّلٰوةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهٗ بِرِدَائِهٖ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ:أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَقُلْتُ كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَقْرَأَنِيْهَا عَلٰى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ ، فَانْطَلَقْتُ بِهٖ أَقُوْدُهٗ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْسِلْهُ ، اِقْرَأْ يَا هِشَامُ! فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهٗ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ ، ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ! فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِيْ أَقْرَأَنِيْ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ ، إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ ، فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ . متفق عليه .)) ❷

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی زندگی میں ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو سورۃ الفرقان کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ وہ ایسے لہجات میں پڑھ رہے تھے جو آپ ﷺ نے مجھے نہیں

❶ صحيح مسلم: ٨٢٠، ٨٢١.
❷ صحيح البخاري: ٢٤١٩، ٥٠٤١.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں نماز ہی میں ان پر حملہ کر دیتا۔ پھر میں نے صبر سے کام لیا حتیٰ کہ انہوں نے سلام پھیرا۔ میں نے انہی کی چادر کو ان کے گلے میں ڈال کر کھینچتے ہوئے کہا جو سورت میں نے تمہیں پڑھتے ہوئے سنا ہے، وہ تمہیں کس نے پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے۔ میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو، مجھے تو رسول اللہ ﷺ نے یوں نہیں پڑھائی۔ میں انہیں کھینچتا ہوا آپ ﷺ کے پاس لایا اور کہا کہ میں نے اسے سورہ فرقان ایسے پڑھتے ہوئے سنا ہے، جیسے آپ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! ہشام رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دو، پھر آپ ﷺ نے ہشام رضی اللہ عنہ کو پڑھنے کو کہا۔ انہوں نے بالکل ویسے پڑھا، جیسے میں نے انہیں سنا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿كَذٰلِكَ اُنْزِلَتْ﴾ یعنی یہ سورت اسی طرح نازل کی گئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے پڑھنے کو کہا۔ میں نے ویسے پڑھا جیسے آپ ﷺ نے مجھے سکھایا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿كَذٰلِكَ اُنْزِلَتْ﴾ یعنی یہ سورت اسی طرح نازل کی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ یعنی قرآن مجید کو سات لہجات میں نازل کیا گیا ہے، جس طرح آسانی ہو، اس کے مطابق پڑھ لیا کرو۔''

بعض الفاظ حدیث کی شرح:

آپ ﷺ کے قول: ((فَكِدْتُّ أُسَاوِرُهٗ فِي الصَّلٰوةِ)) کا مطلب ہے: ''أُوَاثِبُهٗ وأُقَاتِلُه أو آخذُ برأسه'' یعنی میں اس پر حملہ کروں اور اس سے جھگڑا کروں یا میں اس کے بالوں کو نوچ لوں۔

قوله :...... ''فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ'' کا معنی ہے کہ میں نے بمشکل خود کو کنٹرول کیا اور انہیں نماز سے فارغ ہونے تک کی مہلت دی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آپ ﷺ کے قول: ’’ فَلَبَّبْتُه بردائه‘‘ کا معنی ہے کہ ان کے گریبان سے کھینچتے وقت میں نے ان کی چادر کو ان کی گردن پر کس دیا تا کہ وہ بھاگ نہ سکیں۔ امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

’’اس کا معنی ہے کہ میں نے انہی کی چادر کو ان کے گلے میں ڈالتے ہوئے انہیں پکڑا اور اسی چادر کے ساتھ انہیں کھینچتے ہوئے رسول اللہ ﷺ تک لے آیا۔ یہ لفظ اللَّبَّة لام کے فتح کے ساتھ ہے، جو گلے کے لیے بولا جاتا ہے، کیونکہ چادر وغیرہ اسی جگہ لٹکائی جاتی ہے۔ اس سارے معاملہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا قرآن مجید کے رسول اللہ ﷺ سے سنے گئے الفاظ کا اہتمام، ان کی حفاظت اور دفاع کا زبردست اہتمام واضح ہوتا ہے۔‘‘ ❶

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سخت طبیعت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ أمر بالمعروف ونهی عن المنکر کے معاملہ میں انتہائی شدید تھے، جو سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے سلوک سے واضح ہے۔ انہوں نے ایسا اس لیے کیا کہ ان کے غالب گمان کے مطابق ہشام رضی اللہ عنہ غلط پڑھ رہے تھے اور یہ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پڑھنے کے بجائے خود ہی قراءت وضع کر لی تھی۔ چونکہ یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا اجتہاد تھا، لہٰذا نبی کریم ﷺ نے سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ کے ساتھ درپیش معاملہ پر نہ تو ان کا مواخذہ کیا اور نہ ہی انہیں ڈانٹا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ سے کہنا ’’كَذَبْتَ‘‘ یعنی تو نے جھوٹ بولا ہے، اس بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

’’انہوں نے ظن غالب کی بنا پر یہ لفظ مطلقا کہا تھا یا ’’كَذَبْتَ‘‘ سے ان کی مراد أَخْطَأْتَ ہے یعنی تو نے غلط پڑھا۔ اہل حجاز خطا پر جھوٹ کا اطلاق کرتے ہیں۔‘‘ ❷

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کہنا کہ آپ ﷺ نے مجھے تو ایسے نہیں پڑھایا، دراصل حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ظن غالب سے استدلال کرتے ہوئے کہا اور سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ کو اپنے علم

---

❶ شرح مسلم: ٣٤٠/٦ ❷ فتح الباری: ٣١/١١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق کہا کہ وہ غلط پڑھ رہے ہیں۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خیال کے مطابق حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے، تو ہو سکتا تھا کہ انہوں نے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو اسے صحیح طرح سے یاد نہ رکھ سکے ہوں۔ ان کے برعکس حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے اسلام لائے تھے، اسلام میں پختہ بھی تھے اور جتنا قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، اسے زیادہ اچھی طرح یاد رکھنے والے اور اس میں زیادہ پختہ تھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو سورۃ الفرقان آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پہلے سن رکھی تھی۔ پھر جو کچھ بعد میں نازل ہوا، وہ اسے نہیں سن سکے تھے۔ حضرت ہشام رضی اللہ عنہ تو فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے تھے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کو بعد میں نازل شدہ کے مطابق پڑھا۔ ان دونوں حضرات میں یہ بات اختلاف کا سبب بنی۔ ابتداً سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے انکار کو اسی بات پر محمول کیا جانا چاہیے کہ انہیں اس واقعہ سے قبل حدیث ((أُنزِلَ القرآنُ علىٰ سبعةِ أحرفٍ .)) کا علم نہیں تھا، لہٰذا انہوں نے انکار کردیا۔'' [1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: ''أَرْسِلْهُ'' کا مطلب تھا کہ اے عمر! ہشام رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیجئے۔ آپ نے ایسا اس لیے کیا تاکہ مدعی علیہ یعنی سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ کی بات سنی جا سکے یا آپ نے اس وجہ سے کہا تھا کہ ہشام رضی اللہ عنہ سے بھینچے جانے کی تکلیف دور ہو جائے اور وہ بآسانی قراءت کرسکیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس لیے سنا، کیونکہ امکان تھا کہ غلطی خود عمر رضی اللہ عنہ کی ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: ((أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ .)) میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دل کے لیے اطمینان، پختگی اور اس پر وارد ہونے والے شبہات کا ازالہ تھا۔ یہ شبہات اس وقت پیدا ہوئے جب آپ نے عمر رضی اللہ عنہ اور ہشام رضی اللہ عنہ میں سے ہر دو کی قراءت کو درست قرار

[1] فتح الباری: ۳۱/۱۱.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ اس بات کی طرف معجم طبرانی میں موجود ایک حدیث اشارہ کرتی ہے جس میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کی ایسی قراءت سنی جو ان کی قراءت کے مخالف تھی، جھگڑا آپ ﷺ تک پہنچا تو مذکورہ آدمی نے کہا کہ یارسول اللہ! کیا آپ ﷺ نے ہی مجھے یہ قراءت یوں نہیں پڑھائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں۔اتنی بات کہنی تھی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا، جسے آپ ﷺ بھانپ گئے، تو آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سینے ہاتھ مارا اور فرمایا: ((اللّٰهُمَّ أَبْعِدْ عَنْهُ الشَّيْطَانُ .)) ''اے اللہ! عمر سے شیطان کو دور فرما۔'' پھر فرمایا:

((أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ ، كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ .)) [1]

ایک روایت میں شَافٍ كَافٍ کی جگہ ''صواب کہ یہ تمام لہجات حق ہیں'' کے الفاظ ہیں۔

سبعة أحرف کے معنی کے متعلق باقی بحث اَحادیث کے بعد آئے گی۔ اِن شاء اللہ

آپ ﷺ کے قول: ((فاقرؤا ما تيسَّر منه .)) میں قرآن مجید کو سات لہجات میں نازل کرنے کی حکمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اُمت محمدیہ پر آسانی اور تلاوتِ قرآن میں تخفیف ہو، جس کا مطلب ہے کہ تم میں سے ہر ایک کی زبان پر جو لہجہ آسان ہو، قراءت کرتے وقت اس کی ادائیگی مشکل نہ ہو اور یہ کہ سمجھ وفہم میں کسی قسم کی مشکل پیش نہ آئے۔

فضیلۃ الشیخ علامہ عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کتب حدیث میں بسیار کوشش کے باوجود ہم عمر رضی اللہ عنہ اور ہشام رضی اللہ عنہ کے مابین سورۃ الفرقان میں ہونے والے اختلافِ لہجہ پر مطلع نہیں ہو سکے کہ وہ اَحرف سبعہ میں سے کون سا لہجہ تھا۔''

تیسری حدیث:

((عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضى الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ

[1] النسائی: ۹٤۱.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَنِی غِفَارٍ، فَأَتَاهُ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِئَ أُمَّتَكَ الْقُرْآنَ عَلٰی حَرْفٍ فَقَالَ: أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِیْ لَا تُطِیْقُ ذٰلِكَ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِیَةَ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِئَ أُمَّتَكَ الْقُرْآنَ عَلٰی حَرْفَیْنِ فَقَالَ: أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِیْ لَا تُطِیْقُ ذٰلِكَ، ثُمَّ جَآءَهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِئَ أُمَّتَكَ الْقُرْآنَ عَلٰی ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ فَقَالَ: أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِیْ لَا تُطِیْقُ ذٰلِكَ، ثُمَّ جَاءَهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِئَ أُمَّتَكَ الْقُرْآنَ عَلٰی سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَأَیُّمَا حَرْفٍ قَرَءُوْا عَلَیْهِ فَقَدْ أَصَابُوْا. [رواه مسلم وأبوداود والنسائی]......))

’’سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی غفار کے تالاب کے پاس موجود تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حکمِ خداوندی ہے کہ اپنی اُمت کو ایک لہجہ پر قرآن مجید پڑھایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ سے معافی ومغفرت کا طلب گار ہوں، میری اُمت ایک لہجہ پر پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر اللہ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام دوسری مرتبہ تشریف لائے اور کہا کہ آپ اپنی اُمت کو دو لہجات پر پڑھایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی بات دہرائی۔ جبرئیل علیہ السلام تیسری مرتبہ تشریف لائے اور کہا کہ آپ کے لیے اللہ کا حکم ہے کہ تین لہجات پر پڑھایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی بات دہرائی۔ جبرئیل علیہ السلام چوتھی مرتبہ آئے اور کہا کہ آپ اپنی امت کو سات لہجات میں پڑھایئے۔ ان میں سے جس کے مطابق وہ پڑھیں گے درستی کو پالیں گے۔‘‘ [1]

---

[1] صحیح مسلم: ۸۲۱.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض الفاظ حدیث کی شرح:

الأَضاة ہمزہ کے فتحہ اور حرف ضاد معجمہ کے ساتھ، اسم مقصور ہے۔ یہ لفظ رنگ بدلے ہوئے پانی کے لیے استعمال ہوتا ہے، جو حوض وغیرہ میں جمع ہو۔ اس کی جمع أَضاً آتی ہے، جیسے حصاة کی جمع حصاً آتی ہے۔ اگر یہ لفظ ہمزہ کے زیر اور مد کے ساتھ یعنی إِضاء ہو تو اس کا معنی ٹیلہ کے ہوتے ہیں۔ أَضاة یہ مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے اور بنی غفار کی طرف اس لیے منسوب ہے کہ وہ اس کے پاس رہتے تھے۔

قوله :......((أيُّما قرءُوْا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوْا .)) کے حوالے سے امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان سات لہجات سے تجاوز کرے، ان کے لیے انہی سات لہجات میں اختیار ہے۔ انہی حدود میں رہتے ہوئے ان لہجات کو مابعد والوں تک پہنچانا ان کی ذمہ داری اور ان پر واجب ہے۔'' [1]

چوتھی حدیث:

((عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَقَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهٖ . فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلٰوةَ دَخَلْنَا جَمِيْعًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنَّ هٰذَا قَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهٖ، فَأَمَرَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَءَا، فَحَسَّنَ النَّبِيُّ ﷺ شَأْنَهُمَا، فَسَقَطَ فِي نَفْسِيْ مِنَ التَّكْذِيْبِ وَلَا إِذْ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدْ غَشِيَنِيْ ضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ، فَفِضْتُ عَرَقًا، وَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللّٰهِ فَرَقًا . فَقَالَ لِيْ:

[1] شرح مسلم: ٦/ ٣٤٤.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَـا أُبَيُّ! أُرْسِلَ إِلَيَّ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفٍ، فَرَدَدْتُّ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَـلٰى أُمَّتِيْ فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ أَقْرَأْهُ عَلٰى حَرْفَيْنِ، فَرَدَدْتُّ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَـلٰى أُمَّتِيْ فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّالِثَةَ أَقْرَأْهُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُّـكَهَـا مَسْئَـلَةً تَسْأَلُنِيْهَا فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِيْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِيْ، فَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتّٰى إِبْرَاهِيْمَ عَـلَيْـهِ السَّلَامُ. رواه مسـلـم، وأحـمـد. وَفِـيْ بَعْضِ طُرُقِ هٰذَا الْحَدِيْثِ: وَاخْتَبَأْتُ الثَّالِثَةَ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.))

’’ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں موجود تھا۔ ایک آدمی آیا اور اس نے ایسی قراءت کی جس پر میں نے تعجب کیا۔ پھر ایک اور آدمی آیا جس نے اس سے بھی مختلف قراءت کی۔ جب ہم نے نماز ادا کر لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس نے ایسی قراءت کی ہے جو میں نہیں جانتا تھا اور دوسرے نے اس سے بھی مختلف تلاوت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں سے ہر ایک کی قراءت کی تحسین فرمائی۔ اس سے میرے دل میں ایسا وسوسہ پیدا ہوا، جو کبھی دورِ جاہلیت میں بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اس کیفیت کو دیکھا تو میرے سینے پر ہاتھ مارا، مارے خوف کے میرے تو پسینے چھوٹ گئے اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابی! اللہ تعالیٰ نے میرے پاس فرشتے کو بھیجا، تاکہ میں ایک لہجہ پر قرآن پڑھوں، میں نے مطالبہ کیا کہ میری اُمت پر آسانی کیجئے۔ فرشتہ پھر دوسری مرتبہ آیا اور کہا دو لہجات پر اُمت کو پڑھائیے۔ میں نے پھر وہی مطالبہ کیا۔ جب تیسری مرتبہ فرشتہ آیا تو اس نے کہا کہ آپ اپنی امت کو سات لہجات میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قرآن مجید پڑھائیے اور ہر ہر مطالبہ کے عوض آپ کو ایک سوال (دعا) کرنے کی اجازت ہے۔ میں نے کہا کہ اے اللہ! میری اُمت کو معاف فرما دے، اے اللہ میری اُمت کو معاف فرما دے۔ تیسری دعا کو میں نے اس دن کے لیے محفوظ کر رکھا ہے، جب تمام مخلوق بشمول ابراہیم علیہ السلام میری طرف پلٹیں گی۔ اس روایت کو امام مسلم رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔'' [1]

اس حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں کہ تیسری دعا کو میں نے اپنی اُمت کی روزِ قیامت سفارش کے لیے مؤخر کر رکھا ہے۔

بعض الفاظ حدیث کی شرح:

حدیث کے بعض طرق میں ہے کہ سیّدنا ابی رضی اللہ عنہ نے دونوں آدمیوں سے سوال کیا کہ تمہیں یہ قراءت کس نے پڑھائی ہے؟ تو ان میں سے ہر ایک نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چلو میرے ساتھ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلتے ہیں۔ تینوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کی قراءت کی تحسین فرمائی۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کے لیے ''أَحْسَنْتَ'' اور ''أَصَبْتَ'' یعنی تو نے اچھا کیا، تو نے سنت طریقہ کو پالیا، کے الفاظ استعمال کئے۔ مطلب یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختلافِ قراءات کے باوجود ہر ایک کی قراءت کو صحیح قرار دیا۔ تو میرے دل میں ایسا شبہ پیدا ہوا، جو کبھی جاہلیت کے دور میں بھی پیدا نہ ہوا تھا۔ [2]

جملہ: سَقَطَ فِيْ نَفْسِيْ مِنَ التَّكْذِيْبِ ...... الخ میں من التكذيب جار مجرور ہو کر متعلق ہے محذوف کلمہ ما کا، اور یہی کلمہ ما، سقط فی نفسی کا فاعل ہے۔ مراد یہ ہے کہ ایسا جھوٹ نہ تو ایامِ ایمان میں اور نہ ہی دورِ جاہلیت میں میرے دل میں کبھی پیدا ہوا تھا، چنانچہ اس جملہ کی اصل عبارت یوں ہے:

((فَسَقَطَ فِيْ نَفْسِيْ مِنَ التَّكْذِيْبِ مَا لَمْ يَحْصُلْ لِيْ وَقْتًا مَا ، وَلَا

---

[1] صحیح مسلم: ۸۲۰. [2] سنن نسائی: ۹۴۱.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقْتَ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ)) تو صحابی کے قول میں 'ما' سقط کا فاعل ہے اور من التکذیب یہ جار مجرور مل کر فاعل محذوف ما اور اس کے بیان کے متعلق ہے اور و لا إذ میں واؤ عاطفہ ہے۔ 'لا' لم سے حاصل شدہ نفی کی تاکید کے لیے اور إذ ظرف زمان بمعنی فعل ماضی ہے اور اس کا معطوف علیہ وقتاً مقدر ہے۔

بعض روایات میں ہے:

((فَدَخَلَ فِيْ نَفْسِيْ مِنَ الشَّكِّ وَ التَّكْذِيْبِ أَشَدُّ مِمَّا كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ .))

''میرے دل میں ایسے شدید شک اور جھوٹ نے جنم لیا، جو دور جاہلیت میں بھی نہ تھا۔''

امام نووی رحمہ اللہ اس جملہ کے معنی کے متعلق فرماتے ہیں:

''شیطان نے میرے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں اس قدر سخت وسوسہ ڈالا جو کبھی جاہلیت میں بھی نہیں آیا تھا، کیونکہ قبل از اسلام تو محض غفلت یا شک تھا، لیکن اب شیطان نے گویا نبوت کا قطعی طور پر جھوٹا ہونے کا وسوسہ میرے دل میں ڈالا۔'' [1]

اس بابت یہ عقیدہ رکھنا بھی ضروری ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے دل میں شیطانی وسوسہ اور بہکاوا آیا تھا جو زیادہ دیر نہ چل سکا، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قوت ایمانی کے سامنے اس قسم کے شبہات اور وساوس کی جتنی بھی آندھیاں آتیں تھیں صحابہ کرام کے مضبوط ایمان کے سامنے وہ اپنی شدت کھو دیتی تھیں۔ یہ بات تو واضح ہے کہ شیطانی وساوس اور دل میں اٹھنے والے خیالات پر انسان کا مواخذہ اور محاسبہ اس وقت تک نہیں کیا جائے گا جب تک وہ انہیں تسلیم نہ کرے یا ان شبہات کے مطابق عمل نہ کرلے، بلکہ اسے چاہیے کہ ان خیالات و شبہات کو اپنے دل و دماغ سے نکالنے کی کوشش کرے۔

[1] شرح مسلم: ٦/٣٤٣ .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حوالے سے امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو شیطان نے اس لیے بہکانا چاہا تاکہ وہ ان پر ان کی حالت ِایمانی کو گڈمڈ کر سکے اور قراءات کی اہمیت کو ان پر دھندلا کر سکے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ حالت دیکھی تو ان کے سینے پر ہاتھ مارا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا سینہ روشن اور باطن روشنی سے منور فرما دیا، یہاں تک کہ وساوس کے تمام پردے چھٹ گئے اور قراءات کے معارف کے متعلق آپ کا سینہ کھل گیا۔ جب ان کے لیے اس وسوسہ کی برائی ظاہر ہوئی تو ان پر اللہ کا خوف چھا گیا اور اللہ سے حیا کی وجہ سے ان کے پسینے چھوٹ گئے۔ یہ وسوسہ ان وساوس کے قبیل سے تھا جن کے متعلق بسا اوقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے تھے کہ ان کے دلوں میں ایسے وسوسے اٹھتے ہیں جنھیں دوسروں سے بیان کرتے ہوئے بھی وہ ڈرتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا کہ واقعی ایسے وسوسے پیدا ہوتے ہیں؟ تو صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مضبوط ایمان کی نشانی ہے کیونکہ جہاں ایسا ایمان موجود ہو وہیں دشمن نقب لگانے کی کوشش کرتا ہے۔'' [1]

حدیث کے الفاظ: ((فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدْ غَشِیَنِیْ ضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ فَفِضْتُ عَرَقًا كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللّٰهِ فَرَقًا.)) کے متعلق قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مذموم وسوسے کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے چہرے سے جانچ لیا، تو ان کے سینے پر ہاتھ اس لیے مارا تاکہ وسوسہ دور ہو جائے۔ 'فَرَقًا' الفرق سے ہے، جس کا معنی ہے: رعب، خوف اور گھبراہٹ۔'' [2]

امام طیبی رحمہ اللہ شرح مشکوۃ المصابیح میں فرماتے ہیں:

''حضرت ابی رضی اللہ عنہ ایمان و یقین میں کامل ترین صحابہ میں سے تھے۔ جب

[1] تفسیر قرطبی: ۱/ ۴۹. [2] شرح صحیح مسلم: ۶/ ۳۴۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے ان پر یہ شیطانی وسوسہ دیکھا تو آپ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی برکت کی وجہ سے یہ حالت اور کیفیت حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے پسینے چھوٹنے کے ذریعے جاتی رہی، دوبارہ حالتِ ایمان کی طرف پلٹے اور اللہ سے خوف اور شرمندگی اس لیے محسوس کی کہ مذکورہ وسوسہ شیطانی تھا۔"

حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے بعض طرق کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

((فَوَجَدْتُ فِي نَفْسِي وَسْوَسَةَ الشَّيْطَانِ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهِي .))

"میرے دل میں ایسا زبردست وسوسہ آیا کہ میرے چہرے کا رنگ سرخ ہوگیا۔"

رسول اللہ ﷺ نے یہ حالت دیکھتے ہوئے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور دعا کی:

"اے اللہ! ابی سے شیطان کو دور فرما دے۔"

اور بعض روایات میں یوں الفاظ ہیں:

"اے اللہ! ابی رضی اللہ عنہ سے شک کو دور فرما دے۔"

آپ ﷺ کے قول: ((فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي .)) میں سوال دہرانے کی وضاحت ہے، جس کی تفصیل دوسری حدیث میں اس طرح آئی ہے:

((أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَ مَغْفِرَتَهُ .)) [1]

"میں اللہ سے معافی اور مغفرت کا طلبگار ہوں۔"

اس حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے تیسری مرتبہ کہا کہ سات لہجات میں پڑھایئے، جب کہ اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ یہ بات جبریل علیہ السلام نے چوتھی مرتبہ کہی تھی۔ ان دونوں روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ بعض اوقات اختصار کی غرض سے تکرار حذف کر دیا جاتا ہے۔

حدیث کے الفاظ: ((وَ ذٰلِكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْأَلَةً تَسْأَلُنِيهَا)) کے

[1] صحیح مسلم: ۸۲۱.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالے سے امامِ نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

''اس کا معنی ہے کہ یہ دعائیں تو یقینی طور پر قبول کر لی گئیں ہیں، جب کہ دیگر دعاؤں کی قبولیت کی اُمید تو کی جاسکتی ہے، لیکن ان کی مقبولیت ضروری نہیں ہے۔'' ❶

واضح رہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی کی جس قراءت پر انکار کیا تھا، وہ سورۃ النحل کی آیات تھیں، لیکن بہت کوشش کے باوجود ہمیں علم نہیں ہو سکا کہ وہ کون سی آیات تھیں۔

پانچویں حدیث

((عَنْ أُبَيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جِبْرَائِيْلَ فَقَالَ: يَا جِبْرَائِيْلُ! إِنِّيْ بُعِثْتُ إِلٰى أُمَّةٍ أُمِّيِّيْنَ، فِيْهِمُ الْعُجُوْزُ وَالشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْغُلَامُ وَالْجَارِيَةُ وَالرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ يَقْرَأْ كِتَابًا قَطُّ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ. رواه الإمام أحمد فی مسنده، والتِّرمِذِیُّ وقال هذا حديث حسن صحيح.))

''سیدنا ابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا، میں تو اَن پڑھ لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں، ان میں غلام، لونڈیاں، بوڑھے، کمزور اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے کبھی کتاب پڑھ کے نہیں دیکھی، تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد! قرآن سات لہجات میں نازل کیا گیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے نقل کیا ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن، صحیح ہے۔'' ❷

بعض اَلفاظ حدیث کی شرح:

اُمّیین یہ اُمّی کی جمع ہے، اور اُمّی ایسے شخص کو کہتے ہیں جو پڑھ لکھ نہ سکتا ہوں۔

❶ شرح مسلم: ٦/٣٤٤. ❷ جامع ترمذی: ٢٩٤٤.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ﴾

(الجمعة: ٢)

''اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں رسول بھیجا، جو ان پر آیات قرآنیہ کی تلاوت کرتا ہے۔''

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے:

((إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسَبُ .)) ❶

''ہم ایسی قوم ہیں کہ نہ لکھنا پڑھنا جانتے ہیں اور نہ ہی حساب وکتاب کرنا۔''

مطلب یہ ہے، وہ ماؤں کی کوکھ سے ہی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اور اب بھی وہ اپنی اس عادت کے مطابق ان پڑھ ہیں۔ آپ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اس طرح کے ان پڑھ، ناخواندہ لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اگر انہیں ایک ہی لہجہ وزبان کا پابند کردیا گیا تو یہ معاملہ تلاوتِ قرآن میں گراں گزرنے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم سے دوری اور اس کی قراءت سے نفرت کا سبب بن جائے گا۔

اس حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں:

((فَمُرْهُمْ فَلْيَقْرَءُوا الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ .)) ❷

''انہیں حکم دیجئے کہ قرآن مجید سات لہجات میں پڑھ لیں۔''

اس فرمان نبوی میں اُمت کے لیے رحمت اور آسانی ہے کہ جس کے لیے جو لہجہ آسان ہو اسی کے مطابق پڑھ لیا کرے۔

چھٹی حدیث

((عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَرَأَ آيَةً مِّنَ الْقُرْآنِ فَقَالَ لَهُ عَمْرٌو إِنَّمَا هِيَ كَذَا وَكَذَا بِغَيْرِ مَا

❶ صحيح البخاري: ١٩١٣. ❷ مسند احمد: ١٣٢/٥.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَرَأَ الرَّجُلُ فَقَالَ الرَّجُلُ: هٰكَذَا أَقْرَأَنِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتَيَاهُ فَذَكَرَا ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ ﷺ: إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ نَزَلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَأَيَّ ذٰلِكَ قَرَأْتُمْ أَصَبْتُمْ، فَلَا تُمَارُوْا فِي الْقُرْآنِ فَإِنَّ الْمِرَاءَ فِيْهِ كُفْرٌ. رواه الامام أحمد فی مسنده وسنده جید.)) [1]

''سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے غلام ابوقیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے قرآن کریم کی ایک آیت کی تلاوت کی تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اس طرح تو نہیں ہے۔ آدمی نے کہا کہ مجھے تو آپ ﷺ نے اسی طرح پڑھایا ہے۔ دونوں آپ ﷺ کے پاس آئے اور معاملہ پیش کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ قرآن سات لہجات میں نازل کیا گیا ہے، ان میں سے جس کے مطابق بھی پڑھو ٹھیک ہے۔ سنو! تم قرآن کریم میں جھگڑا مت کیا کرو، کیونکہ قرآن مجید میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اسے سند جید کے ساتھ نقل کیا ہے۔''

امام ابوعبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نتیجہ کے اعتبار سے اس حدیث میں کوئی اختلاف نہیں ہے، یہ اختلاف محض لفظی ہے، کیونکہ ایک آدمی نے ایک حرف پر قراءت کی تو دوسرے نے اس کا انکار یا اس سے اختلاف کیا، حالانکہ ان دونوں میں سے ہر ایک کی قراءت اختلاف کے باوجود متلو اور مقروء تھی۔ تو جب کوئی شخص اپنے ساتھی کی ثابت شدہ اور غیر منسوخہ قراءت کا انکار کرتا ہے، تو اس پر کفر اس لیے لازم آتا ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ پر نازل شدہ ایک قراءت (حرف) کا انکار کر دیا۔''

اس حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ: ((فَاِنَّ مُرَآءً فِيهِ كُفْرٌ)) تو ان الفاظ

[1] مسند أحمد: ٤/ ٢٠٤.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

1st Proof 10-4-2017 www.KitaboSunnat.com 2nd Proof 18-4-2017

میں 'مراءٌ' کا نکرہ ہونا اس بات کو باور کروا رہا ہے کہ قرآن مجید میں ہلکے سے ہلکا اور چھوٹے سے چھوٹا اور ادنیٰ درجہ کا جھگڑا بھی خصوصا قراءات قرآنیہ کی قبولیت کے باب میں کفر ہے۔

ساتویں حدیث

((عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلٰی سَبْعَةِ أَحْرُفٍ وَ الْمِرَاءُ فِی الْقُرْآنِ كُفْرٌ -ثَلَاثَ مَرَّاتٍ- فَمَا عَرَفْتُمْ مِنْهُ فَاعْمَلُوْا وَمَا جَهِلْتُمْ مِنْهُ فَرُدُّوْهُ إِلٰی عَالِمِهٖ . أَیْ فَتَعَلَّمُوْهُ مِمَّنْ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكُمْ . رواه النَّسَائی ، والإمام أحمد .)) ❶

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی، لہٰذا اس میں جھگڑا مت کرو۔ اس میں جس بات کا علم ہو اس پر عمل کرلو اور جس کے بارے میں علم نہ ہو اسے اپنے سے بڑے عالم قرآن کے پاس لے جاؤ تاکہ سمجھ سکو، یعنی جو تم سے زیادہ جانتا ہے اس سے سیکھ لو۔ اسے امام نسائی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔''

آٹھویں حدیث

((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقْرَأَنِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُوْرَةً مِنْ آلِ حٰمٓ ، فَرُحْتُ إِلَی الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ لِرَجُلٍ اِقْرَأْهَا فَإِذَا هُوَ یَقْرَأُ حُرُوْفًا مَا أَقْرَأَهَا فَقَالَ أَقْرَأَنِیهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَانْطَلَقْنَا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْنَاهُ فَتَغَیَّرَ وَجْهُهٗ ، فَقَالَ إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْإِخْتِلَافُ ، ثُمَّ أَسَرَّ إِلٰی عَلِیٍّ شَیْئًا فَقَالَ عَلِیٌّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَأْمُرُكُمْ أَنْ یَقْرَأَ كُلٌّ مِّنْكُمْ كَمَا عُلِّمَ ، قَالَ فَانْطَلَقْنَا وَكُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا یَقْرَأُ حُرُوْفًا لَا یَقْرَأُهَا صَاحِبُهٗ . رواه ابن حِبّان ، والحاکم .)) ❷

❶ مسند احمد: ۲/ ۳۰۰ ❷ مستدرک حاکم: ۲/ ۲۲۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

’’سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حم والی سورتوں میں سے کوئی سورت سکھائی، میں مسجد میں گیا اور ایک آدمی سے کہا کہ وہی سورت پڑھو۔ جب اس نے پڑھنا شروع کیا تو وہ ایسے حروف (لہجات) میں پڑھنے لگا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ جب میں نے کہا کہ تو نے یہ کہاں سے پڑھے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ مجھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ایسے پڑھایا ہے۔ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور معاملہ بیان کیا، تو غصہ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہوگیا اور فرمایا: تم سے پہلوں کو اسی اختلاف نے ہلاک کیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی سرگوشی فرمائی، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب ہو کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جیسے تمہیں پڑھایا جاتا ہے، ویسے ہی پڑھو۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر ہم وہاں سے چل دیئے اور ہم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی قراءت سے قطع نظر اپنی پڑھی ہوئی قراءت کے مطابق پڑھتا تھا۔ اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ اور امام حاکم رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔‘‘

نویں حدیث

((عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَقْرَأَنِى ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةً أَقْرَأَنِيْهَا زَيْدٌ وَأَقْرَأَنِيْهَا أُبَىُّ بْنُ كَعْبٍ فَاخْتَلَفَتْ قِرَاءَاتُهُمْ فَبِقِرَاءَةِ أَيِّهِمْ آخُذُ؟ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلِىٌّ إِلٰى جَنْبِهٖ فَقَالَ عَلِىٌّ لِيَقْرَأْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِّنْكُمْ كَمَا عُلِّمَ فَإِنَّهٗ حَسَنٌ جَمِيْلٌ. رواه ابن جرير الطبرى، والطبرانى.))

’’حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! مجھے ایک ہی سورت تین مختلف اشخاص یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پڑھائی ہے، لیکن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر ایک کی قراءت دوسرے سے مختلف ہے۔ مجھے بتائیے کہ میں کس کی قراءت کے مطابق پڑھوں؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ آپ کی خاموشی دیکھ کر آپ ﷺ کے پہلو میں موجود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: جیسے ہر انسان کو سکھایا گیا ہے وہ ویسے ہی پڑھے، یہی طریقہ اچھا اور خوبی والا ہے۔ اسے امام طبری رحمہ اللہ اور امام طبرانی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔'' ❶

یہ تمام اَحادیث کثرتِ طرق اور مجموعی لحاظ سے حدیث سبعة أحرف کے تواتر پر دلالت کرتی ہیں۔ حافظ ابویعلی الموصلی رحمہ اللہ نے 'مسند کبیر' میں یہ واقعہ نقل کیا ہے:

''ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر رسول ﷺ پر جلوہ افروز ہوئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ ہر وہ شخص کھڑا ہو جائے جس نے حدیثِ سبعہ اَحرف رسول اللہ ﷺ سے براہ راست سنی ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ مجمع سے اس قدر لوگ اٹھ کھڑے ہوئے کہ ان کا شمار مشکل تھا۔ تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں بھی اس بات پر گواہ ہوں کہ واقعتاً آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

((إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ.)) ❷

راوی کا یہ کہنا: ''فقاموا حتی لم یحصوا'' یعنی لوگوں کی ان گنت تعداد کھڑی ہوگئی، اس حدیث کے متواتر ہونے کی واضح دلیل ہے۔ حفاظِ حدیث اور محدثین کرام کی ایک بہت بڑی جماعت بشمول امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ اور امام حاکم رحمہ اللہ وغیرہ نے حدیثِ سبعة أحرف کو متواتر احادیث میں شمار کیا ہے۔

امام سیوطی رحمہ اللہ الاتقان میں فرماتے ہیں: ''حدیث: أنزل القرآن على سبعة أحرف کو صحابہ کی ایک بڑی جماعت، جس میں مندرجہ ذیل ۲۱ صحابہ کرام شامل ہیں، نے نقل کیا ہے:

---

❶ معجم الکبیر: ۴۹۳۸.   ❷ سنن نسائی: ۹۴۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
1st Proof 10-4-2017 2nd Proof 18-4-2017

۱۔حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ
۲۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۳۔حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ
۴۔حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ
۵۔حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ
۶۔حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ
۷۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۸۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۹۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ
۱۰۔حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
۱۱۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
۱۲۔حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ
۱۳۔حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ
۱۴۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
۱۵۔حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ
۱۶۔حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ
۱۷۔حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ
۱۸۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
۱۹۔حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ
۲۰۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
۲۱۔حضرت اُم ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہا [1]

[1] الاتقان: ۱/ ۹۲.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سبعہ احرف" سے کیا مراد ہے؟

سبعہ احرف کے معنی ومفہوم میں آپ ﷺ سے کوئی ایسی نص وارد نہیں ہے جو اَحرفِ سبعہ کی وضاحت اوراس کے مرادی معنی کی تشریح کرے، چنانچہ علمائے کرام نے اس کے معانی میں غور وخوض فرمایا ہے اوراس سلسلہ میں ان کا اختلاف کئی مذاہب پر منتج ہوا ہے۔

پہلا قول:...... سبعة احرف بمعنی لغات ولہجات

امام ابوعبید رحمہ اللہ ، امام ابن عطیہ رحمہ اللہ ، امام بیہقی رحمہ اللہ اورکئی دوسرے آئمہ کرام کا موقف ہے کہ اس سے مراد سات لغات ہیں۔ جب اس مذہب پر گرفت کرتے ہوئے کہا گیا کہ اہل عرب کی تو سات سے زیادہ لغات ہیں، تو انہوں نے جواب دیا کہ اس سے مراد فصیح ترین سات لغات ہیں۔ پھر اس قول والوں کا لغات کی تعیین میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد قریش، ہذیل، ثقیف، ہوازن، کنانہ، تمیم اوریمن کی لغات مراد ہیں۔ بعض نے کہا کہ قریش، ہذیل، ازد، تمیم، ربیعہ، ہوازن اورسعد بن بکر کی لغات مراد ہیں۔ اسی طرح بعض نے کہا یہ تمام کی تمام لغت قریش میں ہی موجود تھیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ﴾ (ابراھیم : ٤)

"ہم نے ہر نبی کواس کی قوم کی زبان اور لہجہ کے مطابق بھیجا۔"

امام ابوعبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر ہر کلمہ میں سات لغات پائی جاتی ہیں، بلکہ یہ ساتوں لغات قرآن مجید کے مختلف کلمات میں ہیں۔ بعض کلمات قریش، بعض ہذیل اوربعض ہوازن وغیرہ کی لغات میں اترے۔ پھران میں سے بعض لغات کی یہ خوش بختی ہے کہ قرآن کا اکثر حصہ ان میں نازل ہوا، جبکہ دیگر لغات میں اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کم حصہ نازل ہوا۔‘‘

امام ابوشامہ رحمہ اللہ بعض شیوخ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’پہلے پہل قرآن مجید قریش اوران کے فصیح ترین عرب ہمسایوں کی لغت میں نازل ہوا۔ پھر اہل عرب کو اجازت دے دی گئی کہ وہ جن لغات کو اپنے معمول کے مطابق الفاظ اور اعراب میں استعمال کرتے ہیں، ان میں تلاوت کرلیا کریں۔ مشقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہیں کسی دوسری لغت کی طرف منتقل ہونے کا پابند نہیں کیا گیا تاکہ مرادِ الٰہی کو سمجھنے میں ان کی خاندانی حمیت وغیرت آڑے نہ آئے۔اپنی لغت کے مطابق پڑھنا اس وقت جائز تھا جب معنی میں تبدیلی واقع نہ ہوتی ہو اور وہ قراءت منزل من اللہ ہو، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ہر اختلاف کی تصحیح فرمائی ہو۔‘‘

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ’فتح الباری‘ میں فرماتے ہیں:

’’اگر اس طرح کہا جائے تو اس بات کی تکمیل ہوسکتی ہے کہ مذکورہ اباحت (اِجازت) اپنی خواہش کے مطابق تبدیلی کا نام نہیں تھا، یعنی جس کلمہ کو چاہے اپنی لغت میں اس کے مترادف لفظ سے بدل لے، بلکہ یہ اجازت محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع پر موقوف تھی۔ اس بات کی تائید سیدنا عمراور سیدنا ہشام رضی اللہ عنہما کے قول اور ((أَقْـرَأَنِـی الـنَّبِـیُّ صلی اللہ علیہ وسلم)) کے الفاظ سے بھی ہوتی ہے۔‘‘ [1]

دوسرا قول:...... سبعة أحرف بمعنی قراءات

ہماری رائے میں سبعہ احرف سے سات قراءات مراد لینا سب سے بہتر قول ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: ((أنـزل الـقـرآن عـلی سبعة أحرف)) میں سبعة اَحرف کا معنی ’’سبعہ قراء ات‘‘ ہے۔

[1] فتح الباری.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث مبارکہ میں مجاز مرسل سے کام لیا گیا ہے۔وہ اس طرح کہ جزء (حرف) بول کر کل (مختلف حروف پر مشتمل قرآنی کلمات) مراد لیا گیا ہے۔ان میں تعلق جزئیت اور کلیت کا ہے،جیسے رقبة (گردن) کا اطلاق غلام پر اور عین (آنکھ) کا اطلاق شخص (جاسوس) پر کیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ مختلف قراءات پر مشتمل کلمہ قرآنی کو حرف اس لیے کہا گیا ہے کہ کلمہ میں ایسے حروف ہوتے ہیں جن کی قراءت میں قراء کا اختلاف واقع ہوتا ہے۔ایک قاری نے ایک کلمہ کو رفع دیا، تو دوسرے نے نصب۔ایک نے یائے غیب سے پڑھا تو دوسرے نے تائے خطاب سے یا ایک نے کسی حرف کی زیادتی کی،تو دوسرے نے کمی کرکے پڑھا وغیرہ وغیرہ۔تمام قراءات کا باہمی اختلاف اسی قبیل سے ہوتا ہے۔لوگوں کے استعمالات میں بھی حرف بول کر مراد قراءت کو لیا جاتا ہے،چنانچہ لوگ جب حرفِ نافع رحمہ اللہ یا حرفِ حمزہ رحمہ اللہ کہتے ہیں تو ان کی حرف سے مراد قراءت ہوتی ہے۔

مذکورہ بیان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تمام کلماتِ قرآنیہ میں سات سات قراءات پائی جاتی ہیں، بلکہ سات لغات تو گنتی کے چند کلمات میں پائی جاتی ہیں، جیسے جبرئیل ، ھیت اور أرجِهِ وغیرہ۔ان کلمات میں بھی سات لغات تب جمع ہوتی ہیں جب تمام صحیح اور شاذ قراءات کو سامنے رکھا جائے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں ایک بھی کلمہ ایسا نہیں ہے جس میں مکمل سات قراءات پائی جائیں۔قرآن کریم میں صرف ایک کلمہ ایسا ہے جس میں چھ لغات پائی جاتی ہیں اور وہ ہے: أرجه (الأعراف: ۱۱۱، الشعراء: ۳۶)

واضح رہے کہ اَحرف سبعہ سے مراد قراءاتِ سبعہ یعنی سات معروف قراء کی قراءات بھی نہیں ہیں، جیسا کہ ہم اس بات کو ''آئمہ سبعہ کی قراءات اور حروفِ سبعہ کی ان کی طرف نسبت'' کے زیر عنوان مبحث میں آگے واضح کریں گے۔معلوم ہوا اَحرف سبعہ سے مراد کلمات قرآنیہ ہیں، جو کبھی ایک، دو یا تین اور کبھی سات قراءات کے مطابق پڑھے جاتے ہیں۔

تیسرا قول:......سبعہ اَحرف بمعنی اَوجہِ قراءات

اَحرف سبعہ سے اَوجہ سبعہ بھی مراد لی گئی ہیں جو کہ مذکورہ قول کے قریب قریب ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ حدیث میں موجود اَحرف سبعہ کا معنی اَوجہ سبعہ سے بھی کیا گیا ہے۔ لغت میں حرف کا معنی وجہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ........ الآية﴾ (الحج : ١١)

’’کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جو اللہ کی عبادت ایک خاص حالت پر کرتے ہیں۔‘‘

اس آیت مبارکہ میں ’حرف‘ سے مراد ایک حالت یا وجہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ آسودگی والی اور متمول زندگی گزارنے کے خواہاں ہوتے ہیں، جب ان کے پاس سہولیات بکثرت ہوتی ہیں، تو ان کا دل مطمئین اور آنکھیں ٹھنڈی رہتی ہیں اور وہ اللہ کی عبادت کرتے رہتے ہیں، لیکن جب اللہ تعالیٰ ان کے مال، اولاد یا ذات کو کچھ نقصان پہنچا کر آزماتے ہیں تو وہ عبادت ترک کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر پر اتر آتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ انہوں نے اللہ کی عبادت صرف ایک حالت یعنی آسودگی میں کی، نہ کہ تنگی اور تکلیف میں بھی۔

الغرض جب قراءات کے سلسلہ میں ہم متواتر، مشہور، صحیح، ضعیف، شاذ اور منکر روایات کو بغور دیکھتے ہیں تو یہ اِختلاف مندرجہ ذیل سات اَقسام سے کم یا زیادہ نظر نہیں آتا۔

ا......اَسماء کا اختلاف

اس میں واحد، تثنیہ، جمع اور مبالغہ وغیرہ کا اختلاف شامل ہے۔

واحد اور جمع کی مثالیں:.......

- ﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ (البقرہ:١٨٤) اور ﴿وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ﴾ (البقرہ: ٢٨٥)
- ﴿وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ (المائدہ: ٦٧)
- ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ (الانعام: ١٢٤)
- ﴿وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ﴾ (الاعراف: ١٥٧)
- ﴿اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰهِ﴾ (التوبہ: ١٧)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ ﴿وَسَيَعۡلَمُ الۡكُفّٰرُ﴾ (الرعد: ٤٢)

❀ ﴿إِذَا قِيلَ لَكُمۡ تَفَسَّحُوا فِي الۡمَجَالِسِ﴾ (المجادلہ: ١١)

مذکورہ بالا آیات میں مَسٰكِيۡن، وَكِتٰبِهٖ، رِسٰلٰتِهٖ، اٰصٰرَهُمۡ، مَسٰجِدَ، الۡكُفّٰرُ اور الۡمَجٰلِسِ کو واحد اور جمع دونوں طرح پڑھا گیا ہے اور کلمات کی کتابی شکل میں بھی دونوں واضح ہیں۔

تثنیہ اور جمع کی مثالیں:......

❀ ﴿مِنَ الَّذِيۡنَ اسۡتُحِقَّ عَلَيۡهِمُ الۡاَوۡلَيٰنِ﴾ (المائدہ: ١٠٧)

❀ ﴿فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَ اَخَوَيۡكُمۡ﴾ (الحجرات: ١٠)

مذکورہ آیات میں الۡاَوۡلَيٰنِ اور اَخَوَيۡكُمۡ کو تثنیہ وجمع دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

تذکیر وتانیث کے اختلاف کی مثالیں:

❀ ﴿وَلَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا شَفَاعَةٌ﴾ (البقرہ: ٤٨)

اس آیت میں يُقۡبَلُ کو بالیاء اور بالتاء دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

دونوں قراءات کی توجیہہ یہ کی گئی ہے کہ يُقۡبَلُ کو بالیاء اس لیے پڑھا گیا ہے کہ یہاں فاعل شفاعۃ مونث غیر حقیقی ہے، اور بالتاء اس لیے پڑھا گیا ہے کہ یہاں فاعل میں علامت تانیث لفظا موجود ہے۔

❀ ﴿كَاَنۡ لَّمۡ يَكُنۡ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهٗ مَوَدَّةٌ﴾ (النساء: ٧٣)

اس آیت میں يكن کو بالتاء (مونث) اور بالیاء (مذکر) دونوں طرح سابقہ توجیہہ کی بناء پر پڑھا گیا ہے۔

❀ ﴿وَاِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ مِّائَةٌ﴾ (الانفال: ٦٥)

اس میں یکن کو بالتاء (مونث) اور بالیاء (مذکر) دونوں طرح سابقہ توجیہ کی بنیاد پر پڑھا گیا ہے۔

❀ ﴿الَّذِيۡنَ تَتَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ﴾ (النحل: ٢٨، ٣٢)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں بھی تتوفاهم کو مذکر اس لیے پڑھا گیا ہے کیونکہ فاعل مذکر ہے اور مونث اس لیے پڑھا گیا ہے کہ تانیث لفظی موجود ہے۔

اسماء میں مبالغہ اور عدم مبالغہ کی مثال:

❀ ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ﴾ (سبا: ۳)

عَالِمُ کو عَلَّام بروزن فَعَّال مبالغہ کے صیغہ سے بھی پڑھا گیا ہے۔

۲......افعال کا اختلاف

اسمیں الفاظ کے تغیر کے ساتھ کسی فعل کو ماضی یا مضارع کی طرف لوٹانا ہوتا ہے، مثلاً

❀ ﴿وَمَنْ تَطَوَّعَ﴾ (البقرہ: ۱۸۴)

اس کو باب تَفَعُّل سے فعلِ ماضی بناتے ہوئے تا، طا، اور ع کو مفتوح پڑھا گیا ہے، جبکہ دوسری قراءت میں اسے باب افتعال سے فعل مضارع بناتے ہوئے يَطَّوَّعْ پڑھا گیا ہے۔ اس کی اصل يَتَطَوَّعْ تھی، پھر بابِ افتعال کے قواعد کی بنا پر تائے افتعال کو 'ط' سے بدلا پھر 'تاء' کا 'طاء' میں ادغام کر دیا، تو يَطَّوَّعْ ہو گیا۔

❀ ﴿فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ﴾ (یوسف: ۱۱۰)

اسے ماضی مجہول بناتے ہوئے نون کے بعد والی جیم مشدد کو مکسور اور یاء کو مفتوح پڑھا گیا ہے۔ دوسری قراءت میں اسے باب افعال (أَنْجى) سے فعل مضارع بناتے ہوئے نون مضموم کے بعد نون ساکنہ کا اضافہ کرتے ہوئے جیم اور نون کی تخفیف کے ساتھ نُنْجِي پڑھا گیا ہے۔

اسی طرح اس نوع میں کسی فعل کو ماضی سے مضارع یا اَمر کی لوٹانا بھی شامل ہے، مثلاً

❀ ﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (البقرہ: ۱۲۵)

اس میں اتَّخَذُوْا کو خاء کے فتحہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ کسرہ کی صورت میں فعل اَمر اور فتحہ کی صورت میں فعل ماضی ہوگا۔

❀ ﴿قل اَوَ لَوْ جِئْتُكُمْ﴾ (الزخرف: ۲۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اسے ماضی بناتے ہوئے قَالَ اور اَمر بناتے ہوئے قُلْ دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔
مزید برآں کسی فعل کو مضارع سے اَمر کی طرف لوٹانا بھی اس نوع میں شامل ہے، مثلاً

❀ ﴿فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (البقرة: ۲۵۹)

اس آیت میں فعل مضارع کی قراءت کی صورت میں أَعْـلَـمُ کو وصل وابتداء میں ہمزہ قطعی مفتوح اور میم کے ضمہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ دوسری قراءت میں اس کلمہ کو امر بناتے ہوئے اعْـلَـمْ کے ہمزہ کو وصلی شمار کیا گیا ہے، جو حالتِ وصل میں حذف کر دیا جائے گا اور حالتِ ابتدا میں اسے مکسور پڑھا جائے گا۔

۳......وجوہ اَعراب کا اختلاف

❀ ﴿وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ﴾ (البقرہ: ۱۱۹)

اس آیت میں تُسْـأَلُ کو تائے مضمومہ اور لامِ مرفوعہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے، چنانچہ اس صورت میں لاء نافیہ ہوگا اور فعل مضارع نواصب وجوازم سے خالی ہونے کی بناء پر مرفوع ہوگا۔ دوسری قراءت کے مطابق تَسْئَلْ کو تائے مفتوحہ اور لام مجزومہ سے پڑھا جائے گا۔ اس وقت لائے نہی ہوگا اور فعل مضارع حالتِ جزمی میں ہوگا۔

❀ ﴿إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةٌ﴾ (النساء: ۲۹)

اس آیت میں تِجَارَةً کو تَکُوْنَ کی خبر بناتے ہوئے منصوب پڑھا گیا ہے، جبکہ دوسری قراءت میں تَکُوْنَ کو کان تامہ مانتے ہوئے تِجَارَۃٌ کو بربنائے فاعل مرفوع پڑھا گیا ہے۔

❀ ﴿وَلِبَاسَ التَّقْوَى﴾ (الاعراف: ۲۶)

لِبَاسَ کی سین کو مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

❀ ﴿اللهُ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ (ابراهیم: ۲)

اس میں لفظ اللّٰہ کو مرفوع اور مجرور دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

❀ ﴿فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ﴾ (البروج: ۲۲)

مَحْفُوْظٍ کو مجرور ومرفوع دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

1st Proof 10-4-2017 www.KitaboSunnat.com 2nd Proof 18-4-2017

۴......کمی و زِیادتی کا اختلاف

❀ ﴿وَسَارِعُوٓا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ﴾ (آل عمران : ۱۳۳)

یہاں سَارِعُوْا کی سین سے پہلے والی واؤ کو حذف و اثبات دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے۔

❀ ﴿وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ﴾ (الزخرف : ۷۱)

تَشْتَهِيْهِ کی دوسری ہاء کو حذف و اثبات دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے۔

❀ ﴿فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾ (الشوریٰ : ۳۰)

فاء کے حذف و اثبات کے ساتھ دونوں وجوہ منقول ہیں۔

❀ ﴿فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾ (الحدید : ۲۴)

اس آیت مبارکہ کو ضمیر منفصل (هُوَ) کے حذف و اثبات کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

۵......تقدیم و تاخیر کا اِختلاف

❀ ﴿وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا﴾ (آل عمران : ۱۹۵) کو وَقُتِلُوْا وَقَاتَلُوْا پڑھا گیا ہے۔

❀ ﴿وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ﴾ (الاسرآء : ۸۳)

یہاں ہمزہ کو حرف مد سے مقدم وَنَأَى اور مؤخر وَنَاءَ دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

❀ ﴿أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (الرعد : ۳۱)

اسے يَايَسِ یعنی ہمزہ کو یاء سے مقدم کرتے ہوئے اور يَيْأَسِ یعنی ہمزہ سے یاء کو مؤخر کرتے ہوئے دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

❀ ﴿خِتَامُهُ مِسْكٌ﴾ (المطفّفین : ۲۶)

تاء کو الف سے مقدم اور مؤخر کرتے ہوئے دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

۶......ایک حرف یا کلمہ کی جگہ دوسرے حرف یا کلمے کے ابدال کا اختلاف:

❀ ﴿هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ﴾ (یونس : ۲۲)

اسے يَنْشُرُكُمْ یعنی یاء مفتوحہ کے بعد نون ساکنہ اور اس کے بعد شینِ مضمومہ کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پڑھا گیا ہے۔ اس میں دوسری قراءت یاء مضمومہ، سین مکسورہ اور یائے مکسورہ مشددہ ہے۔

❀ ﴿وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ﴾ (النمل: ٨١، الروم: ٥٣)

اس میں ایک قراءت باء مکسورہ کے بعد ھَادِي کو اسم فاعل بناتے ہوئے پڑھا گیا ہے اور دوسری قراءت کے مطابق اسے فعل مضارع بناتے ہوئے تَهْدِي یعنی باء کی جگہ تا مفتوحہ اور اس کے بعد ھاء ساکنہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

❀ ﴿لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا﴾ (العنكبوت: ٥٨)

اس میں ایک قراءت لَنُبَوِّئَنَّهُمْ، جبکہ دوسری قراءت لَنُثْوِيَنَّهُمْ ہے۔

❀ ﴿يَقُصُّ الْحَقَّ﴾ (الانعام: ٥٧)

اس میں ایک قراءت يَقُصُّ الْحَقَّ اور دوسری يَقْضِ الْحَقَّ ہے۔

❀ ﴿كَيْفَ نُنشِزُهَا﴾ (البقرة: ٢٥٩)

اس میں ایک قراءت زا کے ساتھ اور دوسری را کے ساتھ نُنْشِرُهَا ہے۔

❀ ﴿وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا﴾ (الاحزاب: ٦٨)

اس میں ایک قراءت كَبِيْرًا اور دوسری قراءت كَثِيْرًا ہے۔

❀ ﴿هُنَالِكَ تَبْلُوا كُلُّ نَفْسٍ﴾ (يونس: ٣٠)

اس میں ایک قراءت تَبْلُوْا اور دوسری قراءت تَتْلُوْا ہے۔

❀ ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ (التكوير: ٢٤)

یہاں بِضَنِيْن کو ضاد اور ظاء دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

❀ ﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا﴾ (الشمس: ١٥)

اسے فَلَا يَخَافُ اور وَلَا يَخَافُ یعنی فاء اور واؤ دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

۷...... لہجات کا اختلاف

جیسے فتح و امالہ، اظہار و ادغام، روم و اشمام، تفخیم و ترقیق، تسہیل و تحقیق، ابدال، نقل اور تخفیف و تشدید وغیرہ کا اختلاف۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نوع میں وہ کلماتِ مختلف فیہا بھی شامل ہیں، جن کے نطق میں قبائلِ عرب کا اختلاف تھا، جیسا کہ درج ذیل امثلہ سے واضح ہوتا ہے:

- خُطْوَات:......اسے طاء کے ضمہ اور سکون دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔
- بِيُوْت:......اسے باء کے کسرہ اور ضمہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔
- يَعْزِب:......اسے زا کے ضمہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔
- يَلْحَدُوْنَ:......اسے يَلْحَدُوْنَ اور يُلْحِدُوْنَ دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔
- بِالْبَخَلِ:......اسے بِالْبُخْلِ اور بِالْبَخَلِ دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔
- ضُعْفًا:......اسے ضاد کے ضمہ اور فتحہ دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔
- فَيَسْحَتَكُمْ:......اسے یاء کے ضمہ اور حاء کے کسرہ کے ساتھ فَيُسْحِتَكُمْ بھی پڑھا گیا ہے۔
- شَنْـَٔانُ:......نونِ اوّل کے فتحہ اور سکون کے ساتھ دونوں وجوہ منقول ہیں۔
- يَقْنِطُ:......نون کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ دونوں وجوہ مروی ہیں۔

مذکورہ کلمات کے علاوہ وہ کلمات جن کے نطق اور تلاوت کی ادائیگی میں کیفیتِ اداء کا اختلاف پایا جاتا ہے، وہ بھی اسی نوع میں شامل ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سبعہ اَحرف پرنزول قرآن کی حکمت

قرآن مجید کوقراءاتِ سات حروف پر نازل کرنے کی متعدد حکمتیں ہیں، جن میں سے چند اہم حکمتوں کو درج ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

ا۔نزول کتاب میں ہرقوم کی زبان کی موافقت کا لحاظ رکھنا:

بندوں کے معاملے میں اللہ کی یہ قدیم سنت رہی ہے کہ اس نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان میں مبعوث فرمایا۔اس بات کی دلیل اللہ کے مندرجہ ذیل فرامین میں موجود ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ (ابراهيم : ٤)

’’ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان میں بھیجا تا کہ وہ دین کی وضاحت کرے۔‘‘

﴿فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ (الدخان : ٥٨)

’’ہم نے قرآن کریم کو آپ ﷺ کی زبان میں اتار کر آسان بنا دیا ہے، تا کہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں۔‘‘

اہل عرب جن کی طرف اللہ نے قرآن مجید نازل کیا، مختلف لہجات، متعدد لغات اور بے شمار قسم کی بولیاں بولنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لغات ولہجات کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف لہجات اور لغات میں قرآن مجید کو نازل فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو ایک ہی لغت میں نازل کر دیتے، جبکہ جن کی طرف قرآن نازل کیا جا رہا تھا وہ مختلف لہجات والے تھے، تو ایک لغت میں نزولِ قرآن نہ صرف تلاوت میں حائل ہوتا، بلکہ اس سے حصولِ ہدایت میں بھی آڑے آتا، کیونکہ انسان کے لیے مشکل ہے کہ وہ اپنی مادری زبان کو چھوڑے، کیونکہ وہ بچپن سے اسی زبان اور لب ولہجہ میں بات کرتا چلا آ رہا ہوتا ہے۔ یہ لغت اس کی طبائع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے ایک طبیعت، عادتوں میں سے ایک عادت اوراس کے گوشت پوست کا ایک حصہ بن چکی ہوتی ہے، تو ایسی صورت میں اس لغت کو چھوڑ کر دوسری لغت اختیار کرنا آدمی کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ اگر اللہ تعالیٰ اہل عرب کو ان کی زبان سے مختلف کسی دوسری زبان کا پابند بنا دیتا، تو اس پر ان کی زبانیں سیدھی نہ رہ سکتی تھیں اور نہ ہی یہ ممکن تھا کہ وہ اسے اپنا سکیں، لہٰذا ان پر ایسی مشقت اور تکلیف نازل ہوتی، جو انسانی فطرت اور بشری قوت سے بالاتر ہوتی۔ یہ مشقت اسلام کے بنیادی اُصول: جلبِ منفعت، اور دفعِ ضرر کے مخالف ہوتی۔

اللہ کی رحمت خاص بھی اس اُمت کے لیے آسانی اور دفعِ حرج کا تقاضا کرتی ہے، تاکہ کتاب اللہ کا حفظ، اس کے دستور کی اتباع اور اس کی تلاوت کو ممکنہ حد تک آسان بنایا جائے، تاکہ اس کی تلاوت سے ثواب اور اس میں موجود خزائن سے بطریقِ احسن واَکمل فائدہ اٹھایا جاسکے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو مختلف لغات ولہجات میں نازل فرمایا اور نبی کریم ﷺ بھی عربوں پر انہی مختلف لہجات کے مطابق پڑھتے تھے، تاکہ ہر قبیلہ والوں پر ان کی لغت کے موافق لہجے کے مطابق تلاوت کرنا آسان ہو۔

۲۔ دو مختلف قراءتوں سے دو مختلف حکموں کے مابین جمع کا فائدہ:

مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ﴾ (البقرة: ۲۲۲)

''ایام مخصوصہ میں اپنی بیویوں سے دور رہو، حتی کہ وہ پاک ہو جائیں۔''

اس آیت میں لفظ یَطْهُرْنَ کو طاء کے سکون اور ہاء کے ضمہ کے ساتھ بغیر تشدید پڑھا گیا ہے اور یہ الطُّهْرَ سے ماخوذ ہے۔ اس میں دوسری قراءت باب تفعّل سے یَطَّهَّرْنَ ہے۔ یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ تشدید والی قراءت عورتوں کے حیض سے طہارت میں مبالغہ پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ حروف کی کثرت معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔ ان دو قراءات سے مندرجہ ذیل احکام اخذ ہوتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- حائضہ سے خاوند اس وقت تک مجامعت نہ کرے، جب تک اسے طہارتِ اصلی حاصل نہ ہو جائے اور طہارتِ اصلی سے مراد انقطاع دمِ حیض ہے۔
- خاوند تب تک صحبت نہ کرے، جب تک حائضہ طہارت میں مبالغہ یعنی غسل نہ کر لے۔

چنانچہ اس قراءت کے مطابق مجامعت کے لیے طہر کے بعد غسل بھی لازمی ہے اور اس کے بغیر مباشرت جائز نہیں ہے۔ فقہائے اَربعہ میں سے امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے۔

۳۔ مجمع علیہ حکم کی وضاحت:

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے:

﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ مِّنْ أُمٍّ﴾

(النساء: ۱۲)

اگرچہ یہ قراءت شاذہ ہے، لیکن یہ واضح کرتی ہے کہ اس آیت مبارکہ میں اخیافی بہن بھائی مراد ہیں اور یہ بات علماء کے ہاں متفق علیہ ہے۔

۴۔ دو ایسے مختلف شرعی حکموں کا بیان، جو ایک دوسرے کے بدل ہوں:

مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (المائدہ: ٦)

یہاں أَرْجُلَكُمْ کو نصب اور جر دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ نصب والی قراءت سے پاؤں کے دھونے کا وجوب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اس صورت میں اس کا عطف وَجُوْهَكُمْ پر ہوگا، جو اِغْسِلُوْا کا معمول ہے۔ لہٰذا معطوف علیہ اور معطوف دونوں حکم میں یکساں ہوں گے۔ اور جر والی قراءت مسح کے جواز پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ اس صورت میں عطف بِرُءُوْسِكُمْ پر ہوگا، جو کہ وَامْسَحُوْا کا معمول ہے، لہٰذا اس کا معطوف بھی حکم میں اس کے مثل ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول و فعل سے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ جس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

موزے پہنے ہوں وہ مسح کرے اور جس نے موزے نہ پہنے ہوں اس کے لیے پاؤں دھونا واجب ہے۔ یوں یہ دونوں حکم ایک دوسرے کے بدل ہوں گے، جس کا مطلب ہے ایک حالت میں پاؤں دھونا پاؤں پر مسح کا بدل ہوگا اور موزے پہننے کی صورت میں مسح کرنا پاؤں دھونے کا بدل ہوگا۔

۵۔ تعددِ قراءات کی تعددِ اعجاز پر دلالت

یعنی جب ایک قراءت کے مطابق تلاوت کی جائے گی، تو ایک اعجاز ظاہر ہوگا اور جب دوسری قراءت کے مطابق تلاوت کی جائے گی تو دوسرا اعجاز ظاہر ہوگا۔ چنانچہ کئی قراءات سے کئی معجزات کا ظہور ہوگا۔ جس کو جتنے زیادہ معجزات اور آیات یاد ہوں گی وہ اسی قدر قرآن کے کلام اللہ، وحی الٰہی اور نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے کی دلیل ہوں گی۔

۶۔ تنوع قراءات میں قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے اور اس کی تصدیق کرنے والے (محمد ﷺ) کے رسول اللہ ﷺ ہونے پر براہین قاطعہ اور دلائل صادقہ موجود ہیں:

ایک منصف مزاج آدمی پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ قرآن مجید تنوع قراءات کے باوجود ٹکراؤ، تناقض، تضاد اور تعارض سے پاک ہے، بلکہ اختلافِ لہجات اور تنوعِ اَوجہ کے باوجود اس ایک حصہ دوسرے حصے کی تصدیق، وضاحت اور اس کے اسلوب نگارش پر اس بات کی شہادت پیش کرتا ہے کہ وہ ایک ہی نور کی مختلف کرنیں ہیں۔

قرآن مجید کی ترکیبی پختگی اور کمالِ ہدایت میں یک سمتی اور بلندی تہذیب اس کے منزل من اللہ ہونے کی قوی دلیل ہونے کے ماسوا کچھ نہیں اور جب ہم کلماتِ قرآنیہ میں سے کسی آیت کے کلمہ مختلف فیہا کی قراءات پر انتہائی گہری نظر ڈالتے ہیں تو اسے دو حال سے خالی نہیں پاتے:

۱۔ الفاظ کی تبدیلی سے معنی ایک ہی رہتا ہے یا متقارب ہوتا ہے، مثلاً

❀ لفظ الصِّرٰط:...... اس کو صاد، سین اور اشمام کے ساتھ پڑھنے سے اس کے معنی میں کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرق نہیں پڑتا۔

❀ يَحْسَبُ:......اس کو سین کے کسرہ یا فتحہ کے ساتھ پڑھنے سے معنی ایک رہتا ہے۔

❀ بِالْبَخَلِ:......اس کو بِالْبَخَلِ یا بِالْبُخْلِ پڑھنے سے معنی ایک رہتا ہے۔

❀ مِرْفَقًا:......میم کے کسرہ اور فتحہ دونوں قراءات کا معنی ایک ہی ہے۔

❀ فَتَبَيَّنُوْا اور فَتَثَبَّتُوْا دونوں طرح مروی ہے اور معنی میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔

مذکورہ الفاظ اور ان کے علاوہ بہت سارے دیگر کلمات بھی اسی قبیل سے ہیں۔

۲۔ الفاظ کے مختلف ہونے سے معنی تبدیل ہو جائے، لیکن دونوں معانی ایک دوسرے کے متعارض یا متناقض نہ ہوں، بلکہ کوئی ایسی توجیہہ ممکن ہو، جو اس معنی کو متحد رکھ سکے، مثلاً

❀ ﴿وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِرُهَا﴾ (آل عمران: ۲۵۹)

اب نُنْشِرُ میں ایک قراءت راء اور دوسری زا کے ساتھ ہے۔ نُنْشِرُهَا کا معنی ہے: ہم اسے بعد الموت حساب کے لیے زندہ کریں گے، اور نُنْشِزُهَا کا معنی ہے: ہم اس کے بعض حصوں کو بعض کے ساتھ ملا دیں گے، یہاں تک کہ وہ ہڈیاں جمع یا اکٹھی ہو جائیں گی۔ اگرچہ معانی دونوں مختلف ہیں، لیکن یہ توجیہہ اسے مصداق سے علیحدہ نہیں ہونے دیتی کہ اللہ تعالیٰ جب اپنی مخلوقات کو دوبارہ اٹھانے کا ارادہ فرمائیں گے تو وہ ہڈیوں کو اکٹھا فرمائیں گے اور پھر ان ہڈیوں سے مجسم مخلوق کو زندہ کر دیں گے۔

❀ ﴿اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ﴾ (الحدید: ۱۸)

ان کلمات کو صاد کی تشدید اور تخفیف دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے۔ تشدید کی شکل میں اصل کلمات الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ ہوگا، پھر تاء کو صاد کیا اور صاد کا صاد میں ادغام کر دیا تو الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقَات ہو گیا، جس کا معنی ہے: اپنے مالوں سے صدقات نکالنے والے اور والیاں۔ تخفیف والی قراءت کی صورت میں معنی ہوگا کہ وہ لوگ جو دین کی بھرپور تصدیق کرنے والے ہیں اور دین کے اَحکامات کی بجا آوری اور اتباع کے شوق سے ان کے دل معمور ہیں۔ اگرچہ دونوں قراءات میں معانی کا واضح اختلاف پایا جاتا ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لیکن صدقہ کرنے والے مومن بندوں میں دونوں اَوصاف پائے جاتے ہیں۔

❀ ﴿اَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ اور اَزَالَهُمَا الشَّيْطَانُ﴾ (البقرہ: ۳۶)

اَزَالَهُمَا کا معنی ہے: دور کردیا یعنی شیطان نے آدم وحواء کو جنت سے دور کردیا، اور اَزَلَّهُمَا کے معنی ہیں: شیطان نے انہیں پھسلایا اور غلطی میں واقع کردیا۔ دونوں قراءات کے اگرچہ معنی مختلف ہیں، لیکن مصداق کے لحاظ سے نتیجہ ایک ہی ہے۔ وہ یوں سمجھیے کہ زلۃ تقاضا کرتی ہے جنت سے دوری کا، تو یہاں دونوں معانی ایک دوسرے کو لازم وملزوم ہیں یعنی زلۃ ملزوم اور جنت سے دوری اس کا لازمہ ہے۔

اسی وجہ سے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''قرآن کریم میں جھگڑا اور اختلاف نہ کیا کرو، کیونکہ اس میں اختلاف نہیں ہے۔ اگر دو حروف میں سے ایک کسی ایسی چیز کا حکم دیتا ہے، جس سے دوسرا روکتا ہے تو بظاہر یہ اختلاف نظر آتا ہے، حالانکہ وہ حرف ان سب معانی کا جامع ہوتا ہے۔ چنانچہ جو ایک قراءت پڑھتا ہے، دوسری کو بے رغبتی اختیار کرتے ہوئے نہ چھوڑے، کیونکہ قرآن کے ایک حرف کے انکار سے مکمل قرآن کا انکار لازم آتا ہے۔''

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام اختلافاتِ قراءات تنوع وتغایر کے قبیل سے ہیں، نہ کہ تضاد اور تناقض کے قبیل سے، کیونکہ تناقض اور ضدیت کلام اللہ میں ہر حال میں محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾

(النسآء: ۸۲)

چنانچہ جب قرآن کریم میں اختلاف تضاد نہیں ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ قرآن کریم منزل من اللہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَحادیث مبارکہ سے مستنبط فوائد

پچھلے صفحات میں مذکور اَحادیث مبارکہ سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ تمام قراءات برحق اور درست ہونے میں برابر ہیں۔ جس نے ان میں سے ایک قراءت بھی پڑھی اس نے درستگی کو پالیا۔

اس کی دلیل آپ ﷺ کے مندرجہ ذیل فرامین ہیں:

❀ ((فأيُّما حرْفٍ قرءُوْا عليْهِ فأَصابُوْا .))

''پس جس حرف پر بھی انہوں نے پڑھا درستگی کو پالیا۔''

❀ ((فَأَيَّ ذٰلِكَ قَرأْتُمْ أَصبْتُمْ .))

''تم ان میں سے جو بھی پڑھ لو، درستگی کو پالو گے۔''

❀ ہر پڑھنے والے کے لیے آپ ﷺ نے ''أَحْسَنْتَ'' یعنی تو نے اچھا پڑھا کے الفاظ ارشاد فرمائے، جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔ یا بعض روایات کے مطابق ''أَصَبْتَ'' یعنی تو نے درستی کو پالیا کے الفاظ کہے۔

❀ راوی حدیث کے الفاظ ((فَحسَّنَ الرَّسُوْلُ ﷺ شَأْنهُما .)) آپ ﷺ نے ہر ایک کی قراءت کی تحسین فرمائی۔

❀ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جب ایک دوسرے کی قراءت کی مخالفت کی تو آپ ﷺ نے ان کی مخالفت سے اتفاق نہیں کیا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی قراءات درست اور صحیح تھیں۔

❀ جب سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لیے اختلافِ قراءات کا اقرار مشکل ہوا تو آپ ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کے سینے پر ہاتھ سے ضرب لگائی، اس سے بھی اس بات کی دلیل لی جاتی ہے، کہ تمام قراءات برحق اور درست ہیں۔

اس بات میں ذرا سا بھی شک وشبہ نہیں ہے کہ یہ تمام واضح اورغیر مبہم دلائل اس بات پرشاہد ہیں کہ منزل حروف میں سے ہر ہر حرف کی قراءات جائز اور درست ہے۔

۲۔ اختلاف کے باوجود تمام قراءات منزل من اللہ ہیں، رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے بطریق تلقّی اور مشافهةً حاصل کی گئیں ہیں اور انسان کی مرضی کو ان میں کوئی دخل نہیں ہے۔

کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق ایک عبارت کی جگہ دوسری عبارت یا ایک لفظ کی جگہ اس کا مترادف یا اس کے برابر کا کوئی حرف پڑھے۔ اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

❀ آپ ﷺ نے مختلف قرائات پڑھنے والے تمام صحابہ میں سے ہر ایک کی قراءت سن کر فرمایا: ((كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ .))

❀ ہر ایک دوسرے سے کہتا رہا کہ ((أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ .))

❀ آپ ﷺ نے مختلف قراءات پڑھنے والے صحابہ میں سے ہر ایک کی قراءت کو ثابت رکھا۔

❀ اگر ہر ایک کو اجازت دی جاتی کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق جو لفظ چاہے پڑھ لے تو اس سے قرآن کریم کی قرآنیت باطل ٹھہرتی ہے، کیونکہ قرآن کریم تو اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ اگر ہر شخص کو اجازت دے دی جائے کہ وہ جیسے چاہے پڑھ لے تو اس سے قرآن کریم کا اعجاز ختم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر: ۹) بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔

❀ امام ابن عطیہ رحمہ اللہ امام قرطبی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے ان تمام حروف کو اپنے نبی ﷺ کے لیے مباح قرار دیا،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جبرئیل علیہ السلام نے انہی کے مطابق آپ ﷺ سے دور کیے۔ اس میں قرآن کا اعجاز اور پختگی پائی جاتی ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان: ((فَاقْرَءُ وْا مَا تَيَسَّرَ مِنْـهُ)) کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ ہر صحابی اپنی مرضی سے قرآن کریم میں بعض لغات کی تبدیلی کرتا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو قرآن کریم کا اعجاز ختم ہو جاتا اور قرآن اکھاڑہ بن کے رہ جاتا کہ جس کا جی چاہتا اس میں تبدیلی کرتا، حتیٰ کہ اس کا منزل من اللہ ہونا ختم ہو جاتا۔ حروفِ سبعہ کی اجازت آپ ﷺ کو اُمت پر آسانی کرتے ہوئے دی گئی۔ آپ ﷺ نے اُبی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو جو پڑھایا تھا، وہ بھی جبرئیل علیہ السلام سے دور کیا تھا۔ اسی طرح ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سورۃ الفرقان کی تلاوت بھی اسی قبیل سے تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ﷺ کے قول: ((هٰـكَـذَا أَقْرَأَنِيهَا جِبْرَائِيلُ .)) کی صحت کیسے ممکن ہے۔ اس کا ماسوائے اس کے اور کوئی جواب نہیں کہ آپ ﷺ کو جبرئیل علیہ السلام نے ایک مرتبہ ایسے اور دوسری مرتبہ دوسری طرح پڑھایا۔ اگر یہ کہا جائے کہ لوگوں میں سے ہر ایک کو یہ حق حاصل تھا کہ جو چاہے اختیار کرلے تو اللہ کے فرمان: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر : ۹) کا ابطال لازم آتا ہے۔''

۳۔ مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اختلافِ قراء ات کو قرآن مجید میں لڑائی، جھگڑا اور اسے جھٹلانے، اس میں شک پیدا کرنے یا اس میں شوروغوغا کرنے کا باعث بنائیں۔

یہ اس لیے جائز نہیں ہے، کیونکہ سبعہ حروف پر نزولِ قرآن کا مقصد اُمت پر آسانی، رحمت اور نرمی کرنا تھا، تو یہ مناسب نہیں کہ ہم اس آسانی کو تنگی، وسعت کو سختی اور عطیہ خداوندی کو آزمائش اور مشقت بنا ڈالیں۔ اس کے دلائل میں سے اوپر ذکر کردہ حدیثِ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہے، جس میں آپ ﷺ کا اِرشاد مبارک یوں آیا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

((فَلاَ تَمَارُوْا فِي الْقُرْآن فَإِنَّ الْمِراءَ فِيْهِ كُفْرٌ .))

”قرآن کریم میں جھگڑا مت کرو، کیونکہ قرآن کریم میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔“

اسی طرح اختلافِ قراءات کے موقع پر آپ ﷺ کا متغیر چہرے کے ساتھ فرمانا: ((إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الاخْتِلاَف .)) یعنی تم سے پہلوں کو بھی اختلاف نے ہلاک کیا۔ مزید برآں آپ ﷺ کا سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے سینے پر مارنا وغیرہ بھی اس قبیل کے دلائل میں سے ہے۔

۴۔ اَحرفِ سبعہ کی رخصت مدینہ میں نازل ہوئی، نہ کہ مکہ میں۔

اس کی دلیل صحیح مسلم کی اوپر ذکر کردہ حدیث ہے، جس میں ہے کہ سیدنا جبرئیل کی آپ ﷺ سے ملاقات بنی غفار کے حوض کے پاس ہوئی اور یہ جگہ مدینہ منورہ میں تھی۔ اس طرح وہ اَحادیث جو قراءات کے بارے میں مشاجراتِ صحابہ پر دلالت کرتی ہیں، ان سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ یہ معاملہ مسجد میں پیش آیا تھا اور آپ ﷺ نے مساجد مدینہ میں آکر بنائی تھیں۔

قراءات کے مدینہ منورہ میں نازل ہونے کی حکمت یہ سمجھ آتی ہے کہ مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کی تعداد انتہائی قلیل تھی اور ان میں بھی اکثریت قریشیوں کی تھی۔ چونکہ وہ بکثرت آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے، اس لیے ان پر قرآن مجید کی صحیح قراءت اور غلطی وتحریف سے محفوظ تلاوت، نیز قرآن کریم کا حفظ آسان تھا۔ اب مدینہ میں چونکہ مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی، دعوت کا دائرہ کار وسیع ہوگیا اور آپ ﷺ نے جزیرۂ عرب کے اندر اور باہر مختلف اقوام وقبائل کی طرف خطوط ارسال کرنے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ آپ ﷺ کے پاس مختلف وفود آنے لگے اور دینِ اسلام میں ایسے لوگ فوج در فوج داخل ہونا شروع ہوگئے جو مختلف لہجات اور لغات والے تھے۔ اگر انہیں ایک ہی لغت میں قرآن کریم پڑھنے کا پابند کردیا جاتا، تو ان پر بہت گراں گزرتا۔ چنانچہ ہر قبیلہ کو اس کی لغت کے مطابق اور لہجہ کے موافق پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ اب ہر قبیلہ نے آپ ﷺ سے سیکھنے کے بعد جو قراءت اس کی لغت کے مطابق اور لہجہ کے موافق ہوتی اس میں پڑھنا شروع کردیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراءاتِ سبعہ کا حروفِ سبعہ سے تعلق

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حدیث مبارکہ میں وارد "أحرف سبعه" سے آئمہ سبعہ کی قراءات مراد ہیں، چنانچہ ان کے خیال میں سیدنا نافع رحمہ اللہ کی قراءت ایک حرف، سیدنا عبداللہ بن کثیر مکی رحمہ اللہ کی قراءت دوسرا حرف...... علی هذا القیاس سات حروف آئمہ سبعہ کی سات قراءات ہیں، لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ یہ رائے بالکل باطل ہے، جس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:

۱۔ اس رائے سے لازم آتا ہے کہ اَحرف سبعہ تمام کے تمام باقی ہیں اور ان میں سے کوئی ایک بھی منسوخ نہیں ہوا ہے اور ان تمام کے ساتھ قراءت کرنا آج بھی صحیح ہے، حالانکہ یہ بات اجماعِ اُمت کے خلاف ہے، کیونکہ اولاً اُمت کی آسانی کی غرض سے اَحرف سبعہ کو نازل کیا گیا، پھر عرضۂ اَخیرہ میں ان میں سے بہت سارے حروف کو منسوخ کر دیا گیا۔

۲۔ اس رائے کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا کتابتِ مصاحف اور اس پر لوگوں کو جمع کرنے کا عمل بے فائدہ تھا، حالانکہ قراءاتِ شاذہ جو مصدقہ رسمِ مصاحف میں موجود نہ تھیں، ان پر مشتمل مصاحف کو جلانے کا اس کے علاوہ کوئی اور داعیہ اور وجہ نہ تھی۔

۳۔ اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ آئمہ سبعہ کی قراءات میں تمام کے تمام حروفِ سبعہ موجود ہیں، جس کا مطلب ہے کہ امام ابو جعفر رحمہ اللہ، امام یعقوب رحمہ اللہ اور امام خلف العاشر رحمہ اللہ، جن کا شمار آئمہ سبعہ میں نہیں ہوتا، ان کی قراءات اور روایات اَحرفِ سبعہ میں سے نہیں ہیں، حالانکہ یہ بات اُمت کی متفقہ رائے اور اجماع کے خلاف ہے۔

۴۔ آئمہ سبعہ میں سے ہر ایک سے بہت سے راویوں نے مختلف روایات نقل کی ہیں۔ یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تمام روایات اس امام کی قراءات سمجھی جاتی ہیں۔ اگر اَحرف سبعہ ہی آئمہ سبعہ کی قراءات ہیں، تو پھر مختلف راویوں نے جو کچھ آئمہ سے نقل کیا ہے، اگر اس کو مدنظر رکھا جائے تو ان منقول روایات (قراءات) کی تعداد کا شمار ممکن نہیں ہے، جبکہ اَحرف سبعہ مخصوص عدد تک محدود ہیں۔

امام ابوشامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بعض لوگوں کا خیال ہے کہ احرفِ سبعہ سے مراد موجودہ قراءاتِ سبعہ ہیں، حالانکہ یہ بات راسخ اہل علم کے اجماع کے خلاف ہے۔ یہ خیال تو فقط جہلاء کا ہے۔“

صحیح بات یہی ہے کہ قراءات سبعہ اور قراءات ثلاثہ، جن کی لوگ آج تلاوت کرتے ہیں اَحرف سبعہ کا ایک حصہ ہیں۔ اس بارے میں منقول تمام روایات متواتر ہیں اور ان کے ثبوت کے لیے حدیث: ((أُنْزِلَ الْقُرآنُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ .)) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ اسی طرح یہ قراءات عشرہ اس دور کے موافق ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرمایا تھا۔

امام ابن اَشتہ رحمہ اللہ نے 'المصاحف' اور اِمام ابن شیبہ رحمہ اللہ نے 'فضائل قرآن' میں امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے:

” جو قراءات لوگ آج پڑھ رہے ہیں، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ کیے گئے اس دَور کے مطابق ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری سال میں کیا تھا۔“

اسی طرح امام ابن اَشتہ رحمہ اللہ نے ہی امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا جبرئیل علیہ السلام سے ہر سال رمضان کے مہینہ میں دور کیا کرتے تھے، لیکن زندگی کے آخری سال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے دومرتبہ دور کیا۔ اہل علم کا خیال ہے کہ ہماری موجودہ قراءات عرضہ اخیرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(آخری دَور) کے مطابق ہیں۔'' ❶

یہ قراءات مصاحف عثمانیہ، جنہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف شہروں کی طرف بھیجا تھا، کے رسم کے مطابق ہیں۔ان مصاحف کی صحت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔اسی طرح اس بات پر بھی صحابہ کرام کا اتفاق وجود میں آیا کہ جو قراءات ان مصاحف کی رسم کے مخالف ہوں گی، انہیں چھوڑ دیا جائے گا اور یہ بات معلوم ہے کہ قراءاتِ عشرہ ان مصاحف سے خارج نہیں ہیں۔ان قراءات کی ایک مصحف سے مطابقت نہیں ہوتی، تو کسی دوسرے سے ضرور ہوجاتی ہے۔اہل فن کے ہاں رسم عثمانی کی مخالفت سے مراد تمام مصاحف کی مخالفت ہے۔

اہل فن کے ہاں جو قراءات عرضۂ اَخیرہ کے مخالف تھیں، انہیں منسوخ قرار دیا گیا ہے۔اسی وجہ سے مصاحفِ عثمانیہ میں صرف وہی حروف لکھے گئے ہیں، جن کو عرضۂ اَخیرہ میں ثابت رکھا گیا اوران کا قرآن کریم ہونا تواتر سے ثابت تھا، چنانچہ ان میں سے کسی بھی قراءت کو منسوخ نہیں کیا گیا۔ البتہ جن حروف کو عرضۂ اخیرہ میں منسوخ کردیا گیا تھا ان کو مصاحف میں لکھنے سے بھی گریز کیا گیا تھا۔

موجودہ قراءاتِ عشرہ حروفِ سبعہ کا جزء ہیں، کل نہیں:

شروع میں کہا گیاہے کہ قراءاتِ عشرہ اَحرفِ سبعہ کا جزء ہیں، کل نہیں! اس بات کی مزید وضاحت ہم یہاں بیان کئے دیتے ہیں۔جیسا کہ ہم نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ قراءات متواترہ ہوں یاغیرمتواترہ، ان کا اختلاف سات اقسام میں منقسم ہے اوران سات اقسام کی ہم نے کئی مثالیں پیش کی تھیں۔ پھران سات قسم کے اختلافات میں سے ہر ایک کے تحت کئی افراد، متعدد جزئیات اورمختلف صورتیں ہیں۔ان افراد واجزاء اورصورتوں میں کچھ تو ایسی ہیں، جن کا بطریق تواتر قرآن ہونا ثابت ہے، اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کو عرضۂ اخیرہ میں منسوخ کردیا گیا تھا اورانہیں قرآن کریم شمار نہیں کیا گیا۔

پہلے تو ہم نے متواتر کی سات اقسام کی امثلہ پیش کی تھیں، اب ایسی امثلہ بیان کریں گے جنہیں ان سات اقسام میں سے منسوخ کردیا گیا تھااورانہیں قرآن مجید میں شمار نہیں کیا گیا تھا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ا۔ اَسماء کا اختلاف

اس کی امثلہ درج ذیل ہیں:

- ﴿يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ﴾ (البقرہ: ۷۵) کو كِلْمَ اللّٰهِ یعنی اس کلمہ کو کاف کے کسرہ، لام کے سکون اور حذف الف کے ساتھ پڑھا جائے۔ اس صورت میں یہ اسم جنس ہوگا۔
- ﴿وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ﴾ (البقرہ: ۸۸) کو غُلُفٌ یعنی غین اور لام کے ضمہ کے ساتھ پڑھا جائے۔ اس صورت میں یہ کلمہ غلاف کا جمع مکسر ہوگا، جیسے خمر کی جمع خمار آتی ہے۔
- ﴿اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ﴾ (الانعام: ۷۱) میں فعل کو اسْتَهْوَاهُ الشَّيْطٰنُ یعنی فعل کو مونث اور فاعل کو مفرد پڑھا جائے۔
- ﴿فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ﴾ (النحل: ۲۶) کو السُّقُفُ یعنی سین اور قاف کے ضمہ کے ساتھ پڑھا جائے۔ اس صورت میں یہ کلمہ سَقْف سے جمع مکسر ہوگا۔
- یوں پڑھا جائے: ﴿أَنْ يَغْفِرَلِي خَطَايَايَ﴾ (الشعراء: ۸۲) یہ خَطِيئَةٌ کی جمع ہے۔
- یوں پڑھا جائے: ﴿سَتُكْتَبُ شَهَادَاتُهُمْ﴾ (الزخرف: ۱۹) یہ شَهَادَتُهُمْ کی جمع ہے۔
- یوں پڑھا جائے: ﴿فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَانِكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۰) یہ أخ کی جمع ہے۔
- ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ﴾ (المعارج: ۴۰) کو واحد پڑھنا۔
- ﴿إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُ الرَّحْمٰنِ﴾ (مریم: ۵۸) میں يُتْلٰى مذکر سے پڑھا جائے۔
- ﴿يَوْمَ تُحْمٰى عَلَيْهِمْ فِى نَارِ جَهَنَّمَ﴾ (التوبہ: ۳۵) میں تاء تانیث سے پڑھا جائے۔
- ﴿وَلَا يَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ﴾ (النور: ۲) میں تاء کی بجائے یائے مذکر سے پڑھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جائے۔

❀ ﴿فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَآئِكَةُ﴾ (محمد: ۲۷) کو فعل کی تذکیر سے پڑھا جائے۔

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿مِنْ رُبُطِ الْخَيْلِ﴾ (الانفال: ۶۰) یہ رباط کی جمع ہے، جیسے کتاب کی جمع کتب آتی ہے۔

❀ ﴿وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ﴾ (الذاریات: ۲۲) میں رِزْقُكُمْ جمع سے پڑھا جائے۔

۲۔ افعال کا اختلاف

اس کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

❀ ﴿كُلَّمَا عُوهِدُوا عَهْدًا﴾ (البقرہ: ۱۰۰) کو فعل مجہول کے ساتھ پڑھا جائے۔

❀ ﴿فَيَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيدٍ﴾ (النمل: ۲۲) کو ماضی سے مضارع بنا کر پڑھا جائے۔

❀ ﴿تُدَبِّرُ الْأَمْرَ تُفَصِّلُ الْآيَاتِ﴾ (الرعد: ۲) دونوں افعال کو صیغۂ متکلم سے پڑھنا۔

❀ ﴿وَاسْتَفْتِحُوا﴾ (ابراھیم: ۱۵) کو فعل امر بناتے ہوئے پڑھنا۔

❀ ﴿فَنَقِّبُوا﴾ (ق: ۳۶) میں قاف کو کسرہ کے ساتھ فعل امر بناتے ہوئے پڑھنا۔

❀ ﴿يَوْمَ يُقَالُ لِجَهَنَّمَ﴾ (ق: ۳۰) کو معروف کے بجائے مجہول پڑھنا۔

۳۔ اعراب کا اختلاف

اس کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

❀ ﴿وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾ (الرعد: ۴۳) میں مَنْ موصولہ کو جارہ بناتے ہوئے وَمِنْ عِنْدِهِ پڑھنا۔ اس ترکیب کی بناء پر جار (مِنْ) مجرور (عِنْدِهِ) مل کر خبر مقدم اور عِلْمُ الْكِتَابِ مبتدا موخر ہوگا۔

❀ ﴿وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمْيِ﴾ (النمل: ۸۱) کو بِهَادٍ الْعُمْيَ پڑھنا۔

❀ ﴿فَنُجِّيَ مَنْ نَشَآءُ﴾ (یوسف: ۱۱۰) میں فعل کو معروف یعنی فَنَجِّي پڑھنا۔

❀ ﴿وَيَتُوبَ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ (الاحزاب: ۷۳) میں نئے جملہ کی وجہ سے يَتُوبُ رفع کے ساتھ پڑھنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ ﴿فَأَذَاقَهَا اللهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ﴾ (النحل : ۱۱۲) میں لِبَاسَ پر عطف ڈالتے ہوئے وَالْخَوْفَ کو منصوب پڑھنا۔

❀ ﴿مَا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا﴾ (الجاثیہ : ۲۵) میں حُجَّتُهُمْ کو کَانَ کا اسم بناتے ہوئے مرفوع پڑھیں اور اَن کو مصدریہ ٹھہراتے ہوئے جملہ کو تاویلِ مصدر میں کرکے کَانَ کی خبر بنائیں۔

❀ ﴿وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا﴾ (النازعات : ۳۰) کو مبتداء بناتے ہوئے وَالْأَرْضُ پڑھا گیا ہے اور بعد کا جملہ خبر بن کر محل رفع میں ہوگا۔

❀ ﴿بَلَٰغٌ﴾ (الاحقاف:۳۵) کو بَلَاغاً نصب کے ساتھ پڑھنا۔ اس صورت میں یہ فعل محذوف کا مفعول مطلق ہوگا۔ تقدیری عبارت ہوگی: بلغنا القرآن بلاغاً.

❀ ﴿فَاللهُ خَيْرٌ حَافِظًا﴾ (یوسف : ٦٤) میں خَيْرٌ کو حَافِظًا کی طرف مضاف کرتے ہوئے خَيْرٌ کی تنوین کو گرا دیا اور حَافِظٍ کو اس کا مضاف الیہ بنا دیا۔

❀ ﴿تَنزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ﴾ (یس : ٥) میں وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ سے بدل بناتے ہوئے لام کو مجرور پڑھنا۔

۴۔ نقص وزیادتی کا اختلاف

اس کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ وَالذَّكَرِ وَالْأُنثَىٰ﴾ (اللیل : ۳)

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا﴾ (البقرہ : ۱۳۷)

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَعِبَادُكَ﴾ (المائدہ : ۱۱۸)

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿وَلَا يَحْسَبُ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا﴾ (الانفال : ٥٩)

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ إِلَّا امْرَأَتَكَ﴾ (ھود : ۸۱)
یہاں ﴿وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ﴾ محذوف ہے۔

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ﴾ (النحل : ۲۸) اصل میں تَتَوَفَّاهُمْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے۔

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ﴾ (آل عمران: ۱۵۹)

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُكُمْ أَوْلِيَاءَهُ﴾ (آل عمران: ۱۷۵)

❀ پڑھنا: ﴿كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ مِّنْ أُمٍّ﴾ (النساء: ۱۲)

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿لَقَدْ تَّقَطَّعَ مَا بَيْنَكُمْ﴾ (الانعام: ۹۴)

۵۔ تقدیم وتاخیر کا اختلاف

اس کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللهُ عَلَىٰ قَلْبِ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾ (المومن: ۳۵)

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَتُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ﴾ (ق: ۱۹)

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿إِذَا جَاءَ فَتْحُ اللهِ وَالنَّصْرُ﴾ (النصر: ۱)

۶۔ ابدال کلمہ کا اختلاف

اس کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿فَأَيْقِنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللهِ وَرَسُولِهِ﴾ (البقرۃ: ۲۸۹)

یہاں اصل میں فَأْذَنُوْا ہے۔

❀ پڑھنا: ﴿وَكَانَ عَبْدُ اللهِ وَجِيهًا﴾ (الاحزاب: ۷۹) یہاں اصلا عِنْدَ اللّٰہ تھا۔

❀ پڑھنا: ﴿وَإِنْ عَزَمُوا السَّرَاحَ﴾ (البقرۃ: ۲۲۷) یہاں اصل میں الطَّلَاقَ تھا۔

❀ پڑھنا: ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلْبَيْتِ﴾ (البقرۃ: ۱۹۶) یہاں للّٰہ تھا۔

بسا اوقات ابدال کلمہ کے بجائے ابدالِ حرف ہوتا ہے، جیسے:

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿الْحَيُّ الْقَيَّامُ﴾ (البقرۃ: ۲۵۵) یہاں اصل میں القَیُّوْم تھا۔

❀ پڑھنا: ﴿وَجَرَيْنَ بِكُمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ﴾ (یونس: ۲۲) یہاں فی الاصل بِهِمْ تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ پڑھنا: ﴿فِیْ شُغُلٍ فَاكِہِیْنَ﴾ (یس: ۵۵) یہاں فَكِھُوْنَ تھا۔

❀ پڑھنا: ﴿قَدْ شَعَفَہَا حُبًّا﴾ (یوسف: ۳۰) اصل میں یوں تھا: قَدْ شَغَفَھَا حُبًّا .

۷۔ اختلافِ لہجات

اس کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

❀ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ﴾ (الفاتحہ: ۲) کو الْحَمْدِ للّٰہ پڑھنا، کیونکہ اس کے بعد للّٰہ کے جوار (پڑوسگی) کی وجہ سے اس کو بھی جر دے دیا۔ یہ تمیم اور بعض غطفان کی لغت ہے۔

❀ ﴿حَتّٰی تِشْہَدُوْنَ﴾ (النمل: ۳۲) علامتِ مضارع پر ضمہ کے بجائے کسرہ پڑھنا، یہ بنو ہذیل، بنو اسد اور بنو ربیعہ کی لغت ہے۔

❀ ﴿فَلَا تَكُ فِیْ مُرْیَةٍ﴾ (ھود: ۱۰۹) کو میم کے ضمہ کے ساتھ پڑھنا، یہ تمیم اور بنو اسد کی لغت ہے۔

❀ یوں پڑھا جائے: ﴿وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَہَبًا﴾ (الانبیاء: ۹۰) میں رَغَبًا وَّرَھَبًا کو رُغْبًا وَّرُھْبًا پڑھنا۔ یہ بعض اہل عرب کی لغت ہے، جیسے اسی قبیل سے قرآن کریم میں الْبُخْل اور الرُّشْد کی متواتر قراءات ہیں۔

خلاصۂ کلام

قرآن مجید کو سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، لیکن ہر ہر حرف کے تحت کئی افراد اور صورتیں آتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں، جنہیں عرضۂ اخیرہ میں باقی رکھا گیا اور ان کا قرآن کریم ہونا بطریق تواتر ثابت ہے اور کچھ ایسے ہیں جن کو عرضۂ اخیرہ میں منسوخ کر دیا گیا اور ان کا قرآن کریم ہونا بطریق تواتر ثابت نہیں ہے۔ ایسی قراءات کو 'شاذہ' کا نام دیا جاتا ہے۔

نتیجہ:......موجودہ قراءات سبعہ وعشرہ، جن کے مطابق لوگ آج تلاوت کرتے ہیں، اَحرف سبعہ کا کل نہیں، بلکہ جزء ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراءات ائمہ عشرہ کا تواتر اوران کا ثبوت بذریعہ علم قطعی ویقینی

آئمہ عشرہ مندرجہ ذیل ہیں:

سیدنا نافع بن ابونعیم مدنی، سیدنا ابوجعفر یزید بن قعقاع مدنی، سیدنا عبداللہ بن کثیر مکی، سیدنا ابوعمرو بن العلاء بصری، سیدنا یعقوب بن اسحاق حضرمی، سیدنا عبداللہ بن عامر الشامی، سیدنا عاصم بن ابی النجود کوفی، سیدنا حمزہ بن حبیب زیات کوفی، سیدنا علی بن حمزہ الکسائی اور سیدنا خلف بن ہشام بزار کوفی۔

علمائے اُصول کے مطابق تواتر کی تعریف یہ ہے کہ کسی خبر کو اتنی بڑی جماعت، جن کا جھوٹ پر جمع ہونا یا ان سے بالاتفاق جھوٹ کا صادر ہونا عادۃً محال ہو۔ چنانچہ متواتر خبر ایسی ہوگی جسے اتنی بڑی جماعت نے ابتدائے سند سے انتہائے سند تک ہر زمانہ میں نقل کیا ہو، جس کا جھوٹ پر جمع ہونا یا بالاتفاق ان سے جھوٹ کا صادر ہونا عادۃ محال ہو۔ طبقہ اولی سے طبقہ اَخیرہ تک اس خبر کی بنیاد حسی ہو، یعنی مشاہدہ اور سماع پر مبنی ہو۔ یہ بات تو واضح ہی ہے کہ تواتر تب ہی حاصل ہوسکے گا جب سند کے تمام طبقات میں ابتدائے سند سے انتہائے سند تک ناقلین کی تعداد مذکورہ صفت کے مطابق ہو۔ اگر عدد کی یہ شرط سند کے کسی بھی طبقہ میں مفقود ہوگی تو تواتر ثابت نہیں ہوگا۔ اور خبر متواتر سامع کو علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے۔

آئمہ قراءات کی قراءات میں تواتر کا یہ درجہ پایا جاتا ہے، کیونکہ صحابہ کی بہت بڑی جماعت نے آپ ﷺ سے سبعہ اَحرف کے ساتھ قرآن کریم کو نقل کیا۔ ان سے تابعین اور تبع تابعین نے اوران سے ائمہ اداء اور ماہرین شیوخ نے نقل کیا۔ پھر ان لوگوں سے اُمت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِسلامیہ کے تمام زمانوں میں لوگوں کی اس قدر کثیر تعداد نے نقل کیا کہ ان کا شمار کرنا محال ہے۔

زمین کے اطراف واکناف میں ہر زمانے میں ائمہ قراءات سے بکثرت لوگوں نے نہ صرف ان کو نقل کیا، بلکہ ان میں مہارت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں مابعد لوگوں تک، حتی کہ ہمارے زمانے تک منتقل بھی کیا، چنانچہ مذکورہ دلائل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ائمہ عشرہ کی قراءات متواترہ ہیں۔ اس سلسلہ میں کچھ مزید شواہد درج ذیل ہیں:

۱۔ یہ قراءات قرآن مجید کا بعض حصہ اور جزء ہیں، جبکہ قرآن مجید تو اپنے اجزاء سمیت سارے کا سارا بطریق تواتر ثابت ہے۔اس کا ہر ہر جز اور حصہ تواتر سے ثابت ہے، کیونکہ کل کے ثبوت کے لیے اجزاء کا ثبوت لازمی ہے۔ مثلا الصِّرَاطَ میں سین والی قراءت بھی قرآن کریم کا حصہ ہے اور صاد والی بھی۔ یہ دونوں قراءتیں متواتر ہیں، جس سند سے ایک قراءت ہم تک پہنچی ہے، اسی سند سے دوسری بھی موصول ہوئی ہے۔ان میں سے ہر ایک قراءت قرآن ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ان میں سے ایک قراءت متواترہ ہے اور دوسری نہیں، حالانکہ دونوں کا ذریعہ نقل ایک ہے، تو یہ محض سینہ زوری اور دو ایک جیسی چیزوں کو بغیر دلیل کے قبول کرنا یارد کرنا ہے، چنانچہ یہ دعویٰ باطل اور غیر صحیح ہے۔ معلوم ہوا دونوں قراءات متواترہ ہیں اور یہی ہمارا مطلوب ہے، کیونکہ کسی قراءت کے تواتر کے انکار سے پورے قرآن کے تواتر کا انکار لازم آتا ہے۔ جب پورے قرآن کریم کے تواتر کی نفی کریں گے تو لامحالہ اجزاء کی نفی ہوگی، حالانکہ قرآن کے تواتر کا انکار سراسر باطل ہے۔ وہ آدمی جو قراءات میں سے بعض کو متواتر مانتا ہے، لیکن بعض کے تواتر سے منکر ہے تو اس کے قول کا بطلان واضح ہوگیا۔ جب اس قول کا بطلان متعین ہوگیا تو نتیجہ ثابت ہوگیا کہ قرآن کریم متواتر ہے اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

۲۔ چونکہ حدیث: ”أُنزل القرآن علی سبعة أحرف“ متواتر ہے اور متواتر ہونے کی وجہ سے علم قطعی کا فائدہ دیتی ہے۔اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عرضہ اخیرہ میں ان دس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراءات کے علاوہ کو منسوخ کر دیا گیا تھا، جبکہ یہ دس قراءات قطعی طور پر ثابت ہیں۔

۳۔ اُمت کے اَسلاف کا موقف بھی ہمارے مؤقف کا مؤید ہے۔اس سلسلہ میں آئمہ سلف کے چند اقوال ملاحظہ ہوں:

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’تمام دیار واَمصار میں مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ جو کچھ آئمہ نے صحیح سمجھتے ہوئے نقل کیا اور اپنی کتابوں میں لکھا ہے، وہ معتمد ہے اور اُمت کا یہ اجماع ایک صحیح بات پر ہوا ہے۔اللہ نے جو اپنی کتاب کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا ہے وہ بھی اس اجماع سے ثابت ہوتا ہے۔علمائے متقدمین میں سے امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اور قاضی ابوبکر بن ابوالطیب رحمہ اللہ وغیرہ کا بھی یہی مؤقف ہے۔‘‘

قاضی ابوبکر بن ابوالطیب رحمہ اللہ اپنی کتاب ’الانتصار‘ میں فرماتے ہیں:

’’سیدنا عثمان کا مقصد، سیدنا ابوبکر صدیق کی مانند قرآن مجید کو فقط دو گتوں کے درمیان جمع کرنا نہیں تھا۔ بلکہ ان کا مقصد تمام مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ معروف قراءات متواترہ پر جمع کرنا تھا اور قراءات غیر متواترہ کو ختم کرنا تھا۔‘‘

امام ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’قراءاتِ سبعہ وعشرہ کے ثبوت پر اعصار (زمانوں کے زمانے) اور امصار (شہروں کے شہر) گزر چکے ہیں۔ ان قراءات کی نماز میں تلاوت کی جاتی ہے، کیونکہ یہ اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔‘‘

محقق فن ابن جزری رحمہ اللہ علامہ سبکی رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

’’قراءات سبعہ، جن پر امام شاطبی رحمہ اللہ نے اقتصار کیا اور قراءات ثلاثہ جو سیدنا ابوجعفر رحمہ اللہ، سیدنا یعقوب رحمہ اللہ اور سیدنا خلف العاشر رحمہ اللہ کی مرویات ہیں، یہ متواتر ہیں اور دین کا لازمی حصہ ہیں۔ان قراءات میں سے جس قراءت کو بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئمہ عشرہ میں سے کوئی ایک یا ان کے راویوں میں کوئی ایک نقل کرنے میں منفرد ہوا ہے، بشرطیکہ وہ شرائط پر پوری اتری ہو،اسے دین کا لازمی طور پر حصہ سمجھا جائے گا کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ پر نازل کی گئی ہیں۔ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار صرف جاہل آدمی ہی کرسکتا ہے۔ان کا متواتر ہونا صرف راوی کی حد تک نہیں، بلکہ ان کا تواتر تو ہر اس شخص کے ہاں ثابت ہے، جو أَشْهَـدُ أَنْ لَّا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَـدُ أَنَّ مُـحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کی گواہی دیتا ہے، چاہے وہ شخص کس قدر سادہ لوح ہی کیوں نہ ہو اور اس نے قرآن کریم کا ایک حرف بھی نہ یاد کیا ہو۔ ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ جس بات کو میں نے نقل کیا ہے، اللہ پر توکل کرتے ہوئے اسے دل میں بٹھالے کہ قراءات قطعی طور پر ثابت ہیں۔انہیں شک وشبہ کی بنا پر رد نہیں کیا جاسکتا۔‘‘ [1]

امام ابن جزری رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

’’ہر وہ قراءت جو مطلق طور پر عربیت کے مطابق ہو، رسمِ عثمانی کے موافق ہو (چاہے یہ موافقت تقدیری واحتمالی ہی ہو) اور بطریق تواتر ثابت ہو تو یہ قراءت قطعی طور پر متواترہ ہوگی۔‘‘ [2]

بعض اُمور کی وضاحت

امام جزری رحمہ اللہ کے قول: ’’مطلق طور پر عربیت کے مطابق ہو‘‘ کا مطلب ہے: چاہے استعمالات اہل عرب میں سے کسی بھی وجہ کے مطابق ہو، جیسے سیدنا حمزہ رحمہ اللہ کی قراءت الأَرْحَامِ (میم کے جر کے ساتھ) اور سیدنا ابوجعفر رحمہ اللہ کی قراءت لِيَجْزِيَ قَوْمًا ہے۔

امام جزری رحمہ اللہ کے قول: ’’مصحف کے مطابق ہو‘‘ کا مطلب ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مختلف شہروں میں روانہ کردہ مصاحف میں سے کسی ایک مصحف کے مطابق ہو، مثلاً سیدنا مکی رحمہ اللہ ﴿تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْأَنْهٰرُ﴾ (التوبة: ١٠٠) میں مِن کو زیادہ کرتے ہیں اور

[1] منجد المقرئين: ٦٧ [2] منجد المقرئين: ١٨

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مصحف مکی کے مطابق ہے۔

امام جزری رحمہ اللہ کے قول: ''چاہے یہ موافقت تقدیری واحتمالی ہی ہو'' کا مطلب یہ ہے کہ رسمِ مصحف میں اس کا احتمال ہو، مثلاً ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (الفاتحة : ٣) میں الف والی قراء ت، حالانکہ یہ کلمہ تمام مصاحف میں بغیر الف کے مرسوم ہے۔ اس کلمہ کی بلا الف کتابت، الف والی قراء ت (مَالِكِ) کا احتمال بھی رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی قادر اور صالح اسم فاعل اور اس قسم کے دیگر کلمات والا معاملہ کیا گیا ہے کہ ان میں الف کو اختصار کی غرض سے رسمِ مصحف سے حذف کیا گیا ہے۔

امام جزری رحمہ اللہ کے قول: ''بطریق تواتر ثابت ہو'' سے ہماری مراد: ایسی روایت ہے جس کو کافی بڑی جماعت، جس کے افراد کی تعداد صحیح قول کے مطابق متعین نہیں، نے کافی بڑی جماعت سے نقل کیا ہو اور یہ صفت ابتدائے سند سے انتہائے سند تک ہر طبقہ میں ہو، ایسی روایت علم قطعی کا فائدہ دیتی ہے۔

موجودہ دور میں جن قراء ات میں یہ اَرکان ثلاثہ پائے جاتے ہیں، وہ آئمہ عشرہ کی قراءات ہیں جن کے نقل وحصول پر لوگوں کا اجماع ہے۔

ان آئمہ کی قراء ات کو متاخرین نے متقدمین سے حاصل کیا، یہاں تک کہ موجودہ زمانہ کے لوگ آئے۔ مزید برآں یاد رہے کہ تمام ائمہ کی قراءات قطعیت میں ایک جیسی ہیں۔

حافظ ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قراءاتِ صحیحہ کی دو اَقسام ہیں:

پہلی قسم ......ایسی قراءت جس کی سند صحیح ہو، ابتدائے سند سے انتہائے سند تک تمام راوی عادل ضابط ہوں اور عربیت اور رسمِ مصاحف کے مطابق ہو۔

اس کی پھر دو قسمیں ہیں:

ا...... وہ قراءت جس کی نقل مشہور ہو، وہ اہل فن کے ہاں معروف ہو اور آئمہ قراء ات کے ہاں اسے تلقی بالقبول حاصل ہو جائے، جیسا کہ بعض اَئمہ عشرہ یا ان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رواۃ سے منقول بعض اوجۂ قراءات، جیسے مقدار مدود اوران کے مراتب کااختلاف، امام حمزہ رحمہ اللہ وامام ہشام رحمہ اللہ کی ہمزہ پر وقفی وجوہ اور اَوجہ مد عارض وغیرہ۔ یہ تمام وجوہ قطعی طور پر صحیح ہیں، نبی ﷺ پر نازل شدہ حروفِ سبعہ میں سے ہیں اورعلم یقینی کے ذریعے ہم تک منتقل ہوئی ہیں، لیکن ان کا ثبوت درجہ تواتر کونہیں پہنچتا، البتہ دیگر قرائن سے متصف ہونے کے سبب قراءا تِ متواترہ کی مثل ان سے بھی قطعی علم کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

۲...... وہ قراءت جو نہ تومعروف ومشہور ہو اورنہ ہی اُمت کے ہاں اسے تلقّی بالقبول حاصل ہو۔ یہ قراءتِ شاذہ ہوگی، جسکی نماز یا خارجِ نماز میں تلاوت کرنا حرام ہے۔

دوسری قسم ......قراءاتِ صحیحہ کی دوسری قسم وہ ہے جوعربیت کے موافق ہو، اس کی سند صحیح ہو، لیکن کسی کلمہ کی کمی زیادتی، یا دوسرے کلمہ سے تبدیلی کی وجہ سے رسمِ عثمانی کے مخالف ہو، ایسی قراءت کوبھی شاذ ہی کہا جائے گا، کیونکہ یہ رسمِ مصحف کے مخالف ہوتی ہے۔ اس کی سند کے صحیح ہونے کے باوجود علماء اسلام کااجماع ہے کہ اسے نماز یا غیرنماز میں تلاوت کرنا جائزنہیں ہے۔''

مذکورہ ساری تفصیل کے بعد ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علماء کے اَقوال کا خلاصہ یہی ہے کہ جوقراءات ہم تک اجماعی طور پر بغیر کسی اختلاف کےاوراہل فن کے ہاں تلقّی بالقبول کےساتھ قطعی ذرائع کے ساتھ پہنچی ہیں، وہ معروف آئمہ عشرہ اوران کے رواۃ کی قراءات ہیں۔ یہی موقف آج کل حجاز، شام، عراق اورمصر کے علماء کا ہے۔''

پھرابن جزری رحمہ اللہ نے بہت سے آئمہ، جیسے امام محی السنہ ابو محمد حسن بن مسعود بغوی رحمہ اللہ، حافظ مشرق ابوالعلاء حسن بن احمد ہمدانی رحمہ اللہ، امامِ حافظ ابوعمرو بن صلاح رحمہ اللہ شیخ الاسلام ابوالعباس احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ، امام ابوالحسن سبکی رحمہ اللہ اوران کے بیٹے اوران کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علاوہ کئی کبار متقدمین علمائے اسلام سے ان قراءات عشرہ کا متواتر ہونا نقل کیا ہے۔

اِنکارِ قراءات کا حکم

جب سابقہ بحث سے آپ نے یہ جان لیا ہے کہ آئمہ عشرہ کی قراءات متواترہ ہیں تو یہ جاننا بھی واجب ہے کہ ان قراءات میں سے کچھ ایسی ہیں، جو جمہور کے ہاں قطعی طور پر متواتر ہیں اور کچھ ایسی ہیں جو عام لوگوں سے ہٹ کر صرف محققین اہل فن کے ہاں متواتر ہیں۔

پہلی قسم کا منکر بالاتفاق کافر ہے اور دوسری قسم کے منکر پر جب واضح دلائل کے ساتھ قراءات کا تواتر ثابت کر کے اس پر حجت قائم کر دی جائے اور وہ پھر بھی اپنے انکار پر مصر رہے، تو پھر اس پر بھی کفر کا حکم لگایا جائے گا۔

قراءات کی صحابہ یا آئمہ کی طرف نسبت کا سبب

یہ بات بھی یاد رہے کہ جب کسی قراءت کی نسبت کسی صحابی کی طرف کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ یہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ صحابی صرف یہی قراءت جانتے تھے، یا صرف اس سے یہی قراءت نقل کی گئی ہے یا صحابی نے اپنی مرضی سے اس قراءت کو گھڑ لیا تھا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ صحابی اس قراءت میں سب سے زیادہ ضابط تھے۔ اس کے اس قراءت کی طرف بکثرت میلان اور تعلق کی وجہ سے یہ قراءت اُس صحابی سے مشہور ہوئی اور اسی سے حاصل کی گئی۔ یہ چیز اس بات سے مانع نہیں کہ وہ صحابی کوئی اور قراءت نہیں جانتے تھے۔

اسی طرح حروف اور قراءات کی نسبت آئمہ قراءت اور ان کے رواۃ کی طرف ہے۔ اس نسبت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف یہ قاری یا راوی ہی اس قراءت کو جانتا تھا یا یہ قاری یا راوی اس قراءت کے علاوہ دیگر قراءات نہیں جانتا تھا یا اس قاری یا راوی نے اپنی مرضی سے اس قراءت کو گھڑ لیا تھا۔ ہر وہ قراءت جس کی نسبت کسی ایک فرد کی طرف کی جاتی ہے، اس قراءت کو اس فردِ واحد کے علاوہ بھی اتنے لوگ پڑھتے اور جانتے تھے، جن کا شمار ناممکن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے۔اس طرح اس قراءت کی نسبت محض اس لیے کی جاتی ہے کہ اس قاری یا راوی نے اس میں پختگی اور مہارت حاصل کی، اس کے پڑھنے پڑھانے میں اپنی عمر کھپا دی، ان کا نقل وضبط بھی ہم پر واضح ہے، چنانچہ وہ مختار قراءت انہی کے نام سے مشہور ہوگئی۔اور چونکہ ان وجوہات کی بنا پر تعلیم وتعلّم کے لیے انہی کی طرف لوگ رجوع کرتے تھے، چنانچہ بعدازاں یہ روایت انہی کے طریق سے نقل کی گئی، لہٰذا اس کی نسبت ان کی طرف ہونے لگی۔ اَحرف سبعہ کی ان روایات (اصطلاح قراء میں جنہیں قراءات کہا جاتا ہے) کو امام نافع رحمہ اللہ کی قراءت اور امام حمزہ رحمہ اللہ وغیرہ کی قراءت کہا جانے لگا۔ یہ نسبت صرف اختیاری اور ان کے اس قراءت کے ساتھ تعلق کی بنا پر ہے، نہ کہ یہ نسبت وضعی وایجادی ہے۔یہی وجہ ہے کہ آئمہ عشرہ میں سے کوئی بھی امام اپنے شاگردوں کو دوسرے اِمام کی اختیار کردہ خاص قراءت اخذ کرنے یا پڑھنے سے منع کرتا تھا اور نہ ہی ان قراءات کا انکار کرتا تھا،، بلکہ وہ لوگ ان قراءات کے صحیح اور متواتر ہونے کے قائل تھے، بلکہ ان کے پڑھنے پڑھانے کی اجازت دیتے تھے اور بسا اَوقات بذات خود اُس قراءت کو بطور عبادت تلاوت بھی کیا کرتے تھے۔

ایسے آئمہ میں سے سیدنا ابوحفص بن عمر دوری رحمہ اللہ ہیں، جو امام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ اور امام علی الکسائی رحمہ اللہ کے راوی ہیں۔ سیدنا دوری رحمہ اللہ تمام قراءات صحیحہ متواترہ کا علم رکھتے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے ہی علم قراءات پر مستقل کتاب لکھی۔ اس سب کے باوجود عملاً ان سے صرف دو روایات (ایک سیدنا ابوعمرو رحمہ اللہ سے اور دوسری سیدنا الکسائی رحمہ اللہ سے) مشہور ہوئیں۔جس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ان قراءات کو دوسری قراءات پر ترجیح دی اور انہی کی تعلیم تک خود کو محدود رکھا، چنانچہ یہ روایات ان سے مشہور ہوئیں اور ان کی طرف منسوب کی جانے لگیں۔

ائمہ عشرہ کے اختیارات

یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ آئمہ عشرہ کی قراءات تو محض ان کے اختیارات ہیں، جس کا مطلب ہے کہ ان ائمہ میں سے ہر ایک نے جو کچھ نقل کیا، پھر اس کے متعلق تمام قرآنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وجوہات کو پرکھا اور جو جو وجہ جس جس کے نزدیک زیادہ صحیح اور بہتر تھی، اس نے اسی کو اس کے طرق سمیت اختیار کرلیا۔اس کے پڑھنے پڑھانے میں لگ گیا۔اسی سے وہ قراءت مشہور ہوئی، یہاں تک کہ وہ اس کی پہچان بن گئی اور اسی کی طرف منسوب کی جانے لگی۔

آئمہ اعلام میں سے امام قرطبی رحمہ اللہ نے احکام القرآن میں اور امام زرکشی رحمہ اللہ نے البرہان میں مذکورہ بات کی صراحت فرمائی ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ امام نافع رحمہ اللہ نے اپنی قراءت مدنی تابعین مثلا ابوجعفر رحمہ اللہ، عبدالرحمٰن بن ھرمز الاعرج رحمہ اللہ، شیبہ بن نصاح رحمہ اللہ اور محمد بن شہاب زہری رحمہ اللہ سے حاصل کی۔انہوں نے ان تمام کی قراءات سے ایک قراءت اختیار کی، جس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ایک حرف امام ابوجعفر رحمہ اللہ کی قراءت سے، دوسرا امام شیبہ رحمہ اللہ سے، تیسرا زہری رحمہ اللہ سے اور چوتھا ان کے علاوہ کسی اور سے لے کر ان تمام اختلافات کو ایک قراءت میں جمع کردیا۔المختصر سیدنا نافع مدنی رحمہ اللہ کی قراءت مذکورہ تابعین کی قراءات کا امتزاج ہے۔

امام اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سیدنا نافع رحمہ اللہ نے مجھے بتایا کہ میں نے سیدنا ابوجعفر رحمہ اللہ کی قراءت کے ستر (۷۰) حروف کوترک کیا ہے۔''

اسی طرح سیدنا ابوعمرو بصری رحمہ اللہ نے اپنا اختیار امام شیبہ بن نصاح رحمہ اللہ سیدنا عاصم بن أبی النجود رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن کثیر رحمہ اللہ، امام حسن بصری رحمہ اللہ اور امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ وغیرہ کی قراءات سے مرتب فرمایا۔انہوں نے بھی سیدنا نافع رحمہ اللہ کی طرح اپنے ذوق کے مطابق مذکورہ لوگوں کی قراءات کی تلخیص وتہذیب کی۔قصہ مختصر یہ ہے کہ امام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ کا اختیار اور ان کی متعین قراءت ان کے شیوخ کی قراءات کا امتزاج ہے۔

اسی طرح امام کسائی رحمہ اللہ نے امام حمزہ زیات رحمہ اللہ، امام عیسیٰ بن عمر ہمدانی رحمہ اللہ، امام اسماعیل بن جعفر رحمہ اللہ اور امام یعقوب بن جعفر رحمہ اللہ سے جو کہ امام نافع رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، کی قراءات سے اپنا اختیار مرتب کیا۔انہوں نے ان سب کی قراءات سے ایک نیا اختیار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب دیا۔ چنانچہ سیدنا کسائی رحمہ اللہ سے منقول روایت ان کے شیوخ کی قراء ات کا مجموعہ ہے۔اس طرح باقی آئمہ کی قراء ات کو سمجھئے۔

امام ابو محمد مکی القیسی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب الإبانة عن معانی القراء ات میں اس طرح کی کئی مثالیں بیان کی ہیں، ان کا تفصیلی ارشاد ملاحظہ کریں، فرماتے ہیں:

''ہر قاری کو یہ ضرورت پیش آئی کہ وہ کس قراء ت کو ترک کرے اور کسے اختیار کرے۔ سو امام نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر (۷۰) تابعین سے علم قراء ات حاصل کیا، لیکن ان میں سے ہر استاد کے ان حروف کو لے کر اپنا اختیار ترتیب دیا جس کے ساتھ کوئی دوسرا بھی شریک و متفق تھا اور جس حرف کو صرف ایک استاد نے پڑھا تھا، اسے چھوڑ دیا۔ حتی کہ میں نے قراءت کا یہ سیٹ بنا لیا۔ ان سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی خاص اختیار کردہ قراء ت پڑھاتے تھے اور ان سے ان کے اکثر تلامذہ نے اسی اختیار کو اخذ کیا اور آگے نقل فرمایا ہے۔ سیدنا نافع رحمہ اللہ کے ربیب (یعنی بیوی کے پہلے شوہر کے بیٹے) اور شاگردِ خاص سیدنا قالون رحمہ اللہ نے آپ سے یہی اختیار نقل فرمایا ہے، لیکن سیدنا نافع رحمہ اللہ کے دوسرے مشہور شاگرد سیدنا ورش رحمہ اللہ، جن کا امام قالون رحمہ اللہ سے فصل و وصل اور ہمزہ کی تحقیق و تخفیف وغیرہ کے سلسلہ میں تقریبا تین ہزار سے زائد حروف میں اختلاف ہے، ان کی روایت کی صورتحال یہ ہے کہ وہ سیدنا نافع رحمہ اللہ کے دوسرے رواۃ میں سے کسی سے بھی مروی نہیں اور نہ ہی ان اختلافات کو امام ورش رحمہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے راوی نے نقل کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام ورش رحمہ اللہ نے سیدنا نافع رحمہ اللہ کو اس طرح پڑھتے سنا، جیسے ان کے ملک 'مصر' میں پڑھا جاتا تھا، چنانچہ انہوں نے خصوصی مطالبہ کے بنا پر سیدنا نافع رحمہ اللہ سے ان کے اختیار کے بجائے ان کے اساتذہ میں سے کسی کی روایت کو اخذ کیا۔ چنانچہ امام ورش رحمہ اللہ کا اس طرح پڑھنا سیدنا نافع رحمہ اللہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس روایت کے مطابق تھا، جو انہوں نے اپنے بعض شیوخ سے نقل کی، لیکن بعد میں جب انہوں نے اپنا ایک اختیار بنالیا تو اس کو چھوڑ دیا۔ تمام قراء کے رواۃ کا اختلاف اسی طرح سے ہے۔

سیدنا نافع رحمہ اللہ کے علاوہ کسی سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی سنانے والے کی تردید نہیں کرتے تھے، جب اس کا پڑھنا ان کے کسی بھی شیخ کی قراءات کے مطابق ہو۔

امام کسائی رحمہ اللہ نے جب امام حمزہ رحمہ اللہ کے سامنے پڑھا تو ان سے تین سو حروف میں اختلاف کیا، کیونکہ انہوں نے یہ حروف سیدنا حمزہ رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر مشائخ سے پڑھے تھے، چنانچہ ان سب کے مجموعہ سے اپنا ایک مستقل سیٹ بنالیا۔ انہوں نے سیدنا حمزہ رحمہ اللہ یا دیگر ائمہ میں سے کسی ایک کی قراءت کا ابتدائے قرآن سے انتہائے قرآن تک مکمل التزام نہیں کیا، بلکہ ان کے نزدیک جو قراءت زیادہ ان کے ذوق کے مطابق تھی اسی کو انہوں نے اختیار کرلیا۔ انہوں نے تمام مشائخ کی قراءات میں سے اپنا خاص اختیار ترتیب دیا، جو ان کی شہرت کا باعث بنا۔ بعد ازیں وہ انہی قراءات کو پڑھانے میں لگ گئے، یہاں تک کہ وہ ان کی طرف منسوب کردی گئیں۔

اسی طرح سیدنا ابوعمرو بن العلاء بصری رحمہ اللہ نے امام مکی رحمہ اللہ کو سنایا تو ان سے تین ہزار حروف میں اختلاف کیا، کیونکہ انہوں نے وہ حروف بصری رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر مشائخ سے حاصل کیے تھے۔ انہوں نے بھی مکی رحمہ اللہ ودیگر کی قراءات سے ایک سیٹ اختیار کیا۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اَوّل قرآن سے آخر تک مکی رحمہ اللہ اور ان کے شیوخ کی قراءات کا التزام نہیں کیا، بلکہ اپنے تمام اساتذہ کی قراءات سے اس کو اختیار کیا، جو ان کے نزدیک مختار تھا۔ پھر انہوں نے اسی سیٹ کو آگے پڑھایا، وہی ترتیب دی گئی قراءت ان سے بعد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازاں نقل کی گئی اور پھر ان کی طرف منسوب کی جانے لگی۔ کچھ تصرف اور وضاحت کے ساتھ الابانۃ کی عبارت مکمل ہوئی۔“ [1]

مذکورہ کلام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قراء عشرہ کی قراءات میں سے کوئی ایک قراءت بھی ایسی نہیں ہے جس کو انہوں نے مکمل طور پر اول قرآن سے لیکر آخر تک اپنے سے پہلے کسی ایک امام سے نقل کیا ہو۔ بلکہ یہ قراءات انہوں نے اپنے متعدد شیوخ کی قراءات سے منتخب کی تھیں۔ کچھ حروف کسی ایک شیخ کی قراءت سے اختیار کر لیے تو کچھ کسی دوسرے شیخ کی قراءت سے اختیار کر لیے اور پھر ان حروف کو جمع کر کے اپنی اپنی ایک خاص قراءت ترتیب دے لی جو بعد میں ان کی طرف منسوب ہونے لگی، رواۃ نے ان سے اسی کو نقل کیا اور بالمشافہ حاصل کیا۔ وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

تمرین

۱۔ احادیث نزول قرآن علی سبعہ احرف بیان فرمائیں؟

۲۔ احادیث سبعہ احرف کو کتنے صحابہ کرام نے روایت کیا ہے، ان کے نام لکھیں؟

۳۔ سبعہ احرف سے کیا مراد ہے؟ اہل علم کے مختلف اقوال کی روشنی میں تفصیل لکھیں۔

۴۔ سبعہ احرف پر نزول قرآن کی حکمتیں بیان کریں؟

۵۔ احادیث سبعہ احرف سے ماخوذ فوائد بیان کریں؟

۶۔ موجودہ قراءات سبعہ کا حروف سبعہ سے کیا تعلق ہے؟

۷۔ قراء عشرہ کی قراءات کا تواتر ثابت کریں؟

۸۔ قراء عشرہ کے اختیارات کی وضاحت فرمائیں؟

۹۔ قراءات کی صحابہ کرام یا ائمہ کرام کی طرف نسبت کرنے کا کیا سبب ہے؟

---

[1] الابانۃ عن معانی القرائات: ۴۹۔۵۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم قراءات

ارتقاء، مراحل اور علوم شرعیہ پر اس کے اثرات

تالیف

ڈاکٹر نبیل بن محمد ابراہیم آل اسماعیل

عضو هيئة التدريس

جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہید

تمہید درج ذیل تین مباحث پر مشتمل ہے:

پہلی مبحث: ...... بنیادی تعریفات
دوسری مبحث :...... قراءات کی اقسام
تیسری مبحث :...... قراءات کا مصدر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی مبحث:

بنیادی تعریفات

ہم سب سے پہلے علم قراءات کی بنیادی اصطلاحات کو بیان کریں گے، کیونکہ کسی بھی علم پر گفتگو کرنے سے پہلے اس کی بنیادی اصطلاحات کو جاننا ازحد ضروری ہوتا ہے۔

ہمارا موضوع ''قراءات قرآنیہ'' ہے اور قراءات قرآنیہ ''سبعة أحرف'' سے ماخوذ ہیں، جن پر قرآن مجید نازل ہوا ہے۔ چنانچہ یہاں ہم اختصار کے ساتھ قرآن مجید کی لغوی و اصطلاحی، سبعہ احرف کی لغوی و اصطلاحی، قراءات کی لغوی و اصطلاحی، روایات، طرق، اوجہ اور اختیار کی تعریفات بیان کریں گے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا...... قرآن مجید کی تعریف

قرآن کی لغوی تعریف:

لفظ قرآن (ق ر أ) کے مادہ سے مشتق ہے اور فُعْلَانٌ کے وزن پر لفظ ''قراءة'' کا مترادف ہے۔ لفظ قرآن بھی انہی معانی میں استعمال ہوتا ہے جن میں لفظ ''قراءة'' مستعمل ہے۔ لفظ ''قراءة'' درج ذیل معانی میں مستعمل ہے:

ا۔ الجمع والضم: جمع کرنا اور ملا دینا۔ اسی سے عربی محاورہ ہے ''مَا قَرَأْتُ هٰذِهِ النَّاقَةُ سَلِيَّ قَطُّ .'' ''اس اونٹنی کے رحم نے کبھی حمل کو جمع نہیں کیا۔''

اسی سے عرب کے مشہور شاعر عمرو بن کلثوم کا یہ شعر ہے:

تُرِيْكَ إِذَا دَخَلْتَ عَلٰى خَلَاءٍ
وَقَدْ أَمِنَتْ عُيُوْنَ الْكَاشِحِيْنَا
ذِرَاعَيْ عَيْطَلٍ أَدْمَاءَ بَكْرٍ
هِجَانُ اللَّوْنِ لَمْ تَقْرَأْ جَنِيْنًا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''محبوبہ تجھے اپنی محبت دکھائے گی جب تو اس سے خلوت میں ملے گا، جب کہ وہ (لڑکی) اپنے دشمنوں سے مطمئن اور بے خطر ہو۔ وہ خلوت میں تجھے خوبصورت جوان، اور ایسی صاف رنگ اونٹنی کے بازو کی مانند دکھائی دیگی، جس کے پیٹ میں بچہ نہ ہو۔''

امام ابوعبیدہ معمر بن مثنی (ت: ۲۱۰ھ) اپنی کتاب ''مجاز القرآن'' میں فرماتے ہیں:

((إِنَّما سُمِّيَ قُرْآنًا لِأَنَّهُ يجمعُ السَّوَرَ وَ يَضُمُّهَا .)) [1]

''قرآن مجید کو قرآن اس لیے کہتے ہیں، کیونکہ وہ سورتوں کو جمع کرتا اور باہم ملاتا ہے۔''

۲۔ التلاوۃ:...... تلاوت کرنا۔ یعنی نطق میں بعض الفاظ کو بعض الفاظ کے ساتھ ملا دینا۔

اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْاٰنَهُ ۝ فَإِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ ۝﴾

[القيامة : ١٧-١٨]

''بلاشبہ اس کو جمع کرنا اور (آپ کا) اس کو پڑھنا ہمارے ذمے ہے۔ تو جب ہم اسے پڑھیں تو تو اس کے پڑھنے کی پیروی کر۔''

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اسی تعریف کو اختیار کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''مفسرین نے لفظ ''قرآن'' کے مفہوم میں اختلاف کیا ہے اور ضروری ہے کہ اس کا مفہوم سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق ہو۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک لفظ ''قرآن'' کا مفہوم تلاوت اور قراءت ہے اور لفظ ''قرآن'' قائل کے قول ''قَرَأْتُ'' کا مصدر ہے، جیسے لفظ ''الخسران''، ''خسرت'' کا اور لفظ ''الغفران'' ''غفر اللّٰه لك'' کا مصدر ہے۔ میرے نزدیک لفظ ''قرآن'' مصدر ہے اور ''قراءۃ'' کے معنی میں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ لفظ

[1] مجاز القرآن لابن قتيبة: ١/١.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ قیامہ میں دو مرتبہ اسی معنی میں وارد ہوا ہے۔‘‘

نیز سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہتے ہوئے لفظ ’’قرآن‘‘ کو ’’قراءۃ‘‘ کے معنی میں استعمال کیا ہے:

ضَحُّوْا بِأَشْمَطَ عُنْوَانَ السُّجُوْدِ بِهٖ
يَقْطَعُ اللَّيْلَ تَسْبِيْحًا وَ قُرْآنًا

’’ان (دشمنوں نے) سیاہ وسفید بالوں والے اس عظیم انسان کو شہید کر ڈالا، پیشانی کو سجدہ ریز کرنا جس کی پہچان تھی اور ساری رات وہ تسبیح کرتے ہوئے اور قراءت کرتے ہوئے گزارا کرتا تھا۔‘‘

قرآن کی اصطلاحی تعریف:

اہل علم نے قرآن مجید کی متعدد اصطلاحی تعریفات بیان کی ہیں۔ شاید ان میں سے سب سے زیادہ صحیح تعریف یہ ہے:

((هُوَ كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى الْمُعْجِزُ الْمُنَزَّلُ بِوَاسِطَةِ جِبْرِيْلَ عليه السلام عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَحْفُوْظُ فِى الصُّدُوْرِ، الْمَكْتُوْبُ فِى الْمَصَاحِفِ، الْمَنْقُوْلُ بِالتَّوَاتُرِ، الْمُتَعَبَّدُ بِتِلَاوَتِهٖ، الْمَبْدُوْءُ بِسُوْرَةِ الْفَاتِحَةِ، الْمَخْتُوْمُ بِسُوْرَةِ النَّاسِ.)) [1]

’’قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ معجز کلام ہے جو سیدنا جبریل علیہ السلام کے واسطے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہے۔ وہ سینوں میں محفوظ ہے، مصاحف میں لکھی ہوئی ہے، تواتر سے منقول ہے، اس کی تلاوت عبادت ہے، وہ سورۃ الفاتحہ سے شروع ہوتی ہے اور سورۃ الناس پر ختم ہوتی ہے۔‘‘

یہ تعریف قرآن مجید کی حقیقت کو بیان کرتی ہے کہ قرآن مجید اللہ کی کلام ہے، جسے سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے اور اس کے نزول کا مقصد لوگوں کی

[1] ارشاد الفحول للشوکانی: ۲۹۔ مناهل الفرقان للزرقانی: ۱/۱۷.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُشدو ہدایت ہے۔

قرآن مجید کی لغوی و اصطلاحی تعریفات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کو قرآن اس لیے کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ سورتوں، آیات، احکام اور اخبار کو جمع کرنے والا ہے، یا پھر وہ مصاحف اور سینوں میں جمع شدہ ہے، یا پھر وہ سابقہ کتب کے ثمرات کو جمع کرنے والا ہے، یا پھر وہ علوم وفنون، حقائق و حکمتوں اور احکام کو جمع کرنے والا ہے، یا پھر اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ زبانوں سے تلاوت کیا جاتا ہے۔

۲......سبعہ احرف کی تعریف

سبعہ احرف کی لغوی تعریف:

لفظ ''أحـــرف''حرف کی جمع ہے اور (ح ر ف) کے مادہ سے مشتق ہے۔ یہ لفظ لغوی طور پر کنارے اور طریقے کے معنی میں مستعمل ہے۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ﴾ [الحج: ١١]

''اور لوگوں میں سے کوئی وہ ہے جو اللہ کی عبادت ایک کنارے پر کرتا ہے۔''

لفظ ''سبـعه'' (س ب ع) کے مادہ سے مشتق ہے جو لغوی طور پر درج ذیل دو معانی میں مستعمل ہے:

۱۔ اس سے مراد چھ کے بعد اور آٹھ سے پہلے والا متعین عدد سات ہے۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ﴾

[البقرة: ١٩٦]

''پھر جو نہ پائے تو تین دن کے روزے حج کے دوران اور سات دن کے اس وقت رکھے جب تم واپس جاؤ۔''

۲۔ اس سے مراد تعداد اور کثرت ہے۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ سَبۡعِيۡنَ مَرَّةً فَلَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ﴾ [التوبة : ٨٠]

''اگر تو ان کے لیے ستر بار بخشش کی دعا کرے گا تو بھی اللہ انھیں ہرگز نہ بخشے گا۔''

اس آیت مبارکہ کا ہرگز یہ مفہوم نہیں ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ ستر (۷۰) مرتبہ سے زیادہ ان کے لیے استغفار کریں تو اللہ انہیں معاف کر دے گا۔

کیونکہ اس آیت مبارکہ میں ستر (۷۰) کا حقیقی عدد مراد نہیں ہے۔ بلکہ یہاں کثرت مراد ہے۔

سبعہ احرف کی اصطلاحی تعریف:

تمام اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید سبعہ احرف پر نازل ہوا ہے۔ کیونکہ اس معنی میں وارد تمام احادیث مبارکہ اسی پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن سبعہ احرف کے معنی و مفہوم میں اہل علم کے بے شمار مذاہب پائے جاتے ہیں، جنہیں دو مذاہب کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے۔ ہم ان دو مذاہب کو بیان کرنے سے پہلے حقیقی عدد پر دلالت کرنے والی دو احادیث بیان کرنا چاہتے ہیں:

(۱)...... ((فَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَقْرَأَنِي جِبْرِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهٗ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيْدُهٗ وَ يَزِيْدُنِي حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ .)) [1]

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جبریل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن مجید پڑھایا، میں نے عرض کیا (کہ یہ تنگی ہے) اور مسلسل زیادہ طلب کرتا رہا اور وہ زیادہ کرتے رہے، حتی کہ سات حروف تک پہنچ گئے۔''

(۲)...... عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ

[1] صحيح البخاری، كتاب فضائل القرآن، باب انزل القرآن على سبعة أحرف: ٤٩٩٢.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُصَلِّيْ ، فَقَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ، ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ ، فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهٖ ، فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلَاةَ دَخَلْنَا جَمِيْعًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقُلْتُ: اِنَّ هٰذَا قَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ، وَ دَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهٖ ، فَأَمَرَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَءَا ، فَحَسَّنَ النَّبِيُّ شَأْنَهُمَا ، فَسَقَطَ فِيْ نَفْسِيْ مِنَ التَّكْذِيْبِ ، وَ لَا اِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدْ غَشِيَنِيْ ضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ ، فَفِضْتُ عَرَقًا ، وَ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَرَقًا ، فَقَالَ لِيْ: (يَا أُبَيُّ! أُرْسِلَ اِلَيَّ: أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفٍ ، فَرَدَدْتُ اِلَيْهِ: أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِيْ ، فَرَدَّ اِلَيَّ الثَّانِيَةَ: أَنْ اقْرَأْهُ عَلٰى حَرْفَيْنِ ، فَرَدَدْتُ اِلَيْهِ: أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِيْ ، فَرَدَّ اِلَيَّ الثَّالِثَةَ: اقْرَأْهُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ ، فَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْأَلَةً تَسْأَلُنِيْهَا ، فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِيْ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِيْ . وَ أَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ اِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ ، حَتّٰى اِبْرَاهِيْمُ عليه السلام .)) [1]

’’سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں مسجد میں موجود تھا۔ ایک شخص نماز پڑھنے کے لیے داخل ہوا، اور اس نے (اپنی نماز میں) ایسی قراءت کرنا شروع کردی جس سے میں ناواقف تھا۔ پھر ایک دوسرا شخص داخل ہوا، اس نے پہلے سے بھی مختلف قراءت کی۔ جب ہم نے نماز مکمل کر لی تو تینوں اکٹھے ہو کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ میں نے عرض کی (یا رسول اللہ!) اس شخص نے ایسی قراءت کی ہے جس سے میں ناآشنا ہوں۔ اور اس دوسرے نے اس (پہلے) سے بھی مختلف قراءت کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کو پڑھنے

[1] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب بیان ان القرآن انزل علی سبعۃ أحرف: ۸۲۰.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حکم دیا۔ ان دونوں نے (باری باری) پڑھا۔ آپ ﷺ نے (دونوں کی قراءت سن کر) ان کی تحسین فرمائی۔ جس سے میرے دل میں تکذیب (قرآن) کا وسوسہ پیدا ہو گیا۔ حالانکہ دورِ جاہلیت میں بھی ایسا وسوسہ پیدا نہ ہوا تھا۔ جب رحمۃ للعالمین نے میری اس کیفیت کو دیکھا تو بھانپ گئے اور میرے سینے پر (ہاتھ) مارا۔ جس سے میرے پسینے چھوٹ گئے۔ گویا ڈر کے مارے میں اللہ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابی! اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی کہ قرآن مجید کو ایک حرف پر پڑھو! میں نے عرض کی کہ (یا اللہ) میری امت پر آسانی فرما: دوبارہ وحی آئی کہ دو حرفوں پر پڑھو! میں نے پھر عرض کی کہ (اے اللہ) میری امت پر آسانی فرما، تیسری بار وحی بھیجی گئی کہ سات حروف پر پڑھو۔ اور ہر واپسی، جو میں نے آپ کو لوٹایا ہے، کے بدلے میں آپ کو ایک سوال کرنے کا انعام الٰہی عطا کیا گیا ہے۔ جو آپ اللہ تعالیٰ سے مانگ سکتے ہیں۔ میں نے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی بخشش طلب کی ہے کہ اے اللہ! میری امت کی مغفرت فرما، اے اللہ! میری امت کی مغفرت فرما۔ اور تیسرے سوال کو میں نے اس عظیم دن کے لیے مؤخر کر دیا ہے جس دن خلیل اللہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سمیت ساری مخلوق مجھ سے امید کرے گی۔''

پہلا مذہب:

سبعہ احرف سے مراد سات کا حقیقی عدد ہے۔ پھر ان سات حروف کی تحدید میں ان کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

۱۔ بعض کے نزدیک اس سے سات لغات یا لہجات مراد ہیں، جن پر قرآن مجید نازل ہوا ہے اور وہ قریش، ہذیل، ثقیف، ہوازن، کنانہ، تمیم اور یمن یا قریش، ہذیل، تمیم، ازد، ربیعہ، ہوازن اور سعد بن بکر کی لغات ہیں۔

اس قول کے حاملین متقدمین میں سے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (ت ۱۹۸ھ)، ابو عبید قاسم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن سلام (ت: ۲۲۴ھ)، ابن جریر طبری (ت ۳۱۰ھ)، ابو شامہ (ت ٦٦٥ھ) اور امام قرطبی رحمہ اللہ (ت ۶۷۱ھ) ہیں، جبکہ معاصر علماء کرام میں سے مصطفیٰ صادق رافعی، ڈاکٹر محمد ابوشہبہ، شیخ مناع القطان، ڈاکٹر محمد لطفی صباغ اور ڈاکٹر ضیاء الدین عتر ہیں۔

۲۔ بعض کے نزدیک اس سے سات لفظی وجوہ مراد ہیں، جن پر قرآن مجید نازل ہوا ہے۔ لیکن ان سات لفظی وجوہ کی تعیین وتحدید میں پھر اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ (ت ۲۷٦ھ) فرماتے ہیں:

((وَ قَدْ تَدَبَّرْتُ وُجُوْهَ الْخِلَافِ فِی الْقِرَاءَ اتِ فَوَجَدْتُّهَا سَبْعَةَ أَوْجُهٍ .))

’’میں نے اختلافِ قراءات کی وجوہ میں غور وفکر کیا تو انہیں درج ذیل سات وجوہ پایا۔‘‘

۱۔ تبدیلی حرکات کا اختلاف جس میں معنی اور صورت کلمہ تبدیل نہ ہوں جیسے: ﴿هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ﴾ (هود ۱۱ : ۷۸) اس آیت مبارکہ میں لفظ (اطهر) کو راء کے ضمہ اور سکون دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ اسی طرح ﴿وَيَضِيقُ صَدْرِي﴾ (الشعراء ۲٦ : ۱۳) میں لفظ (يضيق) کے قاف کو ضمہ اور سکون دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

۲۔ تبدیلی حرکات کا ایسا اختلاف جس میں معنی بدل جائے اور صورت کلمہ تبدیل نہ ہو جیسے ﴿رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا﴾ (سورة سبا ۳٤ : ۱۹) اس آیت مبارکہ لفظ (بعد) کو فعل ماضی اور فعل اَمر دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

۳۔ تبدیلی حروف کا اختلاف، جیسے ﴿نُنْشِزُهَا﴾ (البقرة ۲ : ۲٥۹) اس کلمہ کو راء مہملہ اور زاء معجمہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

۴۔ تبدیلی حروف کا ایسا اختلاف جس میں صورت کلمہ تبدیل ہو جائے اور معنی نہ بدلے جیسے ﴿كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ﴾ (القارعه ۱۰۱ : ٥) اس کو (كالصوف المنفوش)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی پڑھا گیا ہے۔

۵۔ تبدیلی حروف کا ایسا اختلاف جس میں صورت کلمہ اور معنی دونوں بدل جائیں جیسے (وطلح نضيد) اس کو (و طلع نضيد) عین کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔

۶۔ تقدیم وتاخیر کا اختلاف، جیسے ﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾ کو (وجاء سكرة الحق بالموت) (ق ۵۰: ۱۹) تقدیم وتاخیر کے ساتھ پڑھنا۔

۷۔ کمی بیشی کا اختلاف۔ جیسے ﴿لَهُ تِسْعٌ وَّتِسْعُونَ نَعْجَةً﴾ (سورة ص ۳۸: ۲۳) اس کو (له تسع و تسعون نعجة أنثى) بھی پڑھا گیا ہے۔ [1]

اس قول کے حاملین امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ (ت ۲۷۶ھ)، امام ابو الفضل الرازی رحمہ اللہ (ت ۴۵۴ھ)، امام زرکشی رحمہ اللہ (ت ۷۹۴ھ) اور علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ (ت ۸۳۳ھ) ہیں۔ جبکہ امام زرقانی، محمد بخیت المطیعی، ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل، ڈاکٹر احمد السبیلی، ڈاکٹر محمد سمیر اللبدی، ڈاکٹر عبدالعزیز القاری اور شیخ محمد علی نے بھی کچھ تصرف کے ساتھ اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

۳۔ بعض کے نزدیک اس سے سات معنوی وجوہ مراد ہیں جن پر قرآن مجید نازل ہوا ہے۔

لیکن ان سات معنوی وجوہ کی تعیین میں پھر اختلاف پایا جاتا ہے۔

بعض نے کہا کہ وہ حلال، حرام، امر، زجر، محکم، متشابہ اور امثال ہیں۔

بعض نے کہا کہ وہ وعد، وعید، حلال، حرام، مواعظ، امثال اور احتجاج ہیں۔

بعض نے کہا کہ وہ محکم، متشابہ، ناسخ، منسوخ، خصوص، عموم اور قصص ہیں۔

لیکن اس قول کے قائلین کے بارے میں صراحت کے ساتھ کچھ معلوم نہیں ہو سکا ہے۔

دوسرا مذہب:

سبعہ احرف سے مراد سات کا حقیقی عدد نہیں، بلکہ تعدد اور کثرت ہے تاکہ امت پر آسانی کی جا سکے۔ ان کے نزدیک قرآن مجید لغات عرب کی بے شمار وجوہ میں نازل ہوا ہے۔

[1] تاويل مشكل القرآن لابن قتيبة : ۳۶.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قول کے قائلین متقدمین میں سے سیدنا علی بن ابی طالب (ت ۴۰ھ)، سیدنا عبد اللہ بن عباس (ت ۶۷ھ) اور قاضی عیاض (ت ۵۴۴ھ) ہیں، جبکہ متاخرین میں سے سعید الافغانی، ڈاکٹر محمد سالم محیسن، ڈاکٹر عبد الصبور شاھین، استاد شوکت علیان، استاد غانم قدوری اور ڈاکٹر سید رزق الطّویل ہیں۔ ❶

راجح موقف:

سبعہ احرف کی تعیین کے بارے میں مذکورہ بالا اختلاف کو دیکھ کر میرا قلبی رجحان اس طرف جاتا ہے کہ اس سے سات کا حقیقی عدد مراد ہے، کیونکہ احادیث مبارکہ میں ایسے ہی وارد ہوا ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اگر اس سے مراد تعدد اور کثرت ہوتی تو احادیث مبارکہ میں یہ عدد سات پر منحصر نہ ہوتا بلکہ اس سے بھی آگے جاتا۔

اسی طرح میرا میلان یہ ہے کہ سبعہ احرف سے مراد سات لغات یا لہجات ہیں، جن پر قرآن مجید نازل ہوا ہے۔ اس کی دلیل سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا وہ قول ہے جس میں آپ نے کتابت مصاحف کے وقت تین قریشی کاتبین کو ہدایت دی تھی کہ

((إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَ زَيْدٌ فِي شَيْءٍ فَاكْتُبُوْهُ بِلُغَةِ قُرَيْشٍ فَإِنَّهُ نَزَلَ بِلُغَتِهِمْ .)) ❷

''جب تم اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کسی کلمہ کی کتابت میں اختلاف کرو تو اسے لغت قریش میں لکھو، کیونکہ قرآن مجید انہی کی لغت میں نازل ہوا ہے۔''

---

❶ المرشد الوجیز: ۹۱.

❷ صحیح بخاری: ۳۵۰۶.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ائمہ سبعہ کی قراءات کا سبعہ احرف کے ساتھ تعلق

بعض لوگوں کو احادیث مبارکہ میں وارد لفظ ''سبعہ احرف'' کو سمجھنے میں وہم ہوا ہے اور انہوں نے سبعہ احرف سے مراد معروف ائمہ سبعہ (نافع، ابن کثیر، ابوعمرو بصری، ابن عامر شامی، عاصم، حمزہ اور کسائی) کی سات قراءات سمجھ لی ہیں۔ اور اس وہم کا سبب امام ابن مجاہد رحمہ اللہ (ت ۳۲۵ھ) کی کتاب ''السبعة في القراء ات'' بنی، کیونکہ انہوں نے اس کتاب میں سات کے عدد پر انحصار کر لیا تھا۔ حالانکہ ان کا یہ عمل عمداً نہیں تھا، بلکہ انہوں نے اپنی کتاب میں یہ شرط لگائی تھی کہ وہ صرف انہی ائمہ کرام کی قراءات کو جمع کریں گے جو ضبط و امانت میں مشہور ہوں گے، طویل عرصہ سے قراءات کی تعلیم دے رہے ہوں گے اور ان سے اخذ و تلقی پر اہل علم کا اتفاق ہو گا۔ چنانچہ اتفاق سے جن ائمہ کرام کی قراءات ان کی شرائط پر پوری اتریں، ان کی تعداد سات تھی۔

قراءات سبعہ جو امام ابن مجاہد کی معین شروط کے مطابق جمع کی گئیں۔ اس سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ ان سات قراءات میں سے ہر قراءت سبعہ احرف میں سے ایک حرف ہے اور نہ ہی یہ مراد ہے کہ فقط قراءات سبعہ ہی قراءات متواترہ ہیں۔ قراءات عشرہ بھی متواترہ ہیں۔

امام مکی بن ابی طالب رحمہ اللہ (ت ۴۳۷ھ) فرماتے ہیں:

''ان سات قراءات کے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف لکھوائے اور انہیں مختلف شہروں کی طرف روانہ کیا تو دوسرے اور تیسرے زمانے میں قراء کرام کی تعداد بہت زیادہ تھی اور ان کا اختلاف بھی بہت زیادہ تھا۔ چنانچہ چوتھے زمانے کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ وہ صرف انہی قراءات کو پڑھیں گے جو مصحف کے موافق ہوں گی اور ان کا حفظ آسان ہو گا اور وہ منضبط

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گی۔ چنانچہ انہوں نے ایسے ائمہ کو تلاش کیا جو نقل میں امانت دار، ثقاہت میں مشہور، دین دار اور علم میں کمال رکھتے ہوں۔ ان کی عمر لمبی ہو اور ان کے شہر والوں نے ان کی منقولات، مقروءات اور مرویات میں ان کی عدالت پر اجماع کیا ہو اور ان کی قراء ت اس شہر کی طرف منسوب مصحف سے خارج نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے ہر شہر سے ان صفات کے حامل قراء کرام کو منتخب کیا ...... اگرچہ لوگوں نے دیگر ائمہ قراء ات کے اختلافات کو ترک نہیں کیا ...... اور سب سے پہلے جس نے ان قراء سبعہ پر اکتفا کیا وہ امام ابوبکر بن مجاہد ہیں۔" [1]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ معروف قراء ات سبعہ، سبعہ احرف کا ایک جزء ہیں، مکمل سبعہ احرف نہیں ہیں اور احرف سبعہ کے بارے میں پہلے ہی تفصیل سے گزر چکا ہے۔

۳......قراءات کی تعریف

لفظِ قراءات، قراءۃ کی جمع ہے، اور قراءۃ قَـرَأَ ، يَـقْـرَؤُهُ، وَ يَقْرُؤُهُ، کے مصادر ثلاثہ (قَرْئًا ، وَ قِرَاءَةً وَ قُرْءَانًا) میں سے ایک ہے۔

یہ مادہ (ق ر أ) لغوی طور پر متعدد معانی پر دلالت کرتا ہے۔ مثلاً:

۱۔ الجمع والضم = جمع کرنا اور باہم ملانا۔ اسی سے عربی محاورہ ہے "مَا قَرَأَتْ هٰذِهِ النَّاقَةُ سَلِيَّ قَطُّ ." "اس اونٹنی کے رحم نے کبھی حمل کو جمع نہیں کیا۔" پہلے قرآن کی تعریف میں تفصیل گزر چکی ہے۔

۲۔ التلاوۃ = مکتوب کو پڑھنا یا تلاوت کرنا۔ جیسے کہا جاتا ہے: (قَرَأْتُ الْقُرْآنَ) میں نے قرآن مجید کو پڑھا اور اس کی تلاوت کی۔ تلاوت کو اس لئے قراءت کہا جاتا ہے کیونکہ تلاوت کلمات کی تشکیل کے لئے حروف کی آوازوں کو ذہن میں جمع کرتی ہے۔ [2]

---

[1] الإبانة: ۹۷، ۹۹.

[2] لسان العرب مادہ(ق ر أ)، المعجم الوسیط، مادہ(ق ر أ)، معجم الفاظ القرآن الکریم، مادہ(ق ر أ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصطلاحی تعریف

ائمہ فن نے علم قراءات کی متعدد تعاریف نقل کی ہیں: مثلاً

۱۔ امام زرکشی (ت۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

((هِيَ اخْتِلَافُ أَلْفَاظِ الْوَحْيِ الْمَذْكُوْرِ فِيْ كِتْبَةِ الْحُرُوْفِ أَوْ كَيْفِيَّتِهَا مِنْ تَخْفِيْفٍ وَ تَثْقِيْلٍ وَغَيْرِهِمَا)) ❶

''قراءات سے مراد الفاظِ وحی کا وہ اختلاف ہے، جو تخفیف وتشدید کے اعتبار سے حروف کی کتابت یا کیفیت (ادائیگی) کے بارے میں مذکور ہے۔''

۲۔ محقق، علامہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ (ت:۸۳۳ھ) فرماتے ہیں:

((الْقِرَاءَاتُ عِلْمٌ بِكَيْفِيَّةِ أَدَاءِ كَلِمَاتِ الْقُرْآنِ وَاخْتِلَافِهَا مَعْزُوًّا لِنَاقِلِهٖ)) ❷

''کلمات قرآنیہ کی ادائیگی کی کیفیت اور ناقلین (ائمہ قراءات) کی طرف منسوب اختلاف کو جاننے کا نام علم قراءات ہے۔''

۳۔ امام قسطلانی رحمہ اللہ (ت:۹۲۳ھ) رقمطراز ہیں:

((هُوَ عِلْمٌ يُعْرَفُ مِنْهُ اتِّفَاقُ النَّاقِلِيْنَ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَ اخْتِلَافُهُمْ فِي اللُّغَةِ وَ الْإِعْرَابِ وَالْحَذْفِ وَ الْإِثْبَاتِ، وَ التَّحْرِيْكِ وَ الْإِسْكَانِ، وَ الْفَصْلِ وَ الْإِتِّصَالِ، وَ غَيْرِ ذَالِكَ مِنْ هَيْئَةِ النُّطْقِ وَ الْإِبْدَالِ مِنْ حَيْثُ السَّمَاعِ)) ❸

''علم قراءات وہ علم ہے جس کے ذریعہ کتاب اللہ میں سماع سے ثابت فصل و وصل، تحریک واسکان، حذف واثبات اور لغت واعراب جیسی نطقی کیفیات کو نقل کرنے والوں کے اتفاق واختلاف کا علم ہو جاتا ہے۔''

---

❶ البرهان: ۱/ ۳۱۸. ❷ منجد المقرئين: ۳.

❸ لطائف الاشارات: ۱/ ۱۷۰.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ طاش کبری زادہ (ت۹۶۲ھ) فرماتے ہیں:

((هُوَ عِلْمٌ يُبْحَثُ فِيهِ عَنْ صُوَرِ نَظْمِ كَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ حَيْثُ وُجُوْهِ الْاِخْتِلَافِ الْمُتَوَاتِرَةِ ۔۔۔وَقَدْ يُبْحَثُ فِيهِ أَيْضًا عَنْ صُوَرِ نَظْمِ الْكَلَامِ مِنْ حَيْثُ الْاِخْتِلَافَاتُ الْغَيْرِ مُتَوَاتِرَةِ الْوَاصِلَةِ اِلٰى حَدِّ الشُّهْرَةِ)) ❶

''علم قراءات وہ علم ہے جس میں کلام اللہ کی متواتر اختلافی وجوہ کو منظّم کرنے کی صورتوں کے بارے میں بحث کی جاتی ہے...... اور بسا اوقات اس علم میں کلام اللہ کی شہرت کی حد کو پہنچی ہوئی غیر متواتر اختلافی وجوہ کو منظّم کرنے کی صورتوں کے بارے میں بھی بحث کی جاتی ہے۔''

۵۔ امام البنا الدمیاطی (ت ۱۱۱۷ھ) فرماتے ہیں:

((عِلْمٌ يُعْرَفُ مِنْهُ اتِّفَاقُ النَّاقِلِيْنَ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَاخْتِلَافُهُمْ فِى الْحَذْفِ وَالْاِثْبَاتِ، وَالتَّحْرِيْكِ وَالتَّسْكِيْنِ، وَالْفَصْلِ وَالْوَصْلِ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ هَيْئَةِ النُّطْقِ وَالْاِبْدَالِ وَغَيْرِهٖ مِنْ حَيْثُ السِّمَاعِ)) ❷

''علم قراءات سے مراد وہ علم ہے جس سے حذف واثبات، تحریک وتسکین، فصل ووصل اور ابدال وسماع جیسی کتاب اللہ کی نطقی کیفیات کے ناقلین کا اتفاق واختلاف معلوم ہوتا ہے۔''

۵۔ امام زرقانی (ت ۱۳۶۷ھ) فرماتے ہیں:

((هُوَ مَذْهَبٌ يُذْهَبُ اِلَيْهِ اِمَامٌ مِنْ أَئِمَّةِ الْقِرَاءَةِ مُخَالِفًا بِهٖ غَيْرَهٗ فِى النُّطْقِ بِالْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ مَعَ اتِّفَاقِ الرِّوَايَاتِ وَالطُّرُقِ عَنْهُ، سَوَاءً أَكَانَتْ هٰذِهِ الْمُخَالَفَةُ فِىْ نُطْقِ الْحُرُوْفِ أَمْ فِىْ نُطْقِ

❶ مفتح السعادة: ٢/ ٦.   ❷ اتحاف فضلاء البشر: ١/ ٦٧.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَيْئَاتُهَا)) ❶

’’قراءات سے مراد وہ مذہب ہے جس پر ائمہ قراءات میں سے کوئی امام چلتا ہے اور وہ قرآن مجید کے نطق میں اپنے علاوہ دیگر ائمہ کرام کی مخالفت کرتا ہے، اگرچہ بعض روایات وطرق میں متفق بھی ہوتا ہے۔ برابر ہے کہ یہ اختلاف حروف یا حروف کی کیفیات میں ہو۔‘‘

قراءات کی مذکورہ بالا تعریفات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اہل علم کے دو مذہب پائے جاتے ہیں:

۱۔ پہلا مذہب: قراءات کا مدلول وسیع ہے جو متفق علیہ اور مختلف فیہ دونوں طرح کے کلمات پر مشتمل ہے۔ یہ موقف امام ابن الجزری رحمہ اللہ اور امام البنا الدمیاطی رحمہ اللہ وغیرہ کا ہے۔

۲۔ دوسرا مذہب: قراءات سے مراد صرف اختلافی کلمات ہیں۔ یہ موقف امام زرکشی رحمہ اللہ اور امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں مذاہب ہی درست ہیں اور ان کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے۔ کیونکہ لفظ قراءات سے بسا اوقات مشہور علم مراد لیا جاتا ہے جیسے قراء صحابہ کرام کی معرفت، کتب قراءات اور ان کے مولفین وغیرہ۔ اس کو علم درایت کہتے ہیں۔ اور بسا اوقات اس سے نطق کے اعتبار سے قرآن مجید کی لفظی وجوہ مراد لی جاتی ہیں۔ اس کو علم روایت کہتے ہیں۔ اور ان دونوں مفاہیم کے درمیان فرق سیاق سے ہوگا۔

۴...... روایات کی تعریف

لغوی تعریف

لفظ ’’روایات‘‘ یا ’’روایا‘‘ روایۃ کی جمع ہے۔ جو (ر و ی) کے مادہ سے مشتق ہے اور یہ مادہ درج ذیل معانی پر دلالت کرتا ہے۔

❶ مناهل العرفان: ١/ ٤١٠.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ حمل الشئی : کسی شئی کو اٹھانا، اہل عرب کہتے ہیں: ((اِنَّ فُلَانًا لَرَاوِیَةُ الدِّیَاتِ)) ''فلاں شخص دیات کو اٹھانے والا ہے۔اسی طرح کہا جاتا ہے۔ هُوَ یَرْوِی الْمَاءَ ''وہ پانی اٹھانے والا ہے۔'' اس سے لفظ رواۃ الحدیث ہے۔یعنی حاملین حدیث۔

۲۔ النقل: کسی شئی کو نقل کرنا: جیسے کہا جاتا ہے۔((رَوَیْتُ عَلٰی اَهْلِی الْمَاءَ)) میں نے اپنے اہل کے لیے پانی نقل کیا۔

اصطلاحی تعریف

اہل فن کی اصطلاح میں روایت کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے۔

((هِیَ كُلُّ خِلَافٍ مُخْتَارٍ یُنْسَبُ لِلرَّاوِیْ عَنِ الْاِمَامِ مِمَّا اجْتَمَعَ عَلَیْهِ الرُّوَاةُ)) [1]

''روایت سے مراد وہ اختلافِ مختار ہے جو امام کی بجائے راوی کی طرف منسوب ہو (جیسے امام قالون) اور اس پر (راوی سے آگے نقل کرنے والے تمام) ناقلین متفق ہوں۔''

روایات کا مصدر وحی ہے، قراء کرام کے پاس ان روایات کو نقل کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔

۵......طرق کی تعریف

لغوی تعریف

طرق، طریق کی جمع ہے جو (ط ر ق) کے مادہ سے مشتق ہے۔لغوی طور پر لفظ طریق ،کشادہ راستے پر بولا جاتا ہے جس پر لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہو۔

اصطلاحی تعریف

اہل فن کی اصطلاح میں طریق کی تعریف کچھ یوں ہے:

[1] سراج القاری: ۱۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((كُلُّ خِلَافٍ مُخْتَارٌ يُنْسَبُ لِلْآخِذِ عَنِ الرَّاوِيْ)) ❶

”طریق سے مراد ہر وہ اختلاف مختار ہے جو راوی سے نقل کرنے والے کی طرف منسوب ہو۔ جیسے امام ابونشیط۔“

طرق کا مصدر بھی وہی ہے۔

٦......اوجہ کی تعریف

لغوی تعریف

لفظ اوجہ، وجہ کی جمع ہے۔ جو (و ج ہ) کے مادہ سے ماخوذ ہے۔ لغوی طور پر یہ لفظ، وضاحت، ظہور، جانب، جہت، کنارہ، نوع اور قسم کے معانی پر دلالت کرتا ہے۔

اصطلاحی تعریف

اہل فن کی اصطلاح میں اس کی تعریف کچھ یوں ہے:

((هُوَ كُلُّ خِلَافٍ يُنْسَبُ لِإِخْتِيَارِ الْقَارِيْ)) ❷

”ہر وہ اختلاف جو قاری کے اختیار کی طرف منسوب ہو۔“

مذکورہ بالا تینوں اصطلاحات کی وضاحت کرتے ہوئے امام دمیاطی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

((اِعْلَمْ اَنَّ الْخِلَافَ اِمَّا اَنْ يَكُوْنَ لِلشَّيْخِ كَنَافِعٍ، أَوْ لِلرَّاوِيْ عَنْهُ كَقَالُوْنَ، أَوْ لِلرَّاوِيْ عَنِ الرَّاوِيْ وَاِنْ سَفَلَ كَابِيْ نَشِيْطٍ عَنْ قَالُوْنَ، وَالْقَزَّازِ عَنْ اَبِيْ نَشِيْطٍ، أَوْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ۔ فَاِنْ كَانَ لِلشَّيْخِ بِكَمَالِهِ، اَيْ مِمَّا اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الرِّوَايَاتُ، وَالطُّرُقُ عَنْهُ، فَقِرَاءَةٌ، وَاِنْ كَانَ لِلرَّاوِيْ عَنِ الشَّيْخِ، فَرِوَايَةٌ، وَاِنْ كَانَ لِمَنْ بَعْدَ الرِّوَايَةِ وَاِنْ سَفَلَ، فَطَرِيْقٌ، وَمَا كَانَ عَلٰى غَيْرِ هٰذِهِ الصِّفَةِ، مِمَّا هُوَ رَاجِعٌ اِلَى تَخْيِيْرِ الْقَارِيْ فِيْهِ فَهُوَ وَجْهٌ)) ❸

❶ النشر: ۱۹۹/۲. ❷ الاتقان: ۲۰۹/۱. ❸ اتحاف فضلاء البشر: ۱۰۲/۱.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جان لیجیے کہ قراءات قرآنیہ کا اختلاف یا تو شیخ کی طرف منسوب ہوگا جیسے امام نافع، یا راوی کی طرف منسوب ہوگا جیسے امام قالون۔ یا راوی کے راوی کی طرف منسوب ہوگا خواہ نیچے تک ہو۔ جیسے ابونشیط عن قالون اور القزاز عن ابی نشیط، یا ان کے علاوہ ہوگا۔ اگر مکمل اختلاف شیخ کی طرف منسوب ہو، یعنی اس پر تمام روایات وطرق متفق ہوں، تو وہ قراءۃ ہے۔ اور اگر راوی کی طرف منسوب ہو، تو وہ روایت ہے اور اگر نیچے تک راوی کے راوی کی طرف منسوب ہو، تو وہ طریق ہے۔ اور جو اختلاف اس کے علاوہ ہو، اور قاری کا اختیار ہو، وہ وجہ ہے۔“

۷......اختیار کی تعریف

لغوی تعریف

لفظ اختیار (خ ی ر) کے مادہ سے مشتق ہے اور لغوی طور پر فضیلت اور پسندیدگی کے معانی پر دلالت کرتا ہے۔

اصطلاحی تعریف

اہل فن کے ہاں اختیار سے مراد وہ وجہ یا صورت ہے، جسے قاری اپنی مرویات میں سے، یا راوی اپنی مسموعات میں سے یا راوی کا راوی اپنے محفوظات میں سے اختیار کر لیتا ہے۔ اور ان تینوں (قاری، راوی اور راوی کے راوی) میں سے ہر ایک اپنے اپنے اختیار میں مجتہد ہے۔

دکتور عبد الھادی الفضلی اختیار کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((اِنَّہُ الْحَرْفُ الَّذِیْ یَخْتَارُہُ الْقَارِئُ مِنْ بَیْنِ مَرْوِیَّاتِہٖ مُجْتَھِدًا فِی اخْتِیَارِہٖ)) [1]

”اختیار سے مراد وہ حرف ہے جسے قاری اجتہاد کرتے ہوئے اپنی مرویات میں سے پسند کر لیتا ہے۔“

---

[1] القراءات القرآنیۃ: ۱۰۵.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدکتور الطّویل اختیار کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((اِسْنَادُ کُلِّ حَرْفٍ مِنْ حُرُوْفِ الْقِرَاءَ ةِ اِلٰی صَاحِبِہٖ مِنَ الصَّحَابَةِ فَمَنْ بَعْدَهُمْ يَعْنِى اَنَّهٗ كَانَ أَضْبَطُ لِهٰذَا الْحَرْفِ وَأَكْثَر قِرَاءَ ةً وَ اِقْرَاءً بِهٖ وَ مُلَازَمَةً لَّهٗ وَ مَيْلًا اِلَيْهِ)) [1]

''اختیار کا مطلب یہ ہے کہ حروف قراء ت میں سے ہر حرف کو صحابہ اوران کے بعد والے قراء کرام کی طرف منسوب کرنا جو اسے پڑھنے والا ہو۔یعنی جو اس حرف کو دیگر کی نسبت زیادہ ضبط کرنے والا، کثرت سے پڑھنے پڑھانے والا، اس کی پابندی کرنے والا اوراس کی طرف میلان رکھنے والا ہو۔''

مذکورہ بالا تعاریف کی روشنی میں واضح ہوتاہے کہ اختیار سے مراد وہ وجہ یا صورت ہے جسے قاری راوی یا راوی کا راوی اپنی مرویات اور مسموعات میں سے پسند کر لیتا ہے۔

محقق علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ،سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قراء ۃ پر قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔سوائے اٹھارہ حروف کے۔یہ اٹھارہ حروف انھوں نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراء ۃ سے لیے تھے۔'' [2]

امام نافع بن ابونعیم رحمہ اللہ (ت ۱۶۹ھ) فرماتے ہیں:

''میں نے ستر تابعین کرام سے قراء ات قرآنیہ پڑھی ہیں۔جس قراء ت میں دو یا دو سے زیادہ تابعین متفق ہوتے ہیں، میں اسے اختیار کر لیتا ہوں،اور جس میں صرف ایک تابعی ہوتا ہے،اسے ترک کر دیتا ہوں۔اس انداز سے میں نے اپنی اس قراء ت کو جمع کیا ہے۔نیز فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو جعفر رحمہ اللہ کی قراء ت سے ۷۰ حروف کو ترک کر دیا ہے۔'' [3]

---

[1] علوم القراء ات: ٥٥. [2] غاية النهاية: ١/ ٤٢٦.

[3] معرفة القراء الكبار: ١/١٥٩.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ (ت ۱۸۹ھ) فرماتے ہیں:

''امام کسائی نے امام حمزہ رحمہ اللہ سے قراءات قرآنیہ پڑھی ہیں۔لیکن تین سو کے لگ بھگ حروف میں ان کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ وہ خود صاحب اختیار امام ہیں۔انھوں نے امام حمزہ رحمہ اللہ کی قراءۃ میں سے بعض حروف کو لے لیا ہے اور بعض کو ترک کر دیا ہے۔'' [1]

اسی طرح امام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ نے امام ابن کثیر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے۔لیکن متعدد حروف میں ان کی مخالفت کی ہے۔کیونکہ انھوں نے امام ابن کثیر رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر اساتذہ کرام سے بھی پڑھا تھا۔ چنانچہ آپ نے کچھ حروف امام ابن کثیر رحمہ اللہ کی قراءت سے اختیار کر لیے اور کچھ حروف دیگر اساتذہ کرام کی قراءات سے اختیار کر لیے۔علماء قراءات میں سے کثیر تعداد ایسے ائمہ کرام کی ہے جو اپنا اپنا اختیار رکھتے تھے۔ چنانچہ امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (ت ۲۲۴ھ) کا بھی ایک اختیار ہے اسی طرح امام ابوحاتم السجستانی رحمہ اللہ (ت ۲۵۵ھ) بھی صاحب اختیار ائمہ میں سے ہیں۔

قراء کرام کے اختیارات کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ انھیں احاطہ شمار میں نہیں لایا جا سکتا ہے۔اکثر قراء کرام کے دو یا دو سے زیادہ اختیارات تھے۔ [2]

کلام مذکورہ سے ان اصطلاحات کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے کہ قراءۃ، روایۃ، طریق اور وجہ دراصل اوپر سے نیچے آنے والے رواۃِ قراءات کی طرف سند اور نسبت کرنے کی اصطلاحات کا فرق ہے۔اور اختیار ان تمام طبقات پر مشتمل ہے۔خواہ وہ قاری کا ہو، راوی کا ہو یا راوی کے راوی کا ہو۔

امثلہ

اب ان تمام اصطلاحات کی مثالیں سمجھ لیں:

---

[1] الابانة: ٥٥.

[2] غاية النهاية: ١/ ٥٣٨.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بین السورتین بسملہ کا اثبات امام ابن کثیر، امام عاصم، امام کسائی اور امام ابو جعفر کی قراءت ہے، جبکہ قالون عن نافع کی روایت اور اصبہانی عن ورش، صاحب الہادی عن ابی عمرو، صاحب العنوان عن ابن عامر، صاحب التذکرۃ عن یعقوب اور صاحب التبصرۃ عن ازرق عن ورش سب کے لئے طریق ہے۔ اسی طرح بین السورتین وصل امام حمزہ کی قراءت ہے، جبکہ التیسیر عن خلف، صاحب العنوان عن ابی عمرو، صاحب الھدایۃ عن ابن عامر، صاحب الغایۃ عن یعقوب اور صاحب العنوان عن ازرق عن ورش سب کے لئے طریق ہے۔ اسی طرح دو سورتوں کے درمیان سکتہ صاحب الارشاد عن خلف، صاحب التبصرۃ عن ابی عمرو، صاحب التلخیص عن ابن عامر، صاحب الارشاد عن یعقوب اور صاحب التذکرۃ عن ازرق عن ورش سب کے لئے طریق ہے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ بسملہ پڑھنے والوں کے لئے بین السورتین تین وجوہ ہیں، یہ نہیں کہتے ہیں کہ تین قراءات ہیں یا تین روایات ہیں یا تین طرق ہیں۔ [1]

قراءت میں تلفیق کا حکم:

بعض ائمہ کرام خلط قراءات کو منع کرتے ہیں جبکہ اکثر ائمہ مطلقاً اس کے جواز کے قائل ہیں اور درست یہ ہے کہ اس مسئلہ میں تفصیل ہے:

اگر دونوں قراءات میں سے ایک قراءت دوسری قراءت پر مترتب ہو تو ان میں خلط حرام ہے۔ جیسے ﴿فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ﴾ [البقرۃ: ۳۷] میں دونوں جگہ رفع پڑھنا یا دونوں جگہ نصب پڑھنا۔ اسی طرح ہر وہ قراءت جو عربی میں ناجائز اور لغت میں غیر صحیح ہو اس کا خلط بھی حرام ہے اور جو قراءت ایسی نہ ہو اس کے بارے میں روایت اور غیر روایت کا فرق کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص بطور روایت تلاوت کر رہا ہے تو بھی خلط ناجائز ہے، کیونکہ یہ ایک تو اس روایت میں جھوٹ ہے اور دوسرا اہل علم پر التباس کا باعث ہے اور اگر

[1] النشر: ۲/ ۲۰۰.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بطورِ روایت یا نقل کی بجائے بطور تلاوت پڑھ رہا ہو تو پھر خلط جائز اور صحیح ہے۔ اس میں کوئی ممانعت اور حرمت نہیں ہے۔ اگرچہ بطور ذریعہ کے ہم اہل علم کے لیے اسے عیب شمار کرتے ہیں۔ ❶

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (ت ۷۲۸ھ) سے سوال کیا گیا کہ کیا قراءات سبعہ کو جمع کرنا سنت ہے یا بدعت؟ کیا یہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں جمع کی گئیں یا نہیں؟ اور کیا متعدد روایات کو جمع کر کے پڑھنے والے کے لیے صرف ایک روایت پڑھنے والے سے زیادہ ثواب ہے یا نہیں؟

تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

> ''نفس قراءۃ کی معرفت اور اس کا حفظ ایک سنت متبعہ ہے، جسے بعد والے پہلوں سے اخذ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ پس اس قرآن مجید کی معرفت جو نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے، یا وہ قراءات جنہیں آپ ﷺ نے ثابت رکھا تھا یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی اجازت دی تھی، اس کی معرفت سنت ہے اور زیادہ قراءات کی معرفت رکھنے والے اور انہیں حفظ والے کے لیے صرف ایک قراءات کو جاننے والے کی نسبت زیادہ ثواب ہے۔ سو نماز اور تلاوت میں قراءات کو جمع کرنا مکروہ اور بدعت ہے۔ لیکن حفظ اور تدریس کی غرض سے جمع کرنے کا معاملہ ایک اجتہادی امر ہے، جس پر قراء کرام کی ایک جماعت کا عمل ہے۔'' ❷

بنیادی تعریفات کے بعد اس امر کی طرف اشارہ کرنا مناسب محسوس کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے امت کی آسانی اور سہولت کے لیے قرآن مجید کو سبعہ احرف پر نازل فرمایا۔ فتوحات اسلامیہ کا دائرہ وسیع ہو جانے کے بعد ان احرف کو ضبط کرنے کی ضرورت محسوس

---

❶ النشر: ۱/۱۸.

❷ مجموع فتاوی ابن تیمیة: ۱۳/۴۰۴.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی۔ چنانچہ علم قراءات معرض وجود میں آیا اور اہل علم نے منقولات کے ضبط اور ان کی تحقیق کی غرض سے طرق اور روایات کو نکھارنے کا اہتمام کیا۔ اہل علم نے علم قراءات سے متعلق ہر چیز کو جمع کر دیا۔ حتیٰ کہ وجوہ قراءات میں سے کسی ایک وجہ کو بھی بیان کیے بغیر نہ چھوڑا۔ اس جمع میں ان کا منہج روایت، نقل، سماع اور مشافہت کی طرف رجوع کا تھا۔

اسی دوران ان سے منہج اختیار معروف ہوا۔ بے شمار قراء کرام ایسے تھے کہ انہوں نے اپنی ذات کے لیے کسی ایک قراءۃ یا وجہ کو منتخب کر لیا اور پھر مداومت کے ساتھ اسے پڑھتے پڑھاتے رہے۔ جس کے سبب وہ قراءت یا وجہ ان کی طرف منسوب ہونے لگی ...... یہ نسبت قراءت و روایت میں اختیار کی نسبت ہے نہ کہ اس قراءت کو وضع کرنے، گھڑ لینے یا ایجاد کرنے کی ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ وحی پر مبنی ہے۔ تاریخ قراءات میں اسی منہج اختیار کے سبب معروف قراءات سبعہ، قراءات عشرہ اور قراءات اربعہ عشر سامنے آئیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری مبحث:

قراءات کی اقسام

ہم تک پہنچنے والی قراءات قرآنیہ کی مختلف اعتبارات سے متعدد اقسام ہیں۔ یہاں ہم صرف قبول و ردّ کے اعتبار سے، سند کے اعتبار سے اور اتحاد معنی و تعدد معنی کے اعتبار سے قراءات کی اقسام بیان کریں گے۔

ا......قبول و ردّ کے اعتبار سے قراءات کی اقسام

قبول و ردّ کے اعتبار سے قراءات کی دو اقسام ہیں:

قراءات مقبولہ　　　قراءات مردودہ

ا۔قراءات مقبولہ:

یہاں ہم قراءات مقبولہ کی تعریف، ضوابط، انواع اور حکم بیان کریں گے۔

(ا) قراءت مقبولہ کی تعریف:

اس سے مراد ہر وہ قراءت ہے جس کی سند صحیح ہو، جو مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک کے رسم کے موافق ہو، خواہ احتمالاً ہی ہو اور وجوہ عربیہ میں سے کسی ایک وجہ کے مطابق ہو۔

علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ اپنی کتاب "طیبة النشر" میں فرماتے ہیں:

فَكُلُّ مَا وَافَقَ وَجْهَ نَحْوِ　　وَكَانَ لِلرَّسْمِ احْتِمَالًا يَحْوِي
وَصَحَّ إِسْنَادًا هُوَ الْقُرْآنُ　　فَهٰذِهِ الثَّلَاثَةُ الْأَرْكَانُ
وَحَيْثُمَا يَخْتَلُّ رُكْنٌ أَثْبِتْ　　شُذُوْذَهٗ لَوْ أَنَّهٗ فِي السَّبْعَةِ [1]

"ہر وہ قراءت جو کسی نحوی وجہ کے مطابق ہو، رسم عثمانی میں اس کا احتمال موجود ہو اور سند صحیح ہو تو وہ قرآن ہے۔ کسی بھی قراءت صحیحہ کے لئے یہی تین ارکان

[1] طیبة النشر: ۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اگر کسی قراءت میں ان میں سے کوئی ایک بھی رکن نہ پایا جائے تو وہ شاذ ہوگی، اگرچہ وہ معروف سبعہ قراءات میں سے ہی کیوں نہ ہو۔"

(۲) قراءت مقبولہ کے ضوابط:

اہل علم نے قراءات مقبولہ کے لیے کچھ ضوابط اور معیار مقرر کیے ہیں تاکہ قراءات مقبولہ دیگر قراءات سے ممتاز ہوسکیں۔

میرے علم کے مطابق سب سے پہلے جس نے قراءات مقبولہ کے ضوابط پر گفتگو کی ہے، وہ امام ابن مجاہد رحمہ اللہ (ت ۳۲۴ھ) ہیں۔ ان کے بعد امام ابن خالویہ رحمہ اللہ (ت ۳۷۰ھ)، امام مکی بن ابی طالب رحمہ اللہ (ت ۴۳۷ھ)، امام ابو شامہ رحمہ اللہ (ت ۶۶۵ھ) اور امام الکواشی رحمہ اللہ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور سب سے آخر میں علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ (ت ۸۳۳ھ) نے ضوابط کو مقرر کیا ہے۔ علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ کے بعد انہی (ابن الجزری) کے مقرر کردہ ضوابط پر عمل چلا آ رہا ہے۔

قراءات مقبولہ کے لیے اہل علم کے مقرر کردہ ضوابط کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنیادی طور پر تین ضوابط میں منحصر ہیں: ضابط السند، ضابط الرسم اور ضابط العربیہ۔

۱...... **ضابط السند**: قبول قراءت کے لیے علماء قراءات نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ قراءت صحیح سند سے ثابت ہو اور یہ شرط سب سے اہم ترین شرط ہے۔ جب کوئی قراءت صحیح سند سے ثابت ہوگی تو تب ہی اس کے لیے دیگر شرائط کو دیکھا جائے گا۔

بعض اہل علم نے صحت سند کے لیے تواتر کی شرط لگائی ہے، بعض نے تواتر یا مشہور کی شرط لگائی اور بعض نے تواتر، مشہور یا آحاد کی شرط لگائی ہے۔ مجھے تواتر کی شرط والا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ [1]

۲...... **ضابط الرسم**: قبول قراءت کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ قراءت مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک مصحف کے رسم کے موافق ہو، خواہ احتمالاً ہی ہو۔ کیونکہ یہ موافقت

[1] النشر: ۱/ ۱۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسا اوقات ظاہری اور صریح ہوتی ہے جبکہ بعض اوقات احتمالی اور مقدر ہوتی ہے۔ ❶

مثال: ...... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ [الفاتحة: ٤] اس آیت مبارکہ میں لفظ ''مــــلك'' کو الف کے ساتھ اور بغیر الف کے دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ اس لفظ میں بلا الف قراءت مصحف کے رسم کے ساتھ صریحاً اور ظاہراً موافق ہے، جبکہ بالالف والی قراءت مصحف کے رسم کے ساتھ مقدراً اور احتمالاً موافق ہے۔

ا...... **ضابط العربیة**: قبول قراءت کی تیسری شرط یہ ہے کہ وہ وجوہ عربیہ میں سے کسی ایک وجہ کے مطابق ہو، برابر ہے کہ وہ وجہ فصیح ہو یا افصح ہو یا متفق علیہ ہو یا مختلف فیہ ہو۔

مثال: ...... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ﴾ [البقرة: ٥٤]

''اس آیت مبارکہ میں لفظ ''بارئکم'' کو ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور یہ نافع، مکی، شامی، عاصم، حمزہ اور کسائی کی قراءت ہے اور یہ وجہ لغت عرب میں مشہور ترین وجہ ہے۔ اسی طرح لفظ ''بارئکم'' کو ہمزہ کے سکون اور اختلاس کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اور یہ امام ابوعمرو بصری بروایۃ الدوری کی قراءت ہے اور یہ وجہ لغت عرب میں پہلی وجہ کی نسبت کم مشہور ہے۔ چنانچہ اس ضابطے کی بنیاد پر دونوں قراءات ہی صحیح اور مقبول ہیں۔

لغت عرب کی وجوہ میں سے کسی ایک وجہ کے موافق ہونے کے ضابطے سے ہرگز یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم لغت عرب کو قرآن مجید پر حاکم بنا رہے ہیں۔ لیکن چونکہ قرآن مجید لغت عرب میں نازل ہوا ہے، چنانچہ یہ امر محال ہے کہ اس میں لغت عرب کے مجمع علیہ اصلی قواعد کے مخالف کوئی چیز ہو۔ اس کا یہ معنی ہرگز نہیں ہے کہ ہم نحویوں کے اقوال کو قرآن مجید پر حاکم بنا رہے ہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

اس بنا پر اگر ہمیں کوئی ایسی قراءت ملتی ہے جو لغت عرب اور اسم دونوں کے موافق ہو تو اس امر میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ ہم اس کی موجودہ سند سے زیادہ صحیح اور اقوی سند تلاش کریں۔ جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے کہ اسناد کے مختلف مراتب ہیں۔ بعض صحیح لنفسہ

---

❶ النشر: ١/ ١١.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، بعض صحیح لغیرہ ہیں، بعض حسن لذاتہٖ ہیں اور بعض حسن لغیرہ ہیں۔

محقق علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ قبول قراءت کے لیے صرف تواتر کی شرط لگانے والوں کا ردّ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس رکن میں بعض متاخرین نے تواتر کی شرط لگائی ہے اور صحتِ سند پر اکتفا نہیں کیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ قرآن مجید تواتر کے بغیر ثابت نہیں ہوتا ہے اور جو روایات خبر آحاد سے آئی ہیں ان سے قرآن ثابت نہیں ہوتا ہے۔اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ جب تواتر ثابت ہو جائے تو پھر دوسرے دونوں ارکان (رسم اور لغت عرب) کی ضرورت نہیں رہتی ہے......اگر کوئی حرف نبی کریم ﷺ سے تواتر سے ثابت ہو تو اسے قبول کرنا واجب ہے اور اس کا قرآن ہونا قطعی ہے، خواہ وہ رسم کے موافق ہو یا مخالف ہو۔لیکن اگر ہم اختلافی حروف میں سے ہر حرف میں تواتر کی شرط لگائیں تو قراء سبعہ وغیرہ سے ثابت بے شمار اختلافی حروف ختم ہو جائیں گے۔پہلے میں بھی اسی تواتر والے قول کی طرف میلان رکھتا تھا۔پھر جب اس کا فساد ظاہر ہوا اور امام ابو شامہ امام جعبری اور امام مکی وغیرہ کے اقوال کا علم ہوا تو میں نے دوسری رائے کو اختیار کر لیا۔'' [1]

(۳) قراءات مقبولہ کی انواع:

۱۔قراءات متواترہ ۲۔قراءات مشہورہ

۳۔قراءات آحادیہ، جو لغت عرب کے موافق ہوں، ان کی سند صحیح ہو اور ان میں علت وشذوذ اور رسم کی مخالفت نہ ہو۔

(۴) حکم:

قراءات متواترہ اور قراءات مشہورہ بالاتفاق قرآن ہیں، جنہیں نماز میں پڑھا جا سکتا ہے، بطور عبادت ان کی تلاوت کی جا سکتی ہے، ان سے اعجاز اور چیلنج کیا جا سکتا ہے اور ان

[1] النشر: ۱/ ۱۳، ۱٤.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے منکر کی تکفیر کی جائے گی۔

جبکہ قراءات آحادیہ، جو لغت عرب کے موافق ہوں، ان کی سند صحیح ہو اور ان میں علت وشذوذ اور رسم کی مخالفت نہ پائی جاتی ہو تو وہ بھی قراءات مقبولہ ہیں، لیکن ان کی قراءت نہیں کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ ایک تو وہ آحادیہ ہیں، مجمع علیہ امر کے مخالف ہیں اور ان کی صحت قطعی نہیں ہے۔ ان کے منکر کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ [1]

اس کی مثالیں آپ ''سند کے اعتبار سے قراءات کی اقسام'' میں آگے دیکھیں گے۔

۲۔ قراءات مردودہ:

قراءات مقبولہ کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد اب ہم قراءات مردودہ کی تعریف، ضوابط، اقسام اور حکم کو بیان کریں گے۔

(۱) قراءت مردودہ کی تعریف:

قراءت مردودہ سے مراد ہر وہ قراءت ہے جس میں قراءت مقبولہ کے تینوں ارکان میں سے کوئی ایک رکن مفقود ہو۔

(۲) قراءت مردودہ کے ضوابط:

قراءت مردودہ کے ضوابط قراءت مقبولہ کے تینوں ضوابط کے برعکس ہیں:

۱...... **ضابط السند**: ہر وہ قراءت جس کی سند صحیح نہ ہو وہ قراءت مردودہ ہے، کیونکہ اس میں صحت سند کی شرط مفقود ہے۔

مثال:...... اس کی مثال سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے، وہ ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کو ﴿مَلَكَ يَوْمَ الدِّيْنِ﴾ پڑھتے تھے۔ [2]

۲...... **ضابط المتن**: ہر وہ قراءت جو مصاحف عثمانیہ کے رسم یا لغت عرب کی وجوہ کے مخالف ہو یا اس کا معنی قراءات مقبولہ کے معنی کے معارض ہو تو وہ قراءت مردودہ ہے۔

---

[1] النشر: ١/١٤.

[2] مختصر فی شواذ القرآن لابن خالویۃ: ٧.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصاحف عثمانیہ کے رسم کے مخالف قراءت کی مثال:

اس کی مثال سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے جو ﴿إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ کی جگہ ﴿إِنْ كَانَتْ إِلَّا زَقِيَّةً وَّاحِدَةً﴾ پڑھتے تھے۔ ❶

لغت عرب کے مخالف قراءت کی مثال:

اس کی مثال وہ قراءت ہے جو ابن بکار عن ایوب عن یحیی عن ابن عامر سورۃ الانبیاء کی آیت مبارکہ ﴿وَ إِنْ أَدْرِیْ أَقَرِیْبٌ﴾ میں ﴿أَدْرِیَ اَقَرِیْبٌ﴾ یاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ ❷

معنوی طور پر مردود قراءت کی مثال:

اس کی مثال وہ قراءت ہے جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ وہ ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءَ﴾ لفظ اللہ کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ کیونکہ یہ مراد کے خلاف ہے۔ بے شک علماء کرام ہی اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

(۳) قراءت مردودہ کی اقسام:

قراءت مردودہ کے ضوابط بیان کرنے کے بعد یہاں ہم اختصار کے ساتھ قراءت مردودہ کی اقسام بیان کرنا چاہتے ہیں۔ قراءات مردودہ کی اقسام میں قراءات آحادیہ، جن کی لغت عرب میں کوئی وجہ نہ ہو، قراءات شاذہ، قراءات مدرجہ اور قراءات موضوعہ شامل ہیں۔ ان تمام انواع کی تعریف آگے آ رہی ہے۔

(۴) قراءات مردودہ کا حکم:

قراءت مردودہ کو قرآن شمار نہیں کیا جائے گا، صحیح رائے کے مطابق بطور عبادت نماز و غیر نماز میں ان کی تلاوت نہیں کی جائے گی۔ جمہور اہل علم کی رائے کے مطابق نصوص کی تفسیر، استنباط احکام اور ان کے مدلول پر عمل کرنے کے حوالے سے انہیں قبول کیا جائے گا، بشرطیکہ سنداً مقبول ہوں۔ اسی طرح انہیں لغوی مسائل میں بطور شواہد پیش کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ

---

❶ مختصر فی شواذ القرآن لابن خالویہ: ۱۲۵۔ ❷ النشر: ۱/۱۶۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجہول شاعر کے شعروں سے زیادہ اوثق ہیں۔

۲......سند کے اعتبار سے قراءات کی اقسام

سند کے اعتبار سے قراءات کی درج ذیل چھ اقسام ہیں:

متواترہ	مشہورہ	آحادیہ
شاذہ	مدرجہ	موضوعہ

ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا۔قراءات متواترہ:

تواتر کا لغوی معنی ''پے درپے آنا'' ہے۔اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:﴿ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا﴾[المومنون : ٤٤] ''پھر ہم نے پے درپے رسول بھیجے۔'' عربی کا محاورہ ہے ''جَاءَ تِ الْخَيْلُ تَتْرًا''گھوڑے مسلسل آئے۔''

اصطلاحی طور پر تواتر سے مراد وہ قراءت ہے جسے ابتدا سے لے کر انتہا تک اتنی بڑی جماعت نے نقل کیا ہو جن کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔ [1]

قرآن مجید کی اکثر قراءات اسی نوع سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ نوع بالاتفاق قرآن ہے، جیسا کہ پہلے گزرا ہے۔

۲۔قراءات مشہورہ:

شہرت کا لغوی معنی ''ظہور و وضاحت'' ہے اور مشہورہ کا لغوی معنی ''ظاہرہ اور واضحہ'' ہے۔ یہ (ش ھ ر) کے مادہ سے اسم مفعول مشتق ہے۔اسی سے قول ہے:''فلان من الشهرة بمكان .''یعنی وہ واضح ہونے میں جھنڈے کی مانند ہے۔''

اصطلاحی طور پر مشہورہ سے مراد وہ قراءت ہے جس کی سند صحیح ہو اور تواتر کے درجے کو نہ پہنچتی ہو، رسم اور لغت کے موافق ہو۔قراء کرام کے ہاں مشہور ہو اور وہ اسے غلط یا شاذ میں سے شمار نہ کرتے ہوں۔ [2]

---

[1] الاتقان: ١/ ٢٤١. [2] الاتقان: ١/ ٢٤٢.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال:...... اس نوع کی مثال ﴿مَا اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ کی جگہ ﴿مَآ اَشْهَدْنَاهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ پڑھنا ہے۔ اسی طرح ﴿وَ مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا﴾ کی جگہ ﴿و ما كنتَ﴾ تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھنا ہے۔ یہ دونوں قراءات امام ابوجعفر مدنی کی ہیں۔ یہ نوع بھی بالاتفاق قرآن ہے۔

۳۔ قراءات آحادیہ:

آحاد، احد کی جمع ہے جو (و ح د) کے مادہ سے مشتق ہے۔ اس کا لغوی معنی ''وحدت اور انفرادیت'' ہے۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ [الاخلاص: ١] ''کہہ دو! اللہ ایک ہے۔''

اصطلاحی طور پر قراءات آحادیہ سے مراد وہ قراءات ہیں جن کی سند صحیح ہو۔ وہ رسم مصاحف یا لغت عرب یا ان دونوں کے مخالف ہوں اور وہ قراءات مشہور کی طرح مشہور نہ ہوں۔

مثال:...... صحیح سند اور رسم کی مخالف قراءت کی مثال جحدری اور ابن محیصن کی یہ قراءت ﴿مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفَارِفَ خُضْرٍ وَ عَبَاقَرِيِّ حِسَانٍ﴾ ہے۔ ❶

صحیح سند اور لغت عرب کی مخالف قراءت کی مثال ''وَ لَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِى الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَائِشَ'' بالهمزة ہے۔ ❷

صحیح سند اور غیر مشہور قراءت کی مثال ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ ف کے زیر کے ساتھ والی قراءت ہے۔ ❸

مذکورہ تینوں انواع کو بطور قرآن نہیں پڑھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ان کے بارے میں یہ احتمال باقی ہے کہ یہ عرضہ اخیرہ میں یا مصاحف عثمانیہ میں باجماع صحابہ منسوخ کر دی گئی ہوں۔

صحیح سند اور لغت عرب کے موافق، لیکن رسم کے مخالف قراءت کی مثال ﴿وَ الذَّكَرِ وَ الْاُنْثٰى﴾ اور ﴿وَ كَانَ اَمَامَهُ مَلِكٌ يَاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا﴾ ہے۔ ❹

---

❶ مختصر فی شواذ القرآن: ١٥٠.
❷ مختصر شواذ القرآن: ٤٢.
❸ مختصر فی شواذ القرآن: ٥٦.
❹ النشر: ١/١٤.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ جب قراءات آحادیہ کی سند صحیح ہو، لغت عرب کے موافق ہو، رسم کے موافق ہو یا مخالف ہو تو وہ مقبول ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ سو وہ قراءت جس کی سند صحیح ہو یا ضعیف ہو، لیکن لغت عرب میں اس کی کوئی وجہ نہ ہو، اگرچہ وہ رسم کے موافق ہی کیوں نہ ہو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ واللہ اعلم

۴۔ قراءات شاذہ:

لفظ شذوذ (ش ذ ذ) کے مادہ سے مشتق ہے، جس کا معنی ''ندرت، انفرادیت اور خلاف اصل شئے'' ہے۔ اسی سے اہل عرب کا قول ہے: "شذا رجل" آدمی اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گیا۔'' اسی طرح کہا جاتا ہے: "شذ عنهم" ''وہ جمہور سے الگ ہو گیا۔''

اصطلاحی طور پر شاذ سے مراد وہ قراءت ہے جس کی سند صحیح نہ ہو، یا وہ رسم کے مخالف ہو یا لغت عرب میں اس کی کوئی وجہ نہ ہو۔ ❶

مثال:...... قراءت شاذہ کی مثال ابن السميفع اور ابو السمال کی قراءت ہے جو آیت مبارکہ ﴿فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ﴾ کی جگہ ﴿فَالْيَوْمَ نُنَحِّيكَ بِبَدَنِكَ﴾ بالحاء پڑھتے ہیں۔ اس نوع کی بھی بطور عبادت تلاوت نہیں کی جا سکتی ہے، کیونکہ یہ کسی معتبر طریق سے ہم تک نہیں پہنچتی ہے۔

۵۔ قراءات مدرجہ:

لفظ "إدراج" (درج) کے مادہ سے مشتق ہے، جس کا لغوی معنی "دخول" ہے۔ اسی سے اہل عرب کا قول ہے: "أَدْرَجْتُ الشَّيْءَ فِي الشَّيْءِ" میں نے ایک شے کو دوسری شے میں داخل کر دیا اور انہیں ملا دیا۔''

اصطلاحی طور پر ادراج سے مراد وہ عبارت ہے جو کلمات قرآنیہ کے درمیان بطور تفسیر زیادہ کر دی گئی تھی۔ بالفاظ دیگر وہ عبارت جو قراءات قرآنیہ میں بطور تفسیر زیادہ کر دی گئی تھی۔ ❷

❶ الاتقان: ۱/ ۲۴۲.
❷ الاتقان: ۱/ ۲۴۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال:...... اس کی مثال سیدنا سعد بن ابی وقاص کی یہ قراءت "وَ لَهٗ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ مِنْ أُمٍّ" اور سیدنا عبداللہ بن عباس کی قراءت ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ﴾ ہے۔ ان میں سے پہلی قراءت میں "من أم" اور دوسری میں "فی مواسم الحج" کی زیادتی ہے۔

اس نوع کو بھی قراءت شمار نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اس کی نسبت اس کے راوی کی طرف کرنا معتبر ہے۔

۶۔ قراءات موضوعہ:

لفظ وضع (و ض ع) کے مادہ سے مشتق ہے، جس کا لغوی معنیٰ "گھڑنا اور گرا دینا" ہے۔

اصطلاحی طور پر اس سے مراد وہ قراءت ہے، جس کی نسبت اس کے قائل کی جانب بغیر سند کے ہی کی گئی ہو۔ یا وہ قراءت جھوٹی اور من گھڑت ہو اور اپنے قائل کی طرف جھوٹی منسوب ہو۔ [1]

مثال:...... اس کی مثال وہ قراءت ہے، جس کی امام ابوحنیفہ کی طرف جھوٹی نسبت کی گئی ہے۔ اسے امام ابوحنیفہ سے ابو الفضل محمد بن جعفر الخزاعی نے جمع کیا اور اس سے ابو القاسم الہذلی نے نقل کیا ہے۔ اس میں سے ایک مثال ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ لفظ اللہ کے ضمہ اور العلماء کے فتحہ کے ساتھ بھی ہے۔

۳...... معنی کے متحد اور الگ الگ ہونے کے اعتبار سے قراءات کی اقسام

معنی کے متحد اور الگ الگ ہونے کے اعتبار سے قراءات کی دو اقسام ہیں:

ا۔ متحد المعنی قراءات:

اس سے مراد وہ قراءات ہیں جن کے الفاظ مختلف اور معانی متفق ہوتے ہیں۔ اس

[1] الاتقان: ۱/ ۲۴۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم میں وہ قراءات داخل ہیں، جو اصولوں میں مختلف ہیں۔ جیسے مد کی مقدار میں اختلاف، ہمزہ کی تحقیق وتخفیف میں اختلاف اور اظہار و ادغام وغیرہ کے اختلافات شامل ہیں۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ﴾ [البقرة: ٣] اس آیت میں لفظ "یُـؤْمِـنُـوْنَ" کو ہمزہ کی تحقیق اور ابدال دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ اسی طرح آیت مبارکہ ﴿وَ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ﴾ [البقرة: ٣] میں لفظ "رَزَقْنٰهُمْ" کی میم کو اسکان اور صلہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

اس میں بعض فرشی قراءات بھی شامل ہیں جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِنۡ یَّاۡتُوۡكُمۡ اُسٰرٰی تُفٰدُوۡهُمۡ﴾ [البقرة: ٨٥] اس آیت مبارکہ میں لفظ "أساری" کو امام حمزہ "أسری" پڑھتے ہیں۔

٢۔ متعدد المعنی قراءات:

اس سے مراد وہ قراءات ہیں جن کے الفاظ اور معانی دونوں مختلف ہوں۔ یاد رہے کہ تعدد معنی کا یہ اختلاف تنوع کا اختلاف ہوتا ہے، تضاد کا نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تضاد کی نفی کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ وَ لَوۡ كَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَیۡرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوۡا فِیۡهِ اخۡتِلَافًا كَثِیۡرًا﴾ [النساء: ٨٢]

''تو کیا وہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے، اور اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔''

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ (ت ٥٩٧ھ) آیت مبارکہ ﴿لَوَجَدُوۡا فِیۡهِ اخۡتِلَافًا كَثِیۡرًا﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس میں تین اقوال ہیں:

١۔ اس سے مراد تناقض ہے۔ یہ ابن عباس اور جمہور کا موقف ہیں۔

٢۔ اس سے مراد جھوٹ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اس سے مراد غیر بلیغ ردی کلام ہے۔ [1]

تنوع کا یہ اختلاف صرف فروش میں پایا جاتا ہے۔فروش کا ایک بڑا حصہ اسی نوع پر مشتمل ہے۔

مثال:...... اس نوع کی مثال قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ ﴿وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ﴾ [زخرف : ۵۷] ہے۔اس میں لفظ ''یصدون'' کو صاد کے ضمہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

پہلی قراءات (ضمہ والی) کا معنی ہے:''وہ دوسروں کو ایمان لانے سے روکتے ہیں۔''

دوسری قراءات (کسرہ والی) کا معنی ہے:''وہ خود ایمان لانے سے رک جاتے ہیں۔''

اوران دونوں قراءات کا حاصل معنی ایک ہی ہے۔

اس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ [ابراھیم : ۳۰] اس آیت مبارکہ میں لفظ ''لیضلوا'' کو امام ابن کثیر مکی اور امام ابوعمرو بصری ''لِيَضِلُّوْا'' پڑھتے ہیں، جبکہ باقی قراء سبعہ ''لِيُضِلُّوْا'' پڑھتے ہیں۔

پہلی قراءت کا معنی ہے:''وہ گمراہ ہو گئے ہیں۔''

دوسری قراءت کا معنی ہے:''وہ دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔''

ان دونوں قراءات کا حاصل معنی ایک ہی ہے اور دوسری قراءت پہلی کی نسبت زیادہ ابلغ ہے۔

---

[1] زاد المسیر: ۲/۱۴۴، ۱۴۵.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری مبحث:

قراءات کا مصدر

قراءات قرآنیہ کی بنیادی اصطلاحات، انواع واقسام اور مختلف تقسیمات کو جان لینے کے بعد ضروری ہے کہ ہم مصدر قراءات کے بارے میں بھی آگاہی حاصل کر لیں۔ کیا قراءات قرآنیہ کا مصدر وحی ہے؟ لہجات ہیں؟ اجتہاد ہے؟ یا رسم ہے؟

اس معرکۃ الآراء مسئلہ میں جب میں نے محققین اور اہل علم کے اقوال کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بنیادی طور پر دو مذاہب میں تقسیم ہیں۔

۱...... **پہلا مذہب:** ان کے نزدیک قراءات قرآنیہ کا مصدر وحی اور توقیف ہے۔ قراءات قرآن کا حصہ ہیں اور قطعی دلائل کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ اور معانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ اور سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو ان میں کوئی دخل نہیں ہے کہ وہ ایک حرف کی جگہ کوئی دوسرا حرف لائیں۔ چونکہ قراءات قرآن کا حصہ ہیں۔ چنانچہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں اور نبی اور فرشتے سمیت کسی بھی فرد کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ قرآن مجید میں کمی بیشی کرے یا تبدیلی کرے۔

اس مذہب والوں کے قرآن وسنت سے دلائل:

۱۔ متعدد آیات قرآنیہ اس امر پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں کہ نبی کریم رضی اللہ عنہم کو قرآن مجید میں ایک حرف کی جگہ دوسرا اور ایک کلمہ کی جگہ دوسرے کلمہ کی تبدیلی کرنے کا اختیار حاصل نہ تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ـ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَ لَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ـ﴾ (یونس: ١٥)

''جب انھیں ہماری صاف صاف باتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے، کہتے ہیں کہ ''اس کے بجائے کوئی اور قرآن لاؤ، یا اس میں کچھ ترمیم کرو۔'' اے نبی رضی اللہ عنہم! ان سے کہو ''میرا یہ کام نہیں ہے کہ اپنی طرف سے اسی میں کوئی تغیر وتبدل کرلوں۔ میں تو بس اسی وحی کا پیرو ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا ڈر ہے۔'' اور کہو اگر اللہ کی مشیئت یہی ہوتی تو میں یہ قرآن تمھیں کبھی نہ سناتا اور اللہ تمھیں اس کی خبر تک نہ دیتا۔ آخر اس سے پہلے میں ایک عمر تمہارے درمیان گزار چکا ہوں، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔''

٢۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا۝﴾

(الاسراء: ١٠٦)

''اور عظیم قرآن، ہم نے اس کو جدا جدا کرکے (نازل) کیا، تاکہ تو اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور ہم نے اسے نازل کیا، (تھوڑا تھوڑا) نازل کرنا۔''

٣۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ۝﴾ (الحاقة: ٤٤،٤٦)

''اور اگر اس (نبی ﷺ) نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگِ گردن کاٹ ڈالتے، پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا۔''

٤۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ○ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى○﴾ (النجم: ۳ تا ۵)

’’وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا، یہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے، اسے زبردست قوت والے نے تعلیم دی ہے۔‘‘

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ سے واضح ہوتا ہے کہ قراءات قرآنیہ کا مصدر وحی الٰہی ہے اور نبی کریم ﷺ کو بھی قرآن مجید میں تبدیلی کا اختیار حاصل نہیں تھا، چہ جائیکہ کوئی عام شخص یہ جسارت کرتا۔ چونکہ قراءات قرآنیہ بھی قرآن ہیں، لہٰذا وہ بھی وحی الٰہی اور منزل من اللہ ہیں۔ انھیں بھی کوئی شخص اپنے اجتہاد یا قیاس سے نہیں پڑھ سکتا، بلکہ روایت اور نقل کا پابند ہے، جس سے لہجات یا لغات کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ قراءات قرآنیہ کے وحی الٰہی ہونے کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ بڑی صریح اور واضح ہے جو سیدنا عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَقْرَأَنِي جِبْرِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهٗ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيْدُهٗ وَ يَزِيْدُنِي حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ .)) [1]

’’سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مجھے جبریل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن مجید پڑھایا، میں نے عرض کیا (کہ یہ تنگی ہے) اور مسلسل زیادہ طلب کرتا رہا اور وہ زیادہ کرتے رہے، حتی کہ سات حروف تک پہنچ گئے۔‘‘

۲...... **دوسرا مذہب**: ان کے نزدیک قراءات کا مصدر غیر توقیفی ہے۔ لیکن اس مصدر کی تحدید میں ان کے تین قول پائے جاتے ہیں:

پہلا قول:......ان میں سے بعض کے نزدیک قراءات کا مصدر اہل عرب کے لہجات اور ان کی لغات ہیں۔ ڈاکٹر طٰہٰ حسین اپنا یہ موقف پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[1] صحيح البخاری، كتاب فضائل القرآن، باب انزل القرآن على سبعة أحرف: ٤٩٩٢.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وَالْحَقُّ أَنَّ لَيْسَتْ هٰذِهِ الْقِرَاءَ اتُ السَّبْعُ مِنَ الْوَحْيِ فِي قَلِيلٍ وَلَا كَثِيْرٍ، وَلَيْسَ مُنْكِرُهَا كَافِرًا، وَلَا فَاسِقًا، وَلَا مُغْتَمِزًا فِيْ دِيْنِهِ، وَإِنَّمَا هِيَ قِرَاءَ اتٌ مَصْدَرُهَا اللَّهْجَاتُ...... وَلَيْسَتْ هٰذِهِ الْقِرَاءَ اتُ بِالْأَحْرُفِ السَّبْعَةِ الَّتِيْ أُنْزِلَ عَلَيْهَا الْقُرْآنُ، وَإِنَّمَا هِيَ شَيْءٌ، وَهٰذِهِ الْأَحْرُفُ شَيْءٌ آخَرُ)) ❶

''حق بات یہی ہے کہ مروجہ قراء ات سبعہ کا قلیل و کثیر کچھ حصہ بھی وحی سے ثابت نہیں ہے، لہٰذا ان کا منکر نہ تو کافر و فاسق ہوگا اور نہ ہی اس کے دین میں کوئی عیب لگایا جائے گا۔قراءات قرآنیہ کا مصدر لہجات ہیں۔ مرّوجہ قراءات سبعہ، وہ اُحرف سبعہ نہیں ہیں، جن پر قرآن مجید نازل کیا گیا تھا۔''

یہ مذہب جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں، قرآن وسنت سے ثابت کسی بھی مستند اور معتبر دلیل کے بغیر قائم ہے۔ کتاب وسنت کے دلائل اس بات پر صریح موجود ہیں کہ قراءات قرآنیہ اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ وحی ہیں۔

دوسرا قول :......ان میں سے بعض کے نزدیک قراءات کا مصدر قراء کرام کا اجتہاد ہے۔ حالانکہ ان کا یہ موقف مسلمانوں کے علمی وعملی موقف کے خلاف ہے۔

اس موقف کے حاملین کے پاس بھی کوئی قطعی دلیل موجود نہیں ہے، چند احادیث ایسی موجود ہیں جن کے ظاہر سے یہ وہم ہوتا ہے، حالانکہ حقیقت امر اس کے خلاف ہے۔

یہ موقف متکلمین، ابن مقسم اور ابوالقاسم الخوئی کا ہے۔

تیسرا قول :......ان میں سے بعض کے نزدیک قراءات کا مصدر مصاحف عثمانیہ کا رسم ہے جو نقاط اور حرکات سے خالی تھا۔

یہ موقف بھی غلط اور بہتان بازی جو منطقی قوانین، معتبر تاریخی حقائق اور عقلی تقاضوں کے خلاف ہے۔اس موقف کے حاملین میں مشہور مستشرق گولڈ زیہر اور صلاح الدین المنجد

❶ الادب الجاهلی: ۹۵،۹۶.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابل ذکر ہیں، جبکہ ڈاکٹر علی عبد الواحد الوافی نے اس موقف سے رجوع کر لیا ہے۔

راجح موقف:

مذکورہ مذہب اور ان کا مطالعہ کرنے سے جو بات کھل کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ ''قراءات کا مصدر وحی اور توقیف ہے'' والا پہلا مذہب ہی راجح اور صحیح ہے۔ کیونکہ جہاں صحیح اور صریح دلائل اس کی تائید کرتے ہیں وہیں عقل سلیم اور اعجاز قرآنی بھی اس کے موافق ہیں۔ اہل علم نے جو اہتمام قرآن مجید کا کیا ہے کسی اور کتاب کا نہیں کیا۔ خواہ وہ اہتمام اس کی کتابت اور اس کے حروف کی رسم کا ہو، اس کی تلاوت اور قراءت کا ہو یا اس کے احکام اور معانی کے بیان کا ہو۔

قراءات قرآنیہ کے تمام اصول اور تمام فروش متواتر ہیں۔ بعض سلف نے اصول کے متواتر ہونے کا انکار کیا ہے۔ جس کا جواب دیتے ہوئے علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''ابن حاجب سمیت جن لوگوں کا یہ گمان ہے کہ مد، امالہ، ادغام، ترقیق راءات، تفخیم لامات، نقل حرکت اور تخفیف ہمزہ جیسے اصول، جو اَدا سے تعلق رکھتے ہیں، یہ غیر متواتر ہیں۔ ان کا یہ گمان صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ مد مطلق، مد طبعی، مد عارض اور ؟ مد طبعی؟ سمیت مد کی متعدد اقسام ہیں اور ان کے بغیر قراءت کرنا ممکن نہیں ہے۔ پھر یہ مد ہمزہ اور سکون پر منحصر ہوتی ہے، جب حرف مدہ کے بعد سبب مد سکون یا ہمزہ ہو تو مد ہوتی ہے۔ گویا کہ مد حرف کے قائم مقام ہے۔ جسے کسی بھی مسلمان کے لیے غیر متواتر کہنا جائز نہیں۔ اسی طرح ہمزہ کی دو اقسام ہیں: ہمزہ یا تو اسی کلمہ میں ہوگا یا پھر دوسرے کلمہ میں ہوگا۔ اگر ہمزہ اسی کلمہ میں ہو تو مد متصل ہوگی اور اگر دوسرے کلمہ میں ہو تو منفصل ہوگی۔''

پھر علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ، ابن حاجب پر ردّ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مذکورہ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مد، امالہ اور تخفیف ہمزہ قراءات سبعہ میں شامل ہیں اور یہ بات واضح ہے کہ قراءات سبعہ متواتر ہیں، لہٰذا یہ اصول بھی متواتر ہیں۔'' [1]

[1] منجد المقرئين: ٥٧.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمرین

۱۔ قرآن، قراءات ، روایت، طریق، وجہ اور اختیار کی لغوی و اصطلاحی تعریفات بیان کریں۔
۲۔ سبعہ احرف کی لغوی و اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے اس کے مفہوم میں پائے جانے والے مذاہب کی وضاحت کریں۔
۳۔ قراءات سبعہ کا حروف سبعہ سے کیا تعلق ہے؟
۴۔ قراءات قرآنیہ میں تلفیق کا کیا حکم ہے؟
۵۔ قبول ورد کے اعتبار سے قراءات کی کتنی اقسام ہیں، ہر ایک کی تفصیل بیان کریں؟
۶۔ قراءات مقبولہ کے لیے کونسی شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، تفصیل سے بیان کریں؟
۷۔ قراءات مقبولہ کے ضوابط بیان کرتے ہوئے قراءات مقبولہ کی اقسام تفصیلاً لکھیں۔
۸۔ قراءات مردودہ کے ضوابط بیان کرتے ہوئے قراءات مردودہ کی اقسام بیان کریں۔
۹۔ سند کے اعتبار سے قراءات کی کتنی اقسام ہیں، تفصیل سے لکھیں۔
۱۰۔ معنی کے متحد اور الگ الگ ہونے کے اعتبار سے قراءات کی اقسام لکھیں۔
۱۱۔ قراءات کا مصدر کیا ہے؟ دلائل کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹس

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ